مقبول

اسرارِ خطابت

مرتب: حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور

۷

شبیر برادرز

اسرارِ خطابت

7

مرتب: حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز

واعظین کے لیے بے مثال تحفہ

اسرار خطابت

جلد ہفتم

مرتب :

حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور فون 7246006

بِسْمِ اللہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْمِ

نام کتاب	....	مقبول اسرار خطابت (جلد ہفتم)
مصنف	....	مولانا پیر محمد مقبول احمد سرور
صفحات	....	۳۷۶
اشاعت	....	اپریل ۲۰۰۵ء
کمپوزنگ	....	ورڈز میکر
مطبع	....	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	....	ملک شبیر حسین
قیمت	....	150 روپے

ملنے کے پتے

☆ **ادارہ پیغام القرآن** اُردو بازار لاہور
☆ **مکتبہ اشرفیہ** مرید کے
☆ **احمد بک کارپوریشن** کمیٹی چوک راولپنڈی
☆ **مکتبہ ضیائیہ** بوہڑ بازار راولپنڈی
☆ **کتبخانہ حاجی مشتاق احمد** اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

انتساب

میں اپنی اس سعی سعید اور سب سے پہلی دینی کوشش (والد صاحب کی تقریروں کے ترتیب دیئے ہوئے اس مجموعہ کو) اپنی والدہ محترمہ مخدومہ ''اللہ تعالیٰ ان کا سایہ عاطفت ساری اولاد پر تا دیر قائم و دائم رکھے اور اپنے نانا محترم شمیم احمد خاں'' ''جو ایک مرد قلندر تھے'' کے اسماء گرامیہ سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے قبول فرما کر انہیں ماجور فرمائے۔ آمین ثم آمین

احقر

صاحبزادہ حافظ محمد طیب مقبول

فیصل آباد

التماس دعا

جو حضرات بھی ان کتب سے مستفیض ہوں میرے والد گرامی جانشین امام خطابت حضرت صاحبزادہ پیر محمد مقبول احمد سرور دامت برکاتہم العالیہ کے لئے صحت و عافیت اور سایہ عاطفت ہمارے لئے دراز ہونے کی دعا بارگاہ الٰہی میں کرتے رہیں۔ نوازش ہوگی

صاحبزادہ حافظ محمد طیب مقبول

فیصل آباد

ایک ضروری وضاحت

فقیر محمد مقبول احمد سرور غفرلہ نے اپنی کتاب "مقبول اسرار خطابت جلد اوّل تا ہشتم" کے تمام حقوق برادر مکرم ملک شبیر احمد صاحب کو دیدیے ہیں (مالک مکتبہ شبیر برادرز لاہور) اب وہ جس طرح سے چاہیں ان کتب کو شائع کر سکتے ہیں مگر مضامین اور مصنف کتاب یہی رہیں گے

اللہ تعالیٰ ان کے خلوص کو قائم و دائم رکھے اور اپنے حبیب علیہ السلام کے طفیل شبیر برادرز کو معراج ترقی کے مقام پر پہنچائے۔ آمین ثم آمین

بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

فقیر محمد مقبول احمد سرور
مصنف مقبول اسرار خطابت
(اوّل تا ہشتم)

فہرست مضامین جلد ہفتم

عرضِ مرتب

گرامی قارئین

تصنیف و تالیف کا جو سلسلہ میرے دادا محترم نے شروع کیا تھا اے میرے والد گرامی نے جاری رکھا میرے جد محترم امام خطابت شیخ الشیوخ حضرت علامہ مولینا پیر غلام رسول سمندری والےؒ نے اپنے مسلک کے دلائل مناظرانہ انداز سے تقریری طور پر بھی پیش کئے اور پھر ایک رسوائے زمانہ مولوی کی ایک رسلیہ (جس میں کھلے عام تفسیر بالرائے اور اہلسنّت و جماعت کے عقائد کو غلط انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی تھی) ''اربعین'' نامی شائع ہوئی تو اس کی تردید میں کتاب لاجواب دو جلدوں میں

''اَلدُّرُّ الثَّمِینُ فِی توضیح الاربعین'' (حصہ اول و دوم)

تصنیف فرمائیں اور اربعین علیحدہ اس کے علاوہ چھوٹا سا رسالہ دُعا بعد نماز جنازہ بھی شائع فرمایا ان تحقیقی کتب کا آج تک اس فرقہ باطلہ کی طرف سے کوئی جواب شائع نہیں ہوا اور نہ ہی ہو سکے گا اس کے بعد حضرت والد گرامی جانشین امام خطابت حضرت صاحبزادہ پیر محمد مقبول احمد سرور نے ''مفید الخطباء، شجاعت صحابہ اور اسرار خطابت اول تا چہارم تصنیف فرمائی مندرجہ بالا تمام کتب کو بالخصوص الدر الثمین اور اسرار خطابت کو ملک اور بیرون ملک میں بہت پذیرائی ملی الحمد اللہ علیٰ ذٰلک اس کے بعد میرے برادر اکبر اور جانشین امام خطابت کے خلف اکبر صاحبزادہ حافظ اطہر مقبول نے اپنے شوق سے حضرت والد گرامی کی تقاریر ریکارڈ کر کے کتابی شکل میں

جمع کر دیں تو وہ اسرار خطابت کی پانچویں جلد قرار پائی۔

سیرت حضرت مخدومہ کونین پر مشتمل والد گرامی کی تصنیف لطیف اسرارِ خطابت کی چھٹی جلد ہے اور اس ناچیز نے جو والد گرامی کی تیرہ تقریریں ترتیب دی ہیں یہ ساتویں جلد۔

مجھے اپنے بھائی سے یہ شوق ملا کہ میں بھی دین کی خدمت میں شامل ہو کر اس قطار میں کھڑا ہو جاؤں جہاں میرے جد امجد، والد گرامی اور بھائی کھڑے ہیں تا کہ جب ان پر خداوند قدوس کی رحمتوں کی برسات ہو تو میں بھی اس سے مستفید و مستفیض ہو سکوں اور اس کے محبوب علیہ السلام کی عطاؤں سے بہرہ مندی مجھے بھی نصیب ہو جائے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

دعا فرمائیں کہ اس میری ادنیٰ سی کاوش کو بارگاہ ربّ ذوالجلال میں شرف قبولیت حاصل ہو اور یہ صحیفۂ عشق رسول ہر خاص و عام کے لئے مقبول ہو جائے۔
آمین

عارض الفقیر
صاحبزادہ طیب مقبول
فیصل آباد

عظمتِ شہداء

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتِمِ الْاَنْبِیَاءِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ o اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ o صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

یہ محفلِ پاک

صاحب صدر۔ مہمانانِ گرامی قدر۔ معزز و مکرم حضرات سامعین

یہ محفل پاک ذکر شہادت کے عنوان سے انعقاد پذیر ہے اور دو شہداء کرام کے اسماء گرامی سے منسوب امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور سیّد الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کو خراج تحسین پیش کرنے کی

غرض سے ہم سب اس مقام پر جمع ہیں اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے نعلین مقدس کے طفیل ہماری اس حاضری کو اپنی بارگاہ عالیہ میں منظور فرماتے ہوئے اس محفل کو ہم سب کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین

ہم آل واصحاب کے غلام ہیں

گرامی حضرات۔ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے شہید ہیں اور سیدنا امام حسینؓ اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہم اہلسنّت و جماعت صحابہ واہل بیت سب کے غلام ہیں اور اس قسم کی محافل ہمارے اس عقیدہ کا بہترین اظہار ہیں کہ

اسلام ما محبت خلفاء راشدین
ایمان ما محبت آل محمد است

سب کو ماننے والے

گرامی قدر سامعین۔ اہلسنّت و جماعت ہر اس گروہ سے بیزار جوان ہستیوں میں سے کسی ایک کا منکر ہو اور ہر اس شخص سے محبت کرنے والے ہیں جو ان تمام نفوس قدسیہ کے ماننے والے ہوں اور صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم سے عقیدت رکھنے والے ہوں۔

دیگر محافل

سامعین گرامی قدر فقیر اس محفل پاک میں مجموعی طور پر عظمت شہداء کرام کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کرے گا تاکہ دونوں شہداء کرام کو خراج تحسین پیش کیا جا سکے۔ علیحدہ علیحدہ دونوں نفوس قدسیہ کا ذکر پاک مختصر وقت میں نہیں کیا جا سکتا اس لئے دیگر محافل کا بھی انعقاد کیا گیا ہے جو علیحدہ علیحدہ عنوانات سے انشاء اللہ العزیز منعقد ہوتی رہیں گی اور ان میں حسب عنوان بیان ہوتا رہے گا۔

اجر وثواب مجاہد

حضرات محترم۔ عظمت شہداء کرام کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ابھی یہ شہید میدان مبارزت میں اترا نہیں۔ لباس جہاد زیب تن کیا نہیں۔ تلوار ہاتھ میں لی نہیں اس نے مبارزت طلب کی نہیں اور جان کا نذرانہ ابھی پیش کیا نہیں۔

ابھی یہ شہید جہاد کی تیاری میں مشغول ہے۔ بنیت جہاد۔ سامان جنگ تیار کر رہا ہے تو اسے اس انعام سے نوازا جاتا ہے کہ وہ

اس حالت میں نماز ادا کرے تو اسے پانچ سو نماز کے برابر ثواب ملے گا اور اگر اس کیفیت میں ایک درہم خرچ کرے تو اسے سات سو درہم کے برابر اجر دیا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی پارہ دوم مطبوعہ گجرات ص ۴۴)

اللہ اکبر! کیا خوب کہا کسی شاعر نے کہ

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملاں کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

بلکہ بعض روایات کے مطابق مجاہد کی سواری کا بول و براز بھی اس کے ثواب میں شامل ہوگا۔ اس سے بھی آگے بڑھیں خود خالق کائنات جل جلالہٗ ان مجاہدین کی سواریوں کے قدموں سے نکلنے والی چنگاریوں اور ان سواریوں کے ہانپنے کی قسم یاد فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا o فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا o فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا o فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا o (پ۳۰ سورہ وَالعٰدِيٰتِ آیت ۱-۲-۳-۴-۵)

قسم ہے تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی جب وہ سینہ سے آواز نکالتے ہیں پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر پھر اچانک حملہ کرتے ہیں صبح کے وقت پھر اس سے گرد و غبار اڑھاتے ہیں پھر اسی وقت (دشمن کے) لشکر میں گھس جاتے ہیں۔

گھوڑوں کے ہنہنانے کی قسم

مجاہدین کے گھوڑوں کی قسم کھائی جارہی ہے
جب یہ گھوڑے تیز تیز دوڑتے ہیں تو ان کے سینوں سے ایک خاص قسم کی آواز نکلتی ہے۔فرمایا مجھے ان کے تیز دوڑنے اور ان کے سینوں سے نکلنے والی آوازوں کی قسم وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًاo

چنگاریوں کی قسم

یہ گھوڑے اپنے بھاری بھرکم سُم جب پتھروں پر زور سے مارتے ہیں تو آگ کی چنگاریاں نکلنے لگتی ہیں فرمایا
مجھے ان چنگاریوں کی قسم فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا

گردوغبار کی قسم

یہ مجاہد جب صبح سویرے دشمن پر یلغار کرتے ہیں اس کی وجہ سے ساری فضا گردو غبار سے اٹ جاتی ہے فرمایا
اس گردوغبار اور دشمنوں پر ان کی یلغار کی قسم اور اس وقت صبح کی قسم جب یہ حملہ کرتے ہیں
فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا o فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا

میدان جہاد میں گھسنے کی قسم

یہ مجاہد جب دشمنوں کی صفیں چیرتے ہوئے اس لشکر میں گھستے ہیں مجھے اس کی قسم
فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا
مجاہدین کے گھوڑوں کا ہنہنانا۔ان کی اڑائی ہوئی گردوغبار۔ان کے سُموں سے نکلی ہوئی آگ ان کا صبح کے وقت حملہ کرنا اور دشمن کی صفوں میں گھسنا مجھے اس قدر محبوب ہے کہ میں

خالق	ہو کر
مالک	ہو کر
رازق	ہو کر
عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْر	ہو کر

قسمیں بیان فرماتا ہوں تاکہ پتہ چل جائے کہ اے مجاہدو

تمہارا جہاد میں نکلنا مجھے بے۔حد	پسند
تمہارے گھوڑوں کا ہنہنانا مجھے بے حد	پسند
ان کے سُموں سے نکلتی ہوئی چنگاریاں مجھے بے حد	پسند
ان سواریوں کی تیزی سے جو گردوغبار نکلی وہ بھی مجھے بے حد	پسند
تمہارا وقت جہاد اور دشمن کی صفوں کو چیرنا مجھے بے حد	پسند

کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم

یہ تو عام مجاہدین کی شان ہے ان کے آقا و مولا سرور کائنات علیہ السلام جب خود میدان جہاد میں اترتے ہوں گے تو آپ کی سواریوں کی ان صفات کا مقام کیا ہوگا

کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

ایک پنجابی شاعر نے اپنے عشق رسالت کا یوں اظہار فرمایا کہ

جس راہ توں لنگھ جاویں اوہدی خاک اٹھا کے چم لیناں
جیہڑی قلم لکھے ناں سوہنے دا اوہ قلم اٹھا کے چم لیناں

اور

ذرّے اس خاک کے تابندہ ستارے ہوں گے
جس پہ سرکار نے نعلین اتارے ہوں گے

شہداء کو مردہ نہ کہو

اور پھر جب یہ مجاہدین دشمن کا سامنا کرتے ہوئے شہید ہو جائیں۔ اور اپنی جان کا نذرانہ خالق حقیقی کی بارگاہ میں پیش کر دیں تو خالق کائنات فرماتا ہے۔ اے دنیا والو جنہوں نے جان میرے سپرد کی ہے وہ مردہ نہیں ہیں میں تمہیں حکم فرماتا ہوں کہ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۝ (پ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۴)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں

شہداء کرام زندہ ہیں

جنگ بدر میں شہید ہونے والوں کو لوگ مردہ کہنے لگے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جبکہ کفار نے مضحکہ خیز باتیں کی کہ

یہ عجیب دیوانے ہیں یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ ہم قلیل ہیں اور دشمن کے افراد کثیر

ہم تین سو تیرہ اور دشمن کی تعداد ہزاروں تک

ہمارے پاس آلات حرب نہ ہونے کے برابر اور دشمن اسلحہ سے لیس

پھر بھی وارفتۂ محبت رسول اپنے قتل ہونے کو اس فانی زندگی پر ترجیح دیتے ہوئے مرگئے ہیں فرمایا تم سمجھے نہیں ہو

یہ میرے محبوب کے دیوانے مرے کب ہیں بلکہ بَلْ اَحْيَآءٌ یہ تو زندہ ہیں

تم زندہ ہو کر بھی مردہ — یہ دیوانے مر کے بھی زندہ

غلامان محمد کو غلط سمجھے ہو تم کافر
نبی پر جان دینے والے مرجایا نہیں کرتے

کہنا تو کجا مردہ گمان بھی نہ کرنا

فرمایا ان شہداء کو مردہ کہنا تو ایک طرف کبھی ذہن کے کسی خلیہ میں مردہ گمان بھی نہ کرنا

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۝ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹)

اور ہرگز خیال نہ کرنا کہ وہ جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں

ہم زندہ و جاوید کا ماتم نہیں کرتے

اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ

کافر ہے جو منکر ہے حیات شہداء کا
ہم زندہ و جاوید کا ماتم نہیں کرتے

''اسی حیات کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ ہر سال شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے اور انہیں اپنی دعاؤں اور تسلیمات سے محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے جمال جہاں افروز کے دیدار سے بھی انہیں شاد کام فرمایا کرتے''۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ص ۲۹۶)

شہادت و نبوت کی قربت

حضرات گرامی۔ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمیؒ فرماتے ہیں کہ

''شہید کو نبی سے بہت قربت حاصل ہے کہ

۱- پیغمبر کی نیند وضو نہیں توڑتی اور شہید کی موت غسل نہیں توڑتی۔

۲- نبی کے فضلات شریف امت کے لئے پاک اور شہید کا خون پاک یعنی اگر نبی کا پیشاب شریف یا شہید کا خونی کپڑا کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک نہیں

۳- نبی بعد وفات زندہ شہید بھی بعد وفات زندہ

۴- نبی کو بعد وفات رزق الٰہی ملتا ہے شہید کو بھی" (تفسیر نعیمی پارہ دوم ص۴۴ مطبوعہ گجرات)

پیغمبر کی نیند وضوء نہیں توڑتی

پیغمبر کی نیند وضو نہیں توڑتی ملاحظہ فرمائیں حدیث پاک

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ

"میں ایک رات اپنی خالہ میمونہؓ کے گھر بسر کی نبی کریم ﷺ رات کو آرام فرما ہو گئے جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو آپ ﷺ بیدار ہوئے اور لٹکے ہوئے مشکیزہ سے ہلکا سا وضو فرمایا (عمرو نے اس کو بہت ہلکا سا بیان کیا) پھر آپ قیام فرما ہوئے اور نماز پڑھنا شروع کی میں بھی اٹھا اور آپ کے وضو سا وضو کیا پھر آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا آپ نے مجھے پھیرا اور اپنی دائیں جانب کر دیا پھر جو بھی اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ نے نماز پڑھی پھر لیٹ گئے اور سو گئے حتیٰ کہ آپ خراٹے لینے لگے آپ کے پاس موذن آیا جس نے نماز کی خبر دی آپ ﷺ اس کے ہمراہ نماز پڑھنے تشریف لے گئے اور نماز پڑھی جبکہ آپ نے وضو نہ فرمایا۔

ہم نے عمرو سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی آنکھیں سوتی ہیں اور قلب مبارک نہیں سوتا عمرو نے کہا میں نے عبید بن عمیر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے پھر یہ پڑھا

اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ (بخاری شریف جلد اول ص۱۱۹ مطبوعہ کراچی)

نبی بے مثل و بے مثال ہوتے ہیں

یہ حدیث پاک نبی علیہ السلام کو اپنے جیسا کہنے سمجھنے والوں کیلئے تازیانہ عبرت ہے۔

ہم سو جائیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے آقا علیہ السلام سو جائیں تو وضو قائم رہتا ہے پھر بھی اگر کوئی نبی کو اپنے جیسا کہتا ہے تو وہ حدیث مبارک کے آخری جملوں کو غور سے پڑھتے جس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی علیہ السلام کا خواب وحی الٰہی جس پر عمل واجب اسی

لئے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے خواب پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلوئے ناز پر چھری رکھ دی اگر ہمیں کوئی ایسا خواب آئے تو کیا ہم بھی نبی کی طرح عمل کر سکتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں پتہ چلا انبیاء کرام علیہم السلام اور ہماری بشریت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

شہید کا غسل نہیں ٹوٹتا

گرامی قدر حضرات سامعین! گزارش یہ کر رہا تھا کہ نبی اور شہید کے درمیان انتہائی قربت ہے نبی علیہ السلام اگر آرام فرما ہو جائیں تو وضو نہیں ٹوٹتا بخاری شریف کی بیان کردہ حدیث اس پر شاہد عادل ہے اسی طرح شہید کی روح جب قفص عنصری سے پرواز کر جائے تو شہید کا غسل نہیں ٹوٹتا یہی وجہ ہے کہ شریعت میں حکم جاری ہے کہ شہید کو بغیر غسل کے اس کے انہیں خون آلود کپڑوں میں دفن کر دو۔

کل قیامت کے میدان میں

کوئی علم دامن میں لے کر بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوگا
کوئی عبادت و ریاضت لے کر بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوگا
کوئی ولایت وسخاوت لے کر بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوگا
اور شہید اپنا یہ خون شہادت لے کر بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوگا

شہید کا رستا ہوا خون اس کی پاکی کا گواہ بن کر اعلان کرے گا

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

بروز محشر شہید کی شفاعت

آواز قدرت آئے گی

اے میری راہ میں اپنا خون نذر کرنے والے اب تو اکیلا ہی جنت میں نہ جا بلکہ ایسے ستر افراد جن پر جہنم واجب ہو چکی ہے اپنے ساتھ جنت میں لے جا

تو بھی جنتی   وہ ستر بھی جنتی جنہیں آج تو اپنے ساتھ لے جائے گا

لوگ کہتے ہیں نبی کو کچھ جنت کا اختیار نہیں وہ اپنے نفس کا بھی معاذ اللہ مختار نہیں حدیث فرماتی ہے کہ نبی کا یہ امتی جو شہید ہوگا اسے ستر آدمی اپنے ساتھ لے جانے کا اختیار ہوگا۔

نبی علیہ السلام کے فضلات طاہرات پاک

احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا بول و براز خون مبارک پاک بلکہ بول مبارک اور خون پاک پی جانے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو پیٹ کی بیماریوں سے محفوظ ہونے کی بشارت خود آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمائی۔ ملاحظہ ہو حدیث پاک حضرت ابن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ

اَنَّهٗ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحْتَجِمُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اِذْهَبْ بِهٰذِهِ الدَّمَ فَاَهْرِقْهُ حَيْثُ لَا يَرَاكَ اَحَدٌ فَشَرِبَهٗ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ مَا صَنَعْتَ قَالَ جَعَلْتُهٗ فِي اَخْفٰى مَكَانٍ عَلِمْتُ اَنَّهٗ يَخْفٰى عَنِ النَّاسِ قَالَ لَعَلَّكَ شَرِبْتَهٗ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَيْلٌ لِّلنَّاسِ مِنْكَ وَيْلٌ لَّكَ مِنَ النَّاسِ فَكَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّ الْقُوَّةَ الَّتِيْ بِهٖ مِنْ ذٰلِكَ الدَّمِ (حجۃ اللہ علی العٰلمین ص۶۸۶ مطبوعہ فیصل آباد عربی)

وہ (ابن زبیرؓ) نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے درانحالیکہ سرکار علیہ السلام پچھنے لگوا رہے تھے پھر جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا اے عبداللہ یہ خون ایسی جگہ لے جا کر بہا دو جو لوگوں سے پوشیدہ ہو اور جہاں کوئی تجھے دیکھنے والا نہ ہو پس حضرت ابن زبیر نے وہ پی لیا پھر جب بارگاہ نبوت میں لوٹے تو فرمایا اے عبداللہ تم نے اس خون کا کیا کیا عرض کیا میں نے اسے ایسے مقام میں ڈال دیا جسے میں لوگوں سے نہایت پوشیدہ جانتا ہوں فرمایا غالباً تم نے اسے پی لیا ہے عرض کیا جی یا رسول اللہ الخ پھر لوگ آپ سے وہ قوت دیکھا کرتے تھے جو اس خون کی وجہ سے

آپ کو دی گئی۔

عام بشر کا خون حرام

گرامی حضرات۔ جاری اور بہتے ہوئے خون کے متعلق تو حکم ہے کہ

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ   (پ۲ سورۃ البقرہ)

تم پر مردار اور خون حرام ہے

ثابت ہوا   عام بشر کا خون اور حکم رکھتا ہے اور نبی کا خون اور حکم

ورنہ نبی کریم علیہ السلام اپنے اس صحابی کو جس نے آپ کا خون مبارک پی لیا کوئی زجر و توبیخ فرما دیتے مگر ایسا نہ ہوا بلکہ سرکار کے خون مبارک کی برکت سے حضرت ابن زبیر کی طاقت و قوت میں اضافہ لوگوں نے ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ نبی کریم کا خون پاک ہے۔

شہید کا خون پاک ہے

شہید کے متعلق بھی فرمایا گیا کہ اس کا خون پاک ہے اسی لئے حکم ہے کہ اسے اسی حالت میں دفن کرو جس حالت میں وہ شہادت پا گیا ہے۔

نبی علیہ السلام بعد وفات زندہ

نبی اکرم علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ   (مشکوٰۃ شریف ص۱۲۱)

انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں

شہید زندہ

اللہ کریم نے فرمایا

بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ   (پ۲ سورۃ البقرہ آیت......)

بلکہ وہ (شہید) زندہ ہے لیکن تم سمجھتے نہیں

نبی بعد وفات رزق دیئے جاتے ہیں

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا

فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ (مشکوٰۃ شریف ص۱۲۱)

پس اللہ کے نبی زندہ اور رزق دیئے جاتے ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ یُرْزَقُوْنَ۝ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹)

بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے ربّ کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔

شہید کسے کہتے ہیں؟

گرامی قدر حضرات بات طویل ہوگئی۔ اب سوال یہ ہے کہ شہید کسے کہتے ہیں حکیم الامت مفسر قرآن حضرت قبلہ مفتی احمد یار نعیمیؒ فرماتے ہیں کہ

''عرف عام میں شہید وہ مسلمان بالغ ہے جو ظلماً مارا جائے اور قاتل پر اس کے قتل سے مال واجب نہ ہو'' (تفسیر نعیمی جلد دوم ص۴۴ مطبوعہ گجرات)

لغوی لحاظ سے شہید کے مختلف معانی ہیں جن میں سے ایک معنیٰ ہے حاضر۔

ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ کہ قیامت کا دن شاہد و مشہود ہے فرمایا

شہید بمعنیٰ حاضر

وَّشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ (پ۳۰ سورۃ البروج آیت ۳)

اور قسم ہے حاضر ہونے والے دن کی اور حاضر کئے جانے والوں کی جو اس دن حاضر ہونگے دوسری جگہ فرمایا کہ

اَمْ کُنْتُمْ شُہَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ (پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۱۳۳)

بھلا کیا آپ اس وقت حاضر تھے جب آ پہنچی یعقوب (علیہ السلام) کو موت ان دونوں مقامات پر شاہد کا معنیٰ حاضر ہے اور لفظ شہید اسی لفظ شاہد سے صفت مشبّہ کا

صیغہ ہے یعنی کہ حاضر ہونے والا

شہید کو کیوں شہید کہتے ہیں؟

شہید کو بھی شہید اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ میدان جہاد میں جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یا اس لئے کہ دیگر مسلمان قیامت کے حساب و کتاب سے فارغ ہو کر جنت میں پہنچتے ہیں اور اس سے پہلے ان کی قبروں میں جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے مگر شہید مرتے ہی جنت میں حاضر ہو جاتا ہے وہاں سیر بھی کرتا ہے اور رزق بھی کھاتا ہے۔

یا اس لئے کہ اس شہید کو میدان جہاد میں جان دیتے ہی اللہ کے روبرو حاضر کر دیا جاتا ہے۔

یا اس لئے کہ اس کی شہادت پر بے شمار ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔

یا اس لئے کہ وہ شہادت کے بعد جب بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ تمنا کر تو وہ عرض کرتا ہے کہ مجھے دنیا میں پھر بھیجا جائے تاکہ میں پھر شہادت کی لذت پاؤں حکم الٰہی ہوتا ہے کہ ہم جسے ایک بار آزمالیں دوبارہ نہیں آزمایا کرتے۔ (تفسیر نعیمی جلد دوم ص۴۴ مطبوعہ گجرات)

انفرادیت شہادت حسین

نواسہ رسول جگر گوشہ بتول سیّد الشہداء حضرت سیدنا امام حسینؓ کی میدان کربلا میں شہادت اسی لئے منفرد ہے کہ

میرا امام تو بارگاہ خداوندی میں جان کا نذرانہ دینے کے لئے حاضر تھا۔ اور میرے نبی علیہ السلام اس نواسے کی اس حاضری کو ملاحظہ فرمانے کے لئے حاضر تھے۔

حضرت ام سلمہ کا خواب

حضرت ام سلمہؓ (ام المومنین) فرماتی ہیں کہ میں نے دوپہر کے وقت (دسویں محرم کے دن) دیکھا (جبکہ امام عالی مقام کی شہادت کا دن تھا) کہ حضور آقائے نامدار تشریف لائے درانحالیکہ

عَلٰی رَأسِهٖ وَلِحيَتِهٖ التُّراب وَ فِی يَدِهٖ قَارُورَةٌ فِيهِ دَمٌ

آپ کے سرِ انور اور داڑھی مبارک پر مٹی تھی اور ہاتھ مبارک میں ایک بوتل تھی جس میں خون تھا۔

میں نے عرض کیا

اے سرتاج من سلامت۔ وَالضُّحٰی کے چہرے اور واللَّیل کی پیاری زلفوں والے محبوب اے لامکاں کی سیر کرنے والے معراج کے دولہا

آج یہ کیفیت کیا ہے؟

یہ چہرہ مبارکہ اور پیاری زلفوں پر گرد و غبار کیسی ہے؟

یہ قدمان معنبرہ مقدسہ مطہرہ پر نعلین مقدس کیوں نہیں ہیں؟

یہ یداللہ والے گورے گورے ہاتھوں میں بوتل اور پھر اس بوتل میں خون کیسا ہے؟

اے میرے آقا

آج آپ اس حالت میں کہاں سے تشریف لائے ہیں؟

تو فرمایا

شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ اٰنِفًا هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَ اَصْحَابِهٖ

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۰)

میں ابھی ابھی کربلا سے آیا ہوں۔ مشہد حسین سے جلوہ افروز ہوا ہوں اس بوتل میں حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے۔ (نوٹ ایسا ہی خواب حضرت ابن عباس سے بھی مروی ہے)

اس میں جوان اکبرؓ کا خون ہے

اس میں معصوم کربلا علی اصغرؓ کا خون ہے

اس میں علمبردار حسین عباسؓ کا خون ہے

اس میں میرے حسن کی لال قاسمؓ کا خون ہے

دَمُ الْحُسَيْنِ وَ اَصْحَابِهٖ

خون حسین بھی اسی میں اور خون اصحاب حسین بھی اسی میں ہے

حر بن یزید ریاحی وھب بن عبداللہ کلبی دیگر رفقاء حسین رضوان اللہ علیہم کا خون اس بوتل میں ہے۔

اب جہاں حسین کا خون جائے گا وہیں اصحاب حسین کا خون جائے گا

خون حسین اگر کربلا کی نذر

تو حر اور وھب و دیگر اصحاب کا خون بھی وہیں

خون حسین اگر میرے ہاتھ کی بوتل میں

تو ان سب کا خون بھی میرے ہاتھ کی بوتل میں

میں اگر خون حسین محشر کے میدان میں بارگاہ خدا میں پیش کروں گا تو یہ خون اصحاب بھی اس میں شامل ہوگا۔

یہ رفقاء و اصحاب نہ کربلا میں حسین سے جدا

نہ ان کا خون اس میرے ہاتھ کی بوتل میں حسین کے خون سے جدا

نہ یہ خون میدان محشر میں بارگاہ خدا میں حسین کے خون سے جدا ہوگا

کون جدا کرسکتا ہے؟

بتاؤ منکرین صحابہ

جب صحابہ کو حسین کے ساتھ کربلا میں خدا نے ملا کے رکھا ہے

جب صحابہ کو حسین کے ساتھ محشر میں خدا نے ملا کے رکھا ہے

جب خون حسین کو خون صحابہ کے ساتھ بوتل میں مصطفیٰ نے ملا کے رکھا ہے
تو پھر
کس کی طاقت ہے کہ وہ جدا کرے
فرمایا یہ حسین اور اس کے اصحاب کا خون ہے کربلا میں حسین کے اصحاب حسین کے ساتھ ساتھ

کربلا میں خون حسین خون اصحاب کے ساتھ ساتھ

جب نواسہ اتنا لج پال ہے تو نانا کتنا لجپال ہوگا
گویا اشارہ فرمادیا جس طرح حسین اور اصحاب حسین ساتھ ساتھ ہیں
اسی طرح رسول اور اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ساتھ ساتھ ہیں

میدان بدر صحابہ رسول کے ساتھ ساتھ
میدان احد میں صحابہ رسول کے ساتھ ساتھ
میدان خندق میں صحابہ رسول کے ساتھ ساتھ
تمام غزوات وسرایا میں صحابہ رسول کے ساتھ ساتھ
اور صحابہ کا پاکیزہ خون رسول کے پاکیزہ خون کے ساتھ ساتھ

اسلام کی عظمت کے مینارے ہیں صحابہ
گر چاند محمد ہیں تو ستارے ہیں صحابہ

تو عرض کر رہا تھا کہ انفرادیت شہادت حسینؓ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام خود اس شہادت کے موقع پر (جلوہ افروز) حاضر تھے۔

سید الشہداء کہنے کی وجہ

گرامی حضرات۔ امام حسینؓ کی شہادت کو ہم اسی لئے شہادۃ عظمیٰ تصور کرتے ہیں اور آپ کو اسی لئے سیّد الشہداء کہتے ہیں کہ ان کی شہادت نبی کریم کی جلوہ گری کے سبب منفرد ہے۔

سید الشہداء امیر حمزہ

حضرت سیدنا امیر حمزہ عم رسولؐ بھی سیّد الشہداء ہیں کیونکہ وہ شہداء احد رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سردار ہیں۔
بعض لوگ اس بات میں بہت کلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام حسین کو سیّد الشہداء نہ کہا جائے کیونکہ امیر حمزہ سیّد الشہداء ہیں۔

حکیم الامت کی وضاحت

ہم اہلسنّت و جماعت ہیں ہر ایک شخصیت کو اس کے مقام کے مطابق تسلیم کرتے ہیں۔ اہلسنّت و جماعت کے مقتدا و پیشوا حضرت حکیم الامت قبلہ مفتی احمد یار خانؒ گجراتی فرماتے ہیں۔
"بعض اسباب سے شہادت کا ثواب بڑھ جاتا ہے اور اسی وجہ سے شہید کو سیّد الشہداء کہا جاتا ہے مثلاً ایک شہید کفن دفن وغیرہ پاتا ہے۔ دوسرا شہید شہادت سے پہلے بھوک پیاس کی تکلیف اٹھاتا ہے اور بعد وفات اسے گور وکفن بھی میسر نہیں ہوتا بلکہ اس کا جسم گھوڑوں سے پامال کر دیا جاتا ہے یقیناً دوسرا پہلے سے افضل ہے۔
اس میں گفتگو ہے کہ سیّد الشہداء صحابہ کرام میں کون ہے؟ بعض نے کہا کہ حضرت حمزہ ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروقؓ کسی کا خیال ہے کہ حضرت عثمان غنی بعض نے فرمایا کہ امام حسین مگر اس کا فیصلہ یہ ہے کہ

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

ان میں سے تمام حضرات مختلف لحاظ سے سیّد الشہداء ہیں
حضرت ابوبکر صدیقؓ اس لئے کہ ان کی وفات وفات مصطفیٰ کا نمونہ ہے کہ
حضور علیہ السلام کی وفات خیبر کے زہر کے اثر سے ہوئی اور اس یار غار کی وفات مار غار کے زہر کے اثر سے ہوئی یعنی ان حضرات پر گزشتہ زہر کا اثر ہوا
حضور علیہ السلام کی وفات دوشنبہ کے دن میں صدیق اکبر کی وفات دوشنبہ کا دن

گزار کر سہ شنبہ کی رات میں
حضور علیہ السلام کی وفات کی رات چراغ میں تیل نہیں صدیق کے گھر میں
وفات کے دن کفن کے لئے پیسہ نہیں چنانچہ وہاں تو تیل قرض مانگ کر روشنی کی گئی
اور یہاں پہنے ہو کپڑے دھو کر ان میں کفن دیا گیا

حضرت عمرؓ اس لئے سیّد الشہداء ہیں کہ مدینہ کی زمین پاک مسجد نبوی شریف
حضور علیہ السلام کا مصلّٰی نماز فجر میں مشغولیت اس حال میں آپ کی شہادت اور پھر
یہ دونوں حضرات پہلوئے مصطفٰی علیہ السلام میں مدفون

حضرت عثمان غنیؓ اس لئے سیّد الشہداء ہیں کہ مدینہ پاک کی زمین قرآن پاک کی
تلاوت اور ایسا صبر کہ قاتل کا مقابلہ تو کجا اس کا وار روکنے کے لئے بھی ہاتھ نہ اٹھایا
اور لوگوں کو مقابلہ سے روکنا کہ میری وجہ سے زمین مدینہ میں خونی نہ ہو اس حال میں
شہید ہونا اور پھر قرآن پر خون گرنا تین دن گھر میں پانی کا نہ پہنچنا

امام حسینؓ اس لئے سیّد الشہداء کہ آدم تا ایں دم کسی نے ان کی سی مصیبتیں نہ
اٹھائیں آپ غازی بھی ہیں سیّد بھی۔ پردیسی مسافر بھی بے یارومددگار بھی تین دن
کے متواتر روزہ دار بھی اور بیمار بچوں اور گھر والوں کو صرف اللہ پر چھوڑنے والے بھی
اور نماز میں مشغول بھی اور اس حال میں شہید بھی اور ان کے بعد جسم پاک کو گوروکفن
بھی میسر نہیں اور ان کی بیوی بجائے عدت میں ایک جگہ رہنے کے قیدی بنا کر شہر بشہر
گھمائی گئیں اگر یہ حضرات سیّد الشہداء نہ ہوں تو کون ہوگا ''رضی اللہ عنہم اجمعین''۔
(تفسیر نعیمی پارہ دوم ص۴۶ مطبوعہ گجرات)

قرآن کریم کا فیصلہ

حضرت گرامی اب قرآن کریم کا فیصلہ بھی دیکھ لیں
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ

وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم
مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن
رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝
(پ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷)

اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور خوف اور بھوک سے اور کچھ
مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا دو ان صبر کرنے
والوں کو کہ جب یہ ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہمارے مال اور ہم کو
اسی کی طرف پھرنا ہے یہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی درودیں ہیں اور رحمت
اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ ان آیات پر غور کیجئے جن سے پتہ چلتا ہے کہ
اللہ تعالیٰ ایک وقت میں ایک امتحان سے آزمائے گا کیونکہ فرمایا بِشَيْءٍ کسی ایک
...... کے ساتھ اور جو ایک امتحان میں کامیاب ہو وہ صابر اس پر اللہ کے درود و رحمت
اور وہ ہدایت یافتہ ہے اب ذرا دیکھیں کہ کربلا کے میدان میں ایک آزمائش نہ تھی
بلکہ یہ تمام آزمائشیں تھیں تو جو ان تمام آزمائشوں میں پورا اترے اگر وہ سیّد الشہداء
نہیں تو کون ہوگا؟

معلوم ہوا کہ سیدنا امام حسینؓ کا سیّد الشہداء ہونا قطعی اور اجماعی ہے اس میں کسی کا
اختلاف نہ ہے نہ ہی ہونا چاہیئے۔

امام حسین کو امام کہنے میں کیا تامل ہے

حضرت گرامی ذرا غور کیجئے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی
بغیر آزمانے کے انعامات کا مستحق قرار نہ دیا اور میرٹ پر انہیں اپنے انعامات کا مستحق
قرار دیا مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ
لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۝

اور جب آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو ان کے ربّ نے مختلف کلمات کے ساتھ تو وہ اس آزمائش میں پورے اترے فرمایا بے شک ہم نے تمہیں ساری انسانیت کا امام بنا دیا عرض کیا اور میری ذریت سے فرمایا میرا یہ عہد ظالمین نہ پاسکیں گے۔

(پ ا سورۃ البقرہ آیت ۱۲۴)

تو نظام قدرت کے تحت امام اور سردار یعنی امامت وسیادت کا عہدہ ابتلاء کے بعد ملتا ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیل علیہ السلام کو آزمایا ایک بیٹے کی قربانی سے

اللہ تعالیٰ نے امام حسین علیہ السلام کو آزمایا بیٹوں بھتیجوں بھائیوں کی قربانی سے

جب خلیل نے ایک بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی فرمایا اِنِّی جاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

بے شک میں نے تجھے ساری انسانیت کا امام بنا دیا ہے

ہر فرقہ بلا تامل تسلیم کرتا ہے حالانکہ درمیان میں چھری کو نہ کاٹنے کا حکم دے کر ان کو بچا لیا گیا۔ مگر امام حسینؓ نے بہتر قربانیاں پیش کیں اور اللہ نے کسی کو بچایا بھی نہ تھا۔ سب قربانیاں وصول فرمائیں تو آپ کو امام یا سیّد الشہداء تسلیم کہہ لینے میں کیا تامل ہے؟

حسین سیّد الشہداء کیوں نہیں

جو ایک بیٹا قربان کرے اور اسے بھی مالک درمیان میں روک کر بچا لے وہ تو امام۔ اور جو بیٹے بھانجے بھتیجے اور سب رفقاء ایک ایک کر کے مقتل میں بھیجے اور شہید کرواتا رہے ان کا امتحان درمیان میں روکا بھی نہ جائے وہ امام کیوں نہیں اور اسے سیّد الشہداء کہنا کیوں درست نہیں

جس کا نانا　　سید الانبیاء ہے

جس کی اماں　　سید النساء ہے

جس کا بابا　　سید الاولیاء ہے

جس کا بھائی　　سیّد الاسخیاء ہے

وہ حسین خود　　سیّد الشہداء کیوں نہ ہوگا

جب یہ تمام گھرانہ ہی سادات کا گھرانہ ہے تو ان میں سے ایک سیّد کو منفی کرنا سراسر بددیانتی اور اپنے سینے کے اندر چھپے ہوئے بغض والحاد کا اظہار ہے۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنت اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

حضرت ابوبکرؓ شہید ہیں مگر اپنے وطن کے اندر
امام حسین شہید ہیں مگر مسافری بے وطنی کے عالم میں
حضرت ابوبکر شہید ہیں اکیلے اپنے گھر کی چار دیواری کے اندر
امام حسین شہید ہیں میدان کربلا کی تپتی ہوئی ریگزاری کے اندر
حضرت ابوبکر صدیق شہید ہوئے تو بھوک پیاس نہ تھی
امام حسین شہید ہوئے تو تین دن کی پیاس اور بھوک تھی

اسی طرح غور کیجئے۔ حضرت عمر کی شہادت کے بعد پھر میت اٹھا کر قصر خلافت میں لائی گئی

امام حسین اور ان کے رفقاء کی مبارک لاشیں کربلا میں بے گور وکفن پڑی رہیں
حضرت ابوبکر وعمر کو لاکھوں افراد کندھا دے کر پہلوئے مصطفیٰ تک لے گئے
امام حسین کو کوئی کندھوں پر اٹھا کر کربلا میں لا کر جنازہ پڑھنے والا کوئی نہ تھا
حضرت ابوبکر وعمر کی تجہیز وتکفین میں تمام صحابہ شامل تھے
ادھر سیدہ زینب بھائی کے لاشے پر سر رکھ کر روتی اور کہتی تھی

دوش نہ دیویں سر میرے تے اج بھین تیری مجبور اے
کتھوں لیاواں کفن میں تیرا ایتھوں شہر مدینہ دور اے

جے آج ھندا میرا شہر مدینہ تیری سوئی قبر بنیندی
لوکی تے روڑ سٹن قبراں تے میں چلیے دے باغ لگیندی

حضرت عثمان غنی صرف اپنی ایک زوجہ نائلہ کے ساتھ قصر خلافت میں بند ہیں اور کہہ رہے ہیں

کیا تم میں کوئی ہے جو مجھے پانی پلائے

امام حسین کربلا کے ریگزار میں بہتر نفوس قدسیہ کے ساتھ پیاسے ہیں مجال ہے کسی سے تقاضہ کیا ہو

اے حسین تم نے یہ تقاضہ کیوں نہ کیا
تم نے سکینہ واصغر کی پیاس دیکھ کر بھی پانی کیوں نہ مانگا

فرمایا۔ غلط سمجھے ہو۔

میں ساقی کوثر کا نواسہ ہوں مانگنے والا حسین نہیں
میں عطا فرمانے والا حسین ہوں گداگر حسین نہیں
میں بہادر حسین ہوں بزدل حسین نہیں
میں صابر حسین ہوں بے صبرا حسین نہیں

میں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (الآیت پارہ ۳۰ سورۃ البینہ) کا مصدا حسین ہوں

تو جب اس راضی ہونے والے نے اپنی رضا وخوشنودی کو ان امتحانات پر منحصر کر کے میری نگاہ ان پر مرکوز کر دی تو اب میں نے بھی اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے آنکھ نہیں جھپکی اور رَضِیَ اللہ عنہم کا انعام حاصل کیا۔

میں نگاہ جما کے دیکھتا رہا انوار جمال الٰہی کی طرف
میں نگاہ جما کے دیکھتا رہا نانا جان کے سراپا نور کی طرف

اور کہتا رہا

میں رہوں یا نہ رہوں تیری آرزو ہے
وقت نزع اے جان جاں تیری جستجو رہے

میری تمام توجہ رضائے خدا اور رضائے مصطفیٰ پر مرتکز تھی مجھے تو معلوم بھی نہ ہوا کہ کس وقت

اکبر جوان کٹ گیا
اصغر کے تیر لگ گیا
قاسم پر برچھا چبھ گیا
خاندان حسین اپنی اپنی قربانیاں دے چکا

میں تو انوار جمال الٰہی میں منہمک تھا ایسے ہی جیسے یوسف علیہ السلام کو دیکھنے والیاں ان کے جمال میں مستغرق ہوئیں تو انہیں انگلیاں کٹنے کا پتہ نہ چلا اسی طرح میں حسن جمال خدا اور مصطفیٰ میں اتنا مستغرق ہوا کہ

سکینہ کی پیاس کا — پتہ ہی نہ چلا
اکبر کے گلا کٹنے کا — پتہ ہی نہ چلا
اصغر کے خون میں نہانے کا — پتہ ہی نہ چلا
قاسم کے سینہ پر برچھا لگنے کا — پتہ ہی نہ چلا
عباس کے بازو کٹوانے کا — پتہ ہی نہ چلا

اب اس کیفیت میں میرا اللہ مجھ سے راضی ہو گیا اور میں اس سے راضی ہو گیا اس نے مجھے منزل رضا کا بانی بنا دیا اور اس پر اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ ثبت کرتے ہوئے فرما دیا کہ شہید زندہ ہیں۔

ان کو مردہ کہنا بھی نہ
ان کو مردہ گمان بھی نہ کرنا

یہ اپنے ربّ کے مہمان اس کے دستر خوان پر رزق دیئے جاتے ہیں۔ عِنْدَ

رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

انعامات شہداء

شہید سوالات قبر سے محفوظ

شہید کا گوشت وخون زمین نہیں کھا سکتی

شہید دنیا سے ایسے پاک ہو کے جاتا ہے گویا کہ آج ہی اس کی ماں نے جنا ہے

شہید موت سے پہلے جنت کو دیکھ لیتا ہے

شہید ستر آدمیوں کی شفاعت کرے گا

شہید کا عمل ورزق قیامت تک جاری رہے گا

شہید قیامت کے دن گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا

(تفسیر نعیمی پارہ دوم ص ۴۴ مطبوعہ گجرات)

تو گویا منظر آمد شہید قیامت میں کچھ یوں ہو گا

بہاروں پر ہیں آج آرائش گلزار جنت کی
سواری آنے والی ہے شہیدانِ محبت کی
گلا کٹوا کے بیڑی کاٹنے آئے ہیں امت کی
کوئی تقدیر تو دیکھے ذرا اہل محبت کی

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مفاتیح الغَیب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِين وَالصَّلٰوة وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَ اِمَامِ الْمُرسَلِين وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجمعين

اما بعد فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ يَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِىْ نَفْسٌۢ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ صَدَقَ اللّٰه الْعَظِيْمُ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود
اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

علوم غیبیہ مفاتیح الغیب

گرامی حضرات تلاوت کردہ آیات میں جو پانچ قسم کے غیوب کا بیان فرمایا گیا اسے علماء علوم خمسہ اور مفاتیح الغیب کے اسماء سے موسوم کرتے ہیں۔ ان کے متعلق باہمی نزاع ہے کہ آیا یہ علوم غیبیہ خمسہ جو کہ مفاتح الغیب ہیں نبی کریم ﷺ کے لئے بھی ثابت ہیں کہ نہیں

جو لوگ ان علوم غیبیہ خمسہ کو نبی کریم علیہ السلام کی ذات مقدسہ کے لئے ثابت کرتے ہیں

ان کا مطمع نظر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان خزانوں پر اپنے حبیب علیہ السلام کو مطلع فرمادیا ہے

جو لوگ ان علوم غیبیہ کو نبی کریم علیہ السلام کی ذات مقدسہ کے لئے منع جانتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی خاص ہیں اور اس کی صفت خاصہ سے مخلوق کو متصف کرنا شرک ہے

فیصلہ آپ کریں گے

اب ہم آج کی اس نشست میں دونوں قسم کے لوگوں کے دلائل کا موازنہ آپ کے سامنے رکھیں گے اور فیصلہ آپ سے لے لیں گے کہ کون سا عقیدہ دلائل صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور کون سا عقیدہ صرف اور صرف ہٹ دھرمی سے ثابت کرنا چاہتے ہیں

پہلا گروہ

پہلا گروہ جس کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ علوم خمسہ غیبیہ اللہ کے ساتھ خاص ہیں اور مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہیں یعنی

۱- علم قیامت

۲- بارش برسنے کا علم

۳- ارحام کے اندر کیا ہے اس کا علم

۴- کل کیا ہونے والا ہے اس کا علم

۵- میں کسی زمین پر انتقال کروں گا

یعنی نبی کریم بیان کردہ علوم کو نہیں جانتے بس ان علوم کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہیں اور اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوق میں اگر چہ نبی کریم علیہ السلام کے لئے ان کا وجود مان لیا تو وہ مشرک ہو جائے گا۔

ہمارا عقیدہ

ہمارا اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی مکتب فکر کا عقیدہ یہ ہے کہ واقعۃً یہ علوم خمسہ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں اور اس کے بتائے بغیر ان کو کوئی نہیں جان سکتا۔

اختلاف کی وجہ

حضرات گرامی! اس بات تک تو ہم اور دوسرے گروہ متفق ہیں مگر اس سے آگے اختلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ دوسرے لوگ کہتے ہیں اللہ اپنے ان علوم پر کسی کو اطلاع نہیں فرماتا اور ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ جس اپنے پیارے کو چاہے مطلع فرما دیتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ

حضرات سامعین! اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو یہ علوم تفویض فرمائے ہیں یا نہیں اور یہ مسئلہ ہم نے قرآن و حدیث سے معلوم کرنا ہے اللہ کریم جل جلالہٗ ہمیں اس کی توفیق نصیب فرمائے تا احقاق حق اور ابطال باطل ہو سکے اور اس سے ہمیں صحیح عقائد کا پتہ چل سکے۔

”وَمَا تَوفِيقِي اِلَّا بِاللّٰه“

آیت کریمہ کا آخری جملہ

گرامی حضرات بیان کردہ آیت کا آخری جملہ ہمارے اس دعویٰ کی جامع دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو ان مفاتیح الغیب یعنی علومِ خمسہ سے خبردار رکھا ملاحظہ ہو آیت کے آخری الفاظ میں پروردگار عالم جل شانہ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ○ (پ۲۱ سورہ لقمان آیت ۳۴ آخری آیت)

بے شک اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے

علیم یعنی جاننے والا اور خبیر یعنی خبر رکھنے والا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا اس نے ان علوم کی وقتاً فوقتاً کسی کو خبر بھی دی ہے یا نہیں ظاہر ہے چیز کا علم نافع تب ہی ہوگا جب اس پر کسی کو مطلع کیا جائے گا اور ظاہر کردیا جائے گا ورنہ ایسا علم جو کسی کو دیا نہ جائے بے سود ہے اور اللہ تعالیٰ ایسی صفات سے منزہ پاک ذات ہے۔

اللہ تعالیٰ غیب پر بخیل نہیں ہے

لیجئے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ خود اعلان فرماتا ہے کہ

وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ○ (پ۳۰ سورۃ التکویر آیت ۲۴)

اور نہیں ہے وہ (اللہ تعالیٰ) غیب بتانے پر بخیل

دیگر مترجمین کی خیانت

اہلسنت و جماعت کے علاوہ دوسرے مترجمین نے اس آیت میں ضمیر غائب ھُوَ کا مرجع ذات باری کو ہی قرار دیا ہے اور اہلسنّت نے اس ضمیر کا مرجع حضور علیہ السلام کی ذات گرامی قرار دیا ہے۔

امام سیوطی کی وضاحت

ملاحظہ ہو حافظ الحدیث حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ اس مقام پر فرماتے ہیں کہ

وَمَا ھُوَ اَیْ مُحَمَّدٌ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی الْغَیْبِ مَا غَابَ مِنَ الْوَحْیِ وَخَبَرِ السَّمَآءِ بِظَنِیْنٍ

(تفسیر جلالین شریف ص۴۹۶ مطبوعہ آرام باغ کراچی)

اور وہ یعنی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب پر جو کچھ غائب ہے وحی سے اور آسمان کی خبروں سے اس پر بخیل نہیں ہیں۔

علیم و خبیر نے مطلع فرمادیا

اس تصریح اور تفسیر القرآن بالقرآن سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر نے اپنے حبیب کو علوم غیبیہ پر مطلع فرمایا ان تمام غیوب کی خبر دی جن کا وہ علیم وہ خبیر تھا اسی لئے حضور علیہ السلام نے اپنے غلاموں کو ان کی استعداد کے مطابق یہ خبریں بتانے میں بخیل نہیں فرمایا۔

تفسیر القرآن بالقرآن

اسی بات کو قرآن کریم میں دوسرے مقام پر بیان فرمایا کہ اے محبوب

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ○

(پ۵ سورۃ النسآء آیت ۱۱۳)

اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے۔

حضرت ضیاء الامت کی وضاحت

ضیاء الامت حضرت پیر کرم شاہؒ الازہری آف بھیرہ فرماتے ہیں

”کتنا پیارا جملہ ہے جس ذات اقدس و اطہر پر اللہ کا فضل ہو اور فضل بھی تھوڑا سا نہیں محدود سا نہیں بلکہ فضل عظیم ہو تو اس کے علوم و معارف کا اندازہ کون کرسکتا ہے“

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ص۳۹۱)

امام سیوطی کی وضاحت

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنَ الاحكامِ وَالغَيْبِ

(تفسیر جلالین شریف ص ۸۷)

اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہ جانتے تھے احکام اور غیب سے

اعتراض

گرامی قدر سامعین! اس مقام پر ہوسکتا ہے کوئی منچلا دیوانہ یہ اعتراض گھڑ دے کہ یہ الفاظ تو قرآن میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے بھی موجود ہیں ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

فَاذْكُرُوْا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوا تَعْلَمُوْنَ۝

(پ۲ سورۃ البقرہ آیت ۲۳۹)

تو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو جس طرح اس نے سکھایا ہے تمہیں جو تم نہیں جانتے تھے

تفسیر سے جواب

حضرت ضیاء الامت تحریر فرماتے ہیں

''یہ آیت نماز کی انتہائی اہمیت پر دلالت کرتی ہے کہ یہ عبادت اتنی اہم ہے کہ اس وقت بھی معاف نہیں ہوتی جب تمہیں دشمن کے حملہ کا اندیشہ ہو ہاں اتنی آسان کر دی گئی ہے کہ پیدل چلتے چلتے یا اپنی سواریوں پر بیٹھے بیٹھے جدھر بھی رخ ہو نماز ادا کرتے جاؤ'' (تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ص ۱۶۶)

آیت کا سیاق سباق

حضرات محترم اس آیت کو سمجھنے کیلئے اس کے سیاق کو ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْرُكْبَانًا ج فَاِذَا اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

پھر اگر تم کو ڈر ہو (دشمن وغیرہ کا) تو پیادہ یا سوار (جیسے بن پڑے)

پھر جب تمہیں ان سے امن ہو جائے تو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو جس طرح اس نے سکھایا ہے تمہیں جو تم نہیں جانتے تھے۔

یہ نماز کی بات ہے

گرامی حضرات مسئلہ یہ واضح ہوا کہ حالت امن وخوف میں نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا جارہا ہے۔ ظاہر ہے وہ بذریعہ اطاعت رسول ہی سکھایا گیا تو ثابت ہوا یہ نماز کے احکام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق سرکار علیہ السلام سے سیکھے کیونکہ وہ شاگرد تھے اور حضور ان کے استاد

یہاں معاملہ اور ہے

لیکن حضور علیہ السلام کا معاملہ ایسا نہیں کہ وہ اپنے استاد جناب رب العلمین سے صرف نماز ہی سیکھتے رہے بلکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۝

(پ۲۷ سورۃ الرحمٰن آیت ۱۔۲۔۳۔۴)

رحمٰن نے سکھایا قرآن پیدا فرمایا انسان کو سکھایا اس کو بیاں

انسان اور بیان سے مراد

اب مفسرین کرام نے خَلَقَ الْاِنْسَانَ سے مراد جان انسانیت حضرت سرور عالم ﷺ کو تسلیم کیا ہے ملاحظہ ہو

امام قرطبی

امام قرطبی فرماتے ہیں

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَيْضًا و ابْنُ كِيسَانٍ اَلْاِنْسَانُ هٰهُنَا يُرَادُ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (قرطبی)

فرمایا ابن عباس نے بھی اور ابن کیسان نے کہ الانسان سے مراد اس

مقام پر محمد مصطفیٰ علیہ السلام ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں

جَازَ اَنْ یُّقَالَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ یعنی مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ یَعْنِی الْقُرْاٰنُ فِیْہِ بَیَانُ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ فِیْہِ مِنَ الْاَزَلِ اِلَی الْاَبَدِ

یعنی یہ درست ہے کہ یہاں انسان سے مراد محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں اور عَلَّمَہُ الْبَیَان سے مراد قرآن کریم ہو جس میں مَا کَان و مَا یَکُوْنُ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو رہا ہے ازل سے ابد تک کا بیان ہے

(تفسیر مظہری بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ٦٦)

پتہ چلا

گرامی حضرات اس قدر تفصیل سے پتہ چلا کہ یہاں

صحابہ کرام علیہم الرضوان	سیکھنے والے
نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم	سکھانے والے
اور آپ نے صحابہ کو سکھائی	نماز
اور نبی کریم کی باری آئی تو	
نبی کریم علیہ السلام سیکھنے والے	خود رحمان سکھانے والا
رحمٰن نے اپنے شاگرد کو کیا سکھایا	قرآن اور ماکان و ما یکون کا بیان

شان قرآن

کیونکہ قرآن کا اعلان ہے کہ میری شان یہ ہے کہ

تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (پ۱۴ سورۃ النحل آیت ۸۹)

میں ہر شی کا ظاہر بیان کرتا ہوں

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ (پ۷ سورۃ الانعام آیت ۵۹)

اور کوئی تری اور خشکی ایسی نہیں جس کا بیان کتاب مبین میں نہ ہو

کل صَغِیْرٍ وَّ کَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ٥ (پ۲۷ سورۃ القمر آیت ۵۳)

ہر چھوٹی اور بڑی چیز اس میں پوشیدہ ہے

تَفْصِیْلَ الْکِتَابِ لَارَیْبَ فِیْہِ (پ۱۱ سورہ یونس آیت ۳۷)

لوح محفوظ کی تمام لاریب تفاصیل اسی میں ہیں

تو جب استاد رحمان ہو اور پڑھایا قرآن ہو اور پڑھنے والا نبیوں کا سلطان ہو تو ماننا پڑے گا کہ

وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ٥ (پ۳۰ سورۃ التکویر آیت ۲۴)

اور یہ نبی غیب کی بات بتانے میں ذرا بخیل نہیں

شبیر احمد عثمانی نے لکھا

ممدوح دیابنہ شبیر احمد عثمانی نے اسی آیت کی تفسیر میں لکھا ''یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ کے اسماء صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلاں سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا''
تفسیر عثمانی ماتحت آیت مذکورہ

فتویٰ دو جلدی سے

اب ہم ان معترضین سے ان کے ممدوح شبیر احمد عثمانی کے متعلق فتویٰ لینا چاہتے ہیں کہ جنہوں نے اس مقام پر کل علوم غیبیہ کو تفصیل سے حضور کے لئے ثابت کر دیا ہے

بتایئے کہ زمانہ مستقبل	ماذا تکسب غدا کے زمرے میں کیا نہیں آتا؟
بتایئے کہ واقعات بعد الموت	بای ارض تموت کے زمرے میں کیا نہیں آتا؟

اور کیا یہ دونوں اشیاء مفاتح الغیب میں شامل نہیں ہیں؟ ہمیں چھوڑیے اپنوں کی ہی مان لیجئے

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

ہمارے دلائل

گرامی حضرات گزارش یہ کر رہا تھا کہ ہمیں اب یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا یہ علوم غیبیہ مفاتح الغیب یعنی علوم خمسہ سرکار کو عطا کئے گئے ہیں یا نہیں؟ تو پہلے تو ہم وعدہ کے مطابق اپنے دلائل مطلق علوم غیبیہ کے سلسلہ میں پیش کرتے ہیں۔

پہلی آیت

دیکھئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (پ۲۹ سورۃ الجن آیت ۲۶)

اللہ تعالیٰ غیب کو جاننے والا ہے پس وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو بجز اس رسول کے جس کو اس نے پسند فرما لیا ہو۔

اس آیت کریمہ میں لفظ غَیبِہٖ پر غور فرمائیں یعنی اپنے غیب پر وہ جس مرتضٰی رسول کو چاہے ظاہر فرما دیتا ہے۔

اب فرمائیں کہ اس کا غیب کیا علوم خمسہ سے خالی ہے معاذ اللہ؟

نہیں اور ہرگز نہیں تو جب وہ اپنے اسی غیب پر کہ جس میں یہ مفاتح الغیب بھی شامل ہیں اپنے مرتضٰی رسول کو مطلع فرماتا ہے تو پھر حضور بھی ان علوم خمسہ مفاتح الغیب سے اسی کے مطلع فرمانے پر باخبر ہے۔

فرق کیا ہے؟

فرق یہ ہے وہ خود جانتا ہے اور نبی کو اس نے جنوا دیا ہے

جو خود جانے وہ ہے — خدا جل جلالہ
جو خدا کے بتانے سے جانے وہ ہے — مصطفیٰ ﷺ

اسی لئے ہم نے عرض کیا تھا کہ تلاوت کردہ آیت کے آخری الفاظ پر غور کرو فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (پ۲۱ سورہ لقمان آیت ۳۴ آخری)

بے شک اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔

یعنی اپنے علم کی خبر اپنے محبوبوں کو عطا فرما کر انہیں دوسروں سے ممتاز فرماتا رہتا ہے۔ علوم خمسہ والی آیت کے آخر میں یہ الفاظ لانے کی حکمت ہی یہ تھی کہ کہیں اس آیت سے میرے محبوب کو لاعلم نہ گردان لیا جائے ہاں کاھن۔ نجومی اور اپنے انکل اور اندازے سے یہ دعویٰ جات کرنے والے جھوٹے ہیں کیونکہ نہ تو وہ ولی ہیں نہ نبی اور نہ ہی مرتضٰی و پسندیدہ لوگوں سے تو ان کے لئے نفی ہے نہ کہ نبی کریم علیہ السلام کے لئے نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بتدریج یہ تمام علوم غیبیہ اور مفاتح الغیب عطا فرما دیے تھے۔

تو عالم مَا كَانَ وَ مَا يَكُون ہے
مگر بے خبر۔ بے خبر دیکھتے ہیں ۔

دوسری آیت

اللہ کریم ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۷۹)

اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی شان کہ آگاہ کرے تم کو غیب پر البتہ اللہ (غیب کے علم کے لئے) چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے۔

گرامی قدر سامعین اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ جل جلالہ عام لوگوں سے مخاطب ہے کہ میں تم میں سے ہر کسی کو اپنے علم کی اطلاع کر دوں تو یہ میری شان کے لائق

نہیں ہاں جن رسولوں میں میں نے اس علم کی استعداد رکھ دی ہے انہیں ضرور مطلع فرماتا رہوں گا۔

خاص علوم اور عام علوم

غور فرمایئے اس مقام پر غیب پر الف لام داخل ہے جو کہ استغراق کا فائدہ دیتا ہے یعنی کہ میں اپنا وہ علم جو میرے ساتھ خاص ہے وقتاً فوقتاً اپنے مجتبیٰ رسولوں میں سے جسے چاہوں عطا فرماتا رہوں گا۔ اگر الف لام استغراقی نہ بھی ہو تو عہد ذہنی یا عہد خارجی ہوگا جس کا مرجع اور معہور معین و خاص ہوگا تو مطلب یہ ہوگا کہ میں ان خاص علوم غیبیہ جو میرے ساتھ ہی خاص ہیں ان سے بھی اپنے پیاروں کو مطلع فرماتا رہوں گا کیونکہ میں علیم بھی ہوں اور خبیر بھی۔

تیسری آیت

حضرت سیّدتنا مریم سلام اللہ علیہا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (پ۳ سورۃ آل عمران آیت ۴۴)

یہ (واقعات) غیب کی خبروں میں سے ہیں ہم وحی کرتے ہیں ان کی آپ کی طرف

''اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے نبی غیب کے علوم کو جانتا ہے اور یہی اس کی نبوت کی قوی دلیل ہوتی ہے'' (تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ص ۲۴۸)

اعتراض و جواب

گرامی حضرات! اب معترض اعتراض کرتا ہے کہ یہ تو بعض غیب ہیں اور تم حضور علیہ السلام کے لئے کل غیب کی بات کرتے ہو؟

تو جواب یہ ہے کہ حضرت مریم کا واقعہ پورے قرآن کا بعض ہے اور قرآن کل تو

تم نے اگر بعض قرآن کو بعض غیب تسلیم کرلیا تو کل قرآن کو کل غیب تسلیم کیوں نہیں کرتے۔

سارے قرآن کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ساتھ نازل فرمایا تو یہ ساری وحی حضور کے لئے غیب ٹھہرا لہٰذا حضور علیہ السلام بذریعہ وحی باعلام اللہ تعالیٰ کل غیب کے جاننے والے ہیں۔

اگر قرآن کے اس بیان کردہ اسلوب بیان کو مدنظر رکھ کر تم نے بعض علوم غیبیہ تسلیم کرلئے تو بھی کمال کی بات ہے کیونکہ تمہارے اکابرین تو اسے بھی تسلیم نہیں کرتے دیکھئے

تھانوی عقیدہ باطلہ

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

''علوم غیبیہ سے کیا مراد ہے کل یا جز اگر کل ہے تو یہ خاصہ باری تعالیٰ ہے اگر بعض ہے تو اس میں آپ ہی کی کیا تخصیص ایسا علم تو چوپایوں پاگلوں بلکہ جمع بہائم کو حاصل ہوتا ہے'' (حفظ الایمان)

فرمایئے کیا فتویٰ ہے مولوی تھانوی کے متعلق اللہ انباء الغیب کو نبی سے منسوب فرماتا ہے اور تمہارے مولوی پاگلوں بچوں چوپایوں اور جمیع بہائم کے ساتھ اس کی نسبت کرتے ہوئے نہیں شرماتے

شرم تم کو مگر نہیں آتی

تلاوت کردہ آیت کریمہ

حضرات محترم میں نے جو آیت تلاوت کی تھی وہ سورہ لقمٰن کی آخری آیت ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

''اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا كُنْتَ تَدْرِيْ

بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (پ۲۱ سورۃ لقمن آیت آخری)

بے شک اللہ کے پاس ہی ہے قیامت کا علم اور وہی اتارتا ہے مینہ اور وہ جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے رحموں میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس سرزمین پر مرے گا بے شک اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے

علم اور درایت

گرامی حضرات اس آیت کریمہ میں دو الفاظ ہیں (۱) یَعْلَمُ (۲) تدری یَعْلَمُ علم سے ہے اور تدری درایت سے ہے۔ علم کسی سے حاصل کیا جاتا ہے اور درایت اپنے ہی اندازوں اور قیافوں کا نام ہے مقصد صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے

وقوع قیامت کو

نزول غیث کو

مافی الارحام کو

کل ہونے والے واقعہ کو

اپنی موت کو

اپنے اندازوں اور قیافوں سے کوئی نہیں جانتا ہاں جسے میں علم دے دوں وہ جانتا ہے

فرشتوں کو علم نہ تھا آدم کو تھا

ملاحظہ کیجئے اللہ تعالیٰ نے کل اشیاء کا علم ملائکہ کو نہ دیا تھا اور وہی علم آدم علیہ السلام کو سکھا دیا تھا پھر فرشتوں سے ارشاد فرمایا

اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ ھٰٓؤُلَآءِ (پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۳۱)

خبر دو مجھے ان تمام ناموں کی

اب وہ ملائکہ تھے اپنے اندازے یا قیافے لگانے کا تصور ان میں ممکن ہی نہ تھا اس لئے صاف صاف کہہ دیا

سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۳۲)

تو پاک ہے نہیں علم ہے ہمیں مگر اتنا جتنا تو نے ہمیں سکھایا

پھر جسے سکھایا تھا اسے فرمایا

یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْھُمْ بِاَسْمَآئِھِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَھُمْ (پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۳۳)

اے آدم خبر دیجئے ان سب اسماء کی تو انہوں نے خبر دی

اس واقعہ قرآنی سے پتہ چلا کہ اپنے قیافوں اندازوں اور انکل پچوؤں سے کوئی نہیں جان سکتا اگرچہ وہ نوری ملائکہ ہی کیوں نہ ہو اسے درایت کہتے ہیں اسی لئے فرمایا

وَمَا کُنْتَ تَدْرِیْ الخ .

یعنی آپ اپنے اندازے سے یہ نہیں جان سکتے کہ کل کیا ہوگا وغیرہ ہاں جب ہم آپ کو اس کا علم دے دیں گے تو آپ جان لیں گے چنانچہ ہمارے آقا علیہ السلام کو اس وقت تک دنیا سے اٹھایا نہ گیا جب تک یہ علوم خمسہ عطا نہ کئے گئے ملاحظہ ہو امام صاوی لکھتے ہیں

قَالَ الْعُلَمَآءُ اَلْحَقُّ اَنَّہٗ لَمْ یَخْرُجْ نَبِیًّا مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَطْلَعَہٗ عَلٰی تِلْکَ الْخَمْسِ (تفسیر صاوی آیت ماذا تکسب غدًا)

علماء نے فرمایا کہ حق یہ ہے کہ حضور علیہ السلام دنیا سے تشریف نہیں لے گئے حتیٰ کہ ان کو ان پانچوں باتوں سے اللہ تعالیٰ نے مطلع فرما دیا

علم قیامت

فَلَمْ یَخْرُجْ نَبِیُّنَا عَلَیْہِ السَّلَامُ حَتّٰی اَطْلَعَہُ اللّٰہُ عَلٰی جَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ وَمِنْ جُمْلَتِھَا السَّاعَةُ (تفسیر صاوی زیر آیت یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ الخ)

پس نبی کریم علیہ السلام (دنیا سے) تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام غیبوں پر مطلع فرمادیا جن میں سے قیامت بھی ہے۔

قیامت جمعہ کو ہوگی

نبی کریم علیہ السلام نے جمعہ کے دن قیام قیامت کی خبر دی اور ارشاد فرمایا کہ

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ (مشکوٰۃ شریف ص۱۱۹ کتاب الجمعہ)

قیامت بروز جمعہ قائم ہوگی

ابتداء خلق سے قیامت تک

حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَ اَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَ نَسِيَ مَنْ نَسِيَهُ

(بخاری شریف کتاب بدء الخلق مشکوٰۃ شریف ص۵۰۶)

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ہم میں ایک مقام پر قیام فرمایا پس ہم کو پیدائش کی ابتداء سے خبر دی یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں کو پہنچ گئے اور جہنمی اپنی منزلوں میں جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

سامعین گرامی نبی کریم علیہ السلام نے ابتداء آفرینش سے قیام قیامت تک ہر چیز کا بیان فرمادیا

ایک اور روایت کے مطابق یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ

فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا

(مشکوٰۃ شریف باب المعجزات ص۵۴۳)

ہمیں ان تمام واقعات کی خبر دیدی جو قیامت تک ہونے والے ہیں پس

ہم میں بڑا عالم وہ ہے جو ان باتوں کا زیادہ حافظ ہے

حضرت حذیفہؓ بیان فرماتے ہیں کہ

مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ

(مشکوٰۃ شریف ص۴۶۱)

نبی مکرم علیہ السلام نے اس جگہ قیامت تک کی کوئی چیز نہ چھوڑی مگر اس کی خبر دیدی۔

بارشیں برسانا

فرمایا وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ

اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے

اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس کا محبوب جب چاہے بارگاہ خداوندی سے بارش کروا لے

صحاح ستہ کی حدیث ہے کہ انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں

میرے آقا خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے

آیا ایک اعرابی اور درمیان اجتماع کھڑا ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ بچے بھوکے ہو گئے جانور مر گئے قحط سالی ہوگئی بارش کی دعا فرمایئے

تاجدار حرم ہو نگاہ کرم ہم غریبوں کے دن بھی سنور جائیں گے
آپ ہی گر نہ لیں گے ہماری خبر ہم مصیبت کے مارے کدھر جائیں گے

اور ایک پنجابی عاشق نے یوں نقشہ کشی کی کہ

ہوئی خشک آساں امیداں دی کھیتی
وسا ابر رحمت وسا کملی والے

حضرت انس فرماتے ہیں

بارش تو کجا بادل کا نام نشان نہ تھا

میرے آقا نے بارگاہ خداوندی میں اپنے گورے گورے پیارے ہاتھ اٹھا کر بارش کی دعا فرمائی اچانک بادل آیا اور جل تھل ہوگئی۔ابھی ہاتھ مبارک رخ انور پر لوٹائے نہ تھے کہ چھما چھم بارش شروع۔بس پھر ایسی شروع کہ جمعہ بارش

ہفتہ بارش

اتوار بارش

حتیٰ کہ اگلا جمعہ آ گیا بارش بدستور شروع

وہی صحابی پھر کھڑے ہوگئے

جَاعَ العِيَالُ وَهَلَكَتِ الْاَمْوَال

عیال بھوکے ہوگئے اور مویشی ہلاک ہونے لگے

یارسول اللہ نظر کرم فرمائیں۔فرمایا اب کیا ہے؟ کیا بارش نہیں ہو رہی؟

عرض کیا آقا پہلے ہوئی نہ تھی اب رکتی نہیں۔ دعا فرمایئے اب بارش ہم پر نہ ہو ہمارے اردگرد ہو

سرکار نے انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا

یا اللہ ہمارے اردگرد برسا ہمارے اوپر نہ برسا

جدھر جدھر سے اشارہ پھرتا گیا۔بادل چھٹتا گیا۔بارش رکتی گئی۔شہر مدینہ سے باہر ہوتی رہی۔اندر سے رک گئی (بخاری مسلم دیگر کتب کتاب الجمعہ پڑھیں)

پتہ چلا میرا آقا جب چاہے جہاں چاہے بارش کروالے اور پھر جب چاہے جہاں سے چاہے ہوتی بارش رکوالے

کیا صحابہ کرام موحد نہ تھے

گرامی قدر سامعین! کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان کو معلوم نہ تھا کہ بارش تو اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے؟ یا وہ اس مولوی ملاں جتنا بھی توحید پر معاذ اللہ ایمان نہ رکھتے

تھے؟

یقیناً وہ اصحاب رسول سب سے بڑے موحد تھے اور ان کا ایمان تھا کہ بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے مگر انہوں نے قیامت تک کے ان بناوٹی اور جعلی موحدوں کو درس عبرت دیا کہ ہم یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ

خدا دیندا اے پر دیندا اے اپنے یار دا صدقہ

صحابہ کرام کا عقیدہ تھا

اور صحابہ جانتے تھے

جس محبوب کی انگشت مبارکہ چاند کو چیر سکتی ہے

جس محبوب کا اشارہ سورج کو موڑ سکتا ہے

جس محبوب کا رخ انور قبلہ بدلوا سکتا ہے

اسی محبوب علیہ السلام کا اشارہ انگشت مبارک بارش کروا بھی سکتا ہے رکوا بھی سکتا ہے

کرامت محدث اعظم پاکستان

حضرت امام خطابت پیر طریقت شیخ الشیوخ علامہ پیر ابوالمقبول مولینا غلام رسول صاحبؒ المعروف سمندری والے کئی مرتبہ بیان فرمایا کرتے کہ ہم نے اپنے استاذ گرامی فخر المحدثین زبدۃ المفسرین قطب الوقت غوث زماں وحید العصر فرید الدہر جنید دوراں شبلی زماں حجۃ اللہ علی الارض نائب اعلیٰ حضرت علامہ مولانا مفتی حاجی پیر ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد صاحب چشتی قادری رضویؒ کو سمندری ضلع فیصل آباد (لائل پور) میں خطاب کی دعوت دی۔

حضور علیہ الرحمۃ نے جلوہ فرمائی کی اور تشریف لے آئے

جلسہ کا انتظام سمندری کے وسیع گراؤنڈ نور محمد کمیٹی باغ میں تھا بہت وسیع اہتمام سے لائٹنگ کی گئی تھی سمندری کے اہل ذوق نے دل کھول کر جلسہ گاہ کو مزین کیا تھا

اور رات میں دن کا سماں محسوس ہوتا تھا کہ اچانک ساری فضا ابر آلود ہوگئی آندھی کا طوفان اور بادل منڈلانے لگے۔ میں بہت پریشان ہوگیا کہ اب کیا بنے گا؟

میری پریشانی کو ملاحظہ فرما کر مسکراتے ہوئے فرمایا

''ارے مولانا۔ اے ہمارے غازی پریشان کیوں ہوتے ہو؟''

عرض کیا موسم بہت خراب ہوگیا ہے لگتا ہے جلسہ ملتوی کرنا پڑے گا یا مسجد میں ہو گا۔ کیونکہ ٹیوبیں قمقمے بہت زیادہ ٹوٹ گئے ہیں اور بارش کا قوی امکان ہے۔ فرمایا

''غازی پریشان نہ ہوں۔ دیکھو ہم بھی اپنے آقا علیہ السلام کے غلام اور بارش برسانے والے ملائکہ بھی آپ علیہ السلام کے غلام انشاء اللہ جب تک آقا علیہ السلام کی محفل نہیں ہوجاتی بارش نہ ہوگی''

پھر آسمان کی طرف رخ منورہ اٹھا کر بادلوں کی طرف دیکھا اور فرمایا

''اے ملائکۃ الریاح ہم نے اپنے اور تمہارے آقا کے ذکر خیر کے لئے لوگوں کو جمع کیا ہے تم بھی اسی محبوب علیہ السلام کے غلام ہو اور لہٰذا اس محفل میں آندھی و بارش نہ کرنا''

بس یہ فرمانا تھا کہ آندھی رک گئی اور جلسہ ذکر مصطفیٰ ہوا حضرت نے ڈھائی گھنٹہ تک خطاب فرمایا۔ ادھر خطاب ختم ہوا ادھر بارش اس قدر تیز شروع ہوئی کہ گھروں تک پہنچنا محال ہوگیا۔

منکرین عظمت رسالت بتائیں کہ

یہ شان ہے خدمت گاوں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

حضرت امام خطابت کی کرامت

حضرت امام خطابت علیہ الرحمۃ کے مرید صادق جناب مرزا مقبول احمد صاحب رضا آباد نمبر ۲ گلی نمبر ۱۰ والے بیان فرماتے ہیں کہ جون کا مہینہ تھا کڑاکے کی دھوپ تھی ہزاروں کا اجتماع مجددیہ گراؤنڈ غلام محمد آباد میں نماز جمعہ سے قبل حضرت کا خطاب سننے کے لئے حاضر تھا کہ کسی نے ایک چٹ لکھ کر بھیج دی جس میں بارش کے

لئے دعا کی درخواست کی گئی تھی

حضرت امام خطابت علیہ الرحمۃ بھی موج میں تھے فرمایا

''وعدہ کرو بارش ہوئی تو بھاگو گے نہیں بلکہ نماز جمعہ یہیں ادا کرو گے''

تمام لوگوں نے ہاتھ اٹھا کر وعدہ کیا تو اس وقت نہ بادل تھا نہ آندھی اور نہ ہی بارش کا کوئی امکان حضور کے سچے غلام عاشق رسول حضرت امام خطابت کہ جن کا اسم گرامی ہی غلام رسول (سمندری والے) تھا نہایت وارفتگی کے عالم میں یہ شعر پڑھنا شروع کر دیئے کہ

کملی والیا رحمت دا مینہ پا دے تینوں رحمت باری دا واسطہ ای
جس امت لئی روند رہے عمر ساری اوس امت پیاری دا واسطہ ای
جہنے نیزے تے چڑھ کے قرآن پڑھیا اوس کربل دے قاری دا واسطہ ای
جہنے غار وچہ ڈنگ تے ڈنگ کھادے اوس یار دی یاری دا واسطہ ای

ابھی یہ شعر ختم نہ ہوا تھا کہ بارش شروع ہوگئی اور لوگوں نے بھیگے ہوئے کپڑوں سے نماز جمعہ ادا کی اور بعد جمعہ اتنی بارش ہوئی کہ گراؤنڈ تر بتر ہوگیا اور بارش کے پاکیزہ پانی سے بھر گیا۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

یہی مرزا مقبول صاحب فرماتے ہیں کہ محلہ محمد پورہ مین روڈ پر جلسہ تھا حضرت امام خطابت علیہ الرحمۃ سندھ کے دورہ تبلیغ سے سیدھے یہیں تشریف لائے تین اور جید قسم کے علماء کی بھی تقریریں تھیں۔ ان علماء نے آپس میں مشورہ کیا کہ حضرت تھکے ہوئے ہیں سفر سے واپس آئے ہیں کیا تقریر کریں گے ادھر موسم خراب ہوگیا بادل گرجنے اور بجلی چمکنے لگی تو ان علماء نے ازراہ مزاح کہا کہ حضرت پہلے آپ ہی تقریر فرمالیں ایک ایک گھنٹہ سب مقررین تقاریر کریں گے فرمایا ٹھیک ہے۔

حضرت نے خطبہ مختصر پڑھا لوگوں کا انبوہ کثیر تھا خطبہ پڑھتے ہی فرمایا سب

حضرات اطمینان وسکون سے بیٹھیں یہ بادل اور بجلی آندھی آپ لوگوں کو اٹھانے نہیں آئے بلکہ یہ بھی محفل ذکر محبوب میں شمولیت کے لئے آئے ہیں انشاء اللہ جب تک فقیر ذکر محبوب کرتا رہے گا یہ نہیں برسیں گے

چنانچہ آپ نے وعظ کا سلسلہ شروع فرمایا اور ایک گھنٹہ وعظ فرما کر دوسرے عالم کو دعوت دی

ان عالم نے فرمایا اب میری تقریر کون سنے گا آپ ہی میرا وقت بھی نبھا دیں آپ نے پھر ایک گھنٹہ تقریر فرما کر تیسرے عالم کو خطاب کے لئے کہا تو اس نے بھی یہی کہا

چنانچہ ایک گھنٹہ مزید خطاب فرما کر نباضِ قوم خطیب ملک وملت حضرت پیر سیّد عباس علی شاہ صاحبؒ (منڈی فاروق آباد والے) کو دعوتِ خطاب دی انہوں نے بھی پہلے دونوں کی طرح ہاتھ کھڑے کر دیئے اور اپنی جگہ خطاب کرنے کا حکم فرمادیا

حضرت امام خطابت نے اس تھکاوٹ کے عالم میں مسلسل چار گھنٹے خطاب فرمایا جب آخری جملے اپنی زبان مبارک سے ادا کئے اور کرسی سے اٹھے تو بارش بمعہ ژالہ باری کے شروع ہوگئی روڈ برف اور پانی سے بھر گیا۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

یَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ

فرمایا:

یَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ

اور جانتا ہے (ماں کے) رحموں میں کیا ہے

یہ بھی غیب کی کنجی اور علوم خمسہ کا ایک جزو ہے کہ اللہ ہی جانتا ہے ماں کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی حالانکہ یہ مسئلہ تو آج کی سائنس نے حل کر دیا ہے اور

الٹرا ساؤنڈ

اب تو الٹرا ساؤنڈ کے ذریعہ پتہ چل جاتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے تو اگر

سائنس کا کمال اس عروج پر ہے تو نبوت کا کمال کس عروج پر ہوگا۔

مشکوٰۃ شریف میں روایت موجود ہے کہ حضرت ام الفضلؓ بارگاہ نبوت میں بڑی پریشانی کے عالم میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ رَاَیْتُ حُلْمًا مُّنْکَرًا اللَّیْلَۃَ

یارسول اللہ آج رات میں نے ایک بہت ڈراؤنا سا خواب دیکھا ہے

قَالَ وَ مَا ھُوَ

فرمایا سناؤ وہ کیا خواب ہے

قَالَتْ رَاَیْتُ کَاَنَّ قِطْعَۃً مِّنْ جَسَدِکَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِیْ حِجْرِیْ

عرض کیا میں نے دیکھا ہے کہ جیسا کہ آپ کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری جھولی میں رکھ دیا گیا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتِ خَیْرًا تَلِدُ فَاطِمَۃُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ غُلَامًا یَکُوْنُ فِیْ حِجْرِکِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَۃُ حُسَیْنًا فَکَانَ فِیْ حِجْرِیْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(مشکوٰۃ شریف ص۵۷۲)

پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے اچھا خواب دیکھا ہے انشاء اللہ فاطمہ ایک بیٹا پیدا کریں گی وہ تیری جھولی میں ہوگا پھر جب حضرت فاطمہؓ کے ہاں حسین پیدا ہوئے تو انہیں میری جھولی میں ڈال دیا گیا جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

بتاؤ اے منکرو!

اے منکرین عظمت وشان رسالت بتاؤ کیا اس حدیث سے میرے آقا کا علم ما فی الارحام ثابت نہیں ہوتا؟

معلوم ہوا کہ اس علیم وخبیر جل جلالہ نے یہ علوم خمسہ اپنے محبوب کو عطا فرما دیئے

تھے۔تم تو حضور علیہ السلام کے اس علم کا انکار کرتے ہو محدثین نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے اس علم کو نقل کیا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر کا علم مافی الارحام

ملاحظہ ہو امام اجل حضرت علامہ سیوطی تاریخ الخلفاء میں اور فن حدیث کے امام ابن ماجہ نے اس روایت کو نقل فرمایا کہ

وفات سے قبل حضرت سیدنا ابوبکر الصدیقؓ نے اپنی پیاری شہزادی حضرت عائشۃ الصدیقہؓ سے ارشاد فرمایا بیٹی

''اگر تم میری وفات سے قبل ترکہ تقسیم کر لیتی تو فائدہ میں رہتی''

عرض کیا بعد میں کیا ہوگا تو فرمایا

''میری حاملہ بیوی کے ہاں بچی پیدا ہوگی جو وراثت میں شریک ہو جائے گی''

(تاریخ الخلفاء ص۱۵۰ مترجم)(ابن ماجہ ص)

علم ما فی غدٍ

گرامی قدر سامعین اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَمَا کُنتَ تَدْرِیْ مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا

اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائے گا

یہ بھی مفاتح الغیب سے ہے اور میرے آقا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ علم بھی عطا فرمایا

ذرا توجہ فرمائیں

یہ میدان خیبر ہے کئی دن صحابہ کرام حملے کرتے رہے خیبر فتح نہ ہوا

فرمایا۔اَیْنَ عَلِیٌّ۔علی کہاں ہیں۔عرض کیا گیا ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔فرمایا بلاؤ اور ساتھ ہی اعلان فرما دیا

لَاُعْطِیَنَّ هٰذِهِ الرَّایَةَ غَدًا یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ

کل میں جھنڈا اسے دوں گا جس کے ہاتھ پہ اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔

اگلا دن آیا

سرکار ﷺ نے مولا علی کی آنکھوں پر لعاب دہن مبارک لگا کر جھنڈا تھمایا مولا علی نے خیبر فتح کیا۔(مشکوٰۃ شریف ص۵۶۳)

ابھی بھی انکار کرو گے؟

بتاؤ اے مولویو ملاؤ۔اس حدیث میں تو لفظ غدًا سورج کی طرح چمک رہا ہے

لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَةَ غَدًا۔کل۔کل۔کل میں اسے جھنڈا دوں گا۔

ابھی بھی رسول اللہ علیہ السلام کے علم ما فی غد کا انکار کرتے رہو گے؟

علم بایِّ ارض تموت

گرامی حضرات اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَمَا کُنتَ تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ

اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس سرزمین پر مرے گا

یہ علم بھی اللہ تعالیٰ نے حضور آقائے نامدار کو عطا فرمایا ملاحظہ ہو حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا

اَنَّ عَبْدًا خَیَّرَهُ اللّٰهُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْیَا مَاشَآءَ وَ بَیْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ فَدَیْنَاكَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَالَهُ فَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوْا اِلٰی هٰذَا الشَّیْخِ یُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَیَّرَهُ اللّٰهُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْیَا وَ بَیْنَ مَا عِنْدَهُ وَ هُوَ یَقُوْلُ فَدَیْنَاكَ بِاٰبَآئِنَا وَ اُمَّهَاتِنَا فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وسَلَّمَ هُوَ الْمُخَیَّرُ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا (مشکوٰۃ شریف ص۵۴۶)

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے درمیان دنیا

میں رہنے اور اپنے پاس بلانے کے پس اس نے اللہ کے پاس جانا پسند
کیا ہے تو ابوبکر رو دیئے اور کہا ہماری مائیں اور ہمارے باپ آپ پر
قربان ہم ان پر متعجب ہوئے اور لوگوں نے کہا دیکھو اس بڈھے کو حضور تو
ایک بندے کی بات فرما رہے ہیں کہ اسے دنیا میں رہنے یا اللہ کے پاس
جانے کا اختیار دیا گیا ہے اور یہ کہتا ہے ہمارے باپ اور مائیں آپ پر
قربان پھر جب رسول اللہ ہی وہ مختار بندہ ہو گئے تو پتہ چلا کہ ابوبکر ہم
سب سے زیادہ عالم ہیں۔

معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام اور حضرت ابوبکرؓ دونوں حضرات کو ہی وفات
رسول کا علم تھا اس کے چند ہی دن بعد سرکار کا انتقال ہو گیا تو آپ اپنے ہی انتقال کی
خبر دے رہے تھے جسے صدیق اکبر بھی سمجھ رہے تھے۔

میری اجل قریب ہے

نبی کریم علیہ السلام نے اپنی پیاری لخت جگر کو فرمایا کہ
اے جان پدر ہر سال جبریل مجھ سے قرآن پاک کا ایک مرتبہ دور کرتے ہیں اس
سال دو مرتبہ کیا ہے

وَلَا اُرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِاقْتَرَبَ فَاتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِی
(مشکوۃ شریف ص ۵۶۷)

اور میں نہیں دیکھتا اجل کو مگر بہت قریب (جب میری اجل آ جائے تو اے بیٹی)
اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا ثابت ہوا نبی کریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علم بای ارض
تموت بھی عطا فرمایا تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ

گرامی قدر سامعین
اب سوال یہ ہے کہ قرآن کریم میں جا بجا علم غیب کی نفی کی آیات بھی موجود ہیں

مثلاً ''قُلْ لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ'' فرما دیجئے میں غیب نہیں جانتا
''لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ'' میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا
کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ
تو ان متعدد آیات کا انکار تو نہیں کیا جا سکتا

جواب یہ ہے

تو جواب یہ ہے کہ ان تمام آیات میں علم ذاتی کی نفی ہے نہ کہ عطائی کی یہی
مفسرین و محدثین کا فیصلہ ہے ملاحظہ ہو علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ

مَعْنَاهَا لَا يَعْلَمُ ذٰلِكَ اِسْتِقْلَالًا وَّ عِلْمَ اِحَاطَةٍ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى اَمَّا
الْمُعْجِزَاتُ وَالْكَرَامَاتُ فَبِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى (فتاویٰ حدیثیہ)

ان کے معنے یہ ہیں کہ مستقل طور پر (ذاتی) اور احاطہ کے طور پر کوئی نہیں جانتا
سوائے اللہ تعالیٰ کے لیکن معجزات اور کرامات پس وہ خدا کے بتانے سے ہوتے ہیں

فَاِنَّ النَّفِیَ عِلْمًا مِنْ غَیْرِ وَاسِطَةٍ اَمَّا اِطْلَاعُهٗ عَلَیْهِ بِاِعْلَامِ اللّٰهِ
فَاَمْرٌ مُتَحَقِّقٌ (فتاویٰ حدیثیہ)

بے شک نفی بے واسطہ علم کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے جاننا یہ ثابت
ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ

اَلْمُرَادُ لَا يَعْلَمُ بِدُوْنِ تَعْلِيْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى (لمعات)

مراد یہ ہے کہ ان پانچوں باتوں کو اللہ کے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا

نتیجہ و عقیدہ حقّہ

گرامی حضرات نتیجہ یہی ہے کہ تمام علوم غیبیہ مفاتیح الغیب یا علوم خمسہ حضور علیہ السلام
کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرما دیئے اللہ کی تعلیم کے بغیر کوئی نہیں جانتا یہی عقیدہ حقہ ہے
اہلسنت و جماعت کا اللہ کریم حق پر عمل پیرا ہوئے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

میلاد از روئے قرآن

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ ○
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
سَلٰمٌ عَلَیۡهِ یَوۡمَ وُلِدَ   صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡمُ ○
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصۡحَابِكَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰهِ

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں
وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم کا میلاد مناتے ہیں
اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں نبی سرور
یہ سچ ہے نیازی ہم سرکار کا کھاتے ہیں

صاحب صدر! مہمانانِ گرامی و حاضرین محفل میلاد مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثنا) آپ سب کو عید میلاد النبی مبارک ہو۔

ہم نے میلاد منانا کہاں سے سیکھا

گرامی حضرات میں آج آپ کے سامنے یہ حقیقت واضح کرنی چاہتا ہوں کہ ہم

نے میلاد شریف منانا اور اس میں سرکار دو عالم ﷺ کے والدین کریمینؓ سے شروع ہو کر پھر حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے حضور کو دودھ پلانے کا بیان کرنا یہ سب کچھ کہاں سے سیکھا ہے۔ یہ جو ہم محافل میلاد میں

حضرت عبداللہؓ کا اور حضرت آمنہؓ کا ذکر بیان کرتے ہیں
نبی کریم علیہ السلام کی ولادت سے پہلے حالات پھر ولادت بیان کرتے ہیں
پھر حضرت حلیمہ سعدیہ کا سرکار کو لیجانا اور دودھ پلانا بیان کرتے ہیں
پھر میلاد کی خوشی میں مٹھائیاں بانٹتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں
یہ سارے کا سارا طریقہ ہم نے کہاں سے لیا ہے
کیا یہ ہماری اپنی ایجاد ہے یا قرآن کریم سے بھی اس کا کوئی وجود ثابت ہے؟

یہ خالق کائنات کا طریقہ ہے

سامعین گرامی قدر میں کھل کر عرض کر دوں کہ یہ سارا طریقہ خود خالق کائنات کا طریقہ ہے اور قرآن میں جا بجا موجود ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد

دیکھیے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے میلاد کو خود بیان فرمایا تو اسی طریقہ سے کہ پہلے ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کا بیان فرمایا

اے حبیب بیان کیجئے

ہمارے آقا و مولا امام الانبیاء علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ

وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ مَرۡیَمَ ۘ اِذِ انۡتَبَذَتۡ مِنۡ اَهۡلِهَا مَکَانًا شَرۡقِیًّا ○

(پ۱۶ سورہ مریم آیت ۱۶)

اور اے حبیب بیان کیجئے کتاب میں مریم کا حال جب وہ الگ ہو گئی اپنے گھر والوں سے ایک مکان میں جو مشرق کی جانب تھا

اے پیارے حبیب ﷺ حضرت مریم والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات
کو بیان کیجئے تا کہ یہ بیان کرنا آپ کی سنت اور میرے حکم کی تعمیل بن جائے
پیارے محبوب میں آپ کو سناتا ہوں آپ اپنی امت کو سنائیں
پہلے میلاد کا بیان میں شروع فرماتا ہوں پھر مجھ سے سن کر آپ ان کو سنائیں
جب آپ ان کو سنائیں گے تو آپ سے سن کر یہ اپنے بعد آنے والوں کو سناتے
رہیں گے

ایک طریقہ بن جائے
ایک سلیقہ بن جائے
ایک سنت جاری ہو جائے

اور پھر جب آپ کے غلام آپ کا میلاد بیان کریں تو وہ بھی اس قاعدہ کے مطابق
پہلے آپ کے والدین کریمین کا بیان کریں۔

والدین مصطفیٰ کا مقام

پھر جب یہ طریقہ بن جائے گا
یہ سلیقہ بن جائے گا
اور یہ سنت جاری ہو جائے گا
اور تیرے میلاد سے پہلے تیرے والدین کا بیان ہوگا
حضرت عبداللہ وآمنہ کا بیان ہوگا
تو پھر جہاں یہ معلوم ہوگا کہ یہ طریقہ خدا کا ہے
یہ طریقہ مصطفیٰ کا ہے
یہ طریقہ غلامان مصطفیٰ کا ہے
وہاں یہ بھی پتہ چلے گا کہ تیرے والدین کا مقام کیا ہے
ان کی شان کیا ہے

ان کی عظمت کیا ہے

میں مناظرہ نہیں کرتا

تیرے غلام وہی ہوں گے جو تیرے والدین کی عظمت کے ترانے گائیں گے
میرے حکم کی تعمیل کرنے والے وہی ہوں گے جو میرے محبوب کے والدین کا
مقام بیان کریں گے
اور سنت پر چلنے والے وہی ہوں گے جو میلاد سے پہلے میلاد والے آقا کے
والدین کی شان اجاگر کریں گے
فرمایا: وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ
میں کوئی مناظرہ نہیں کرتا
میں کوئی مجادلہ نہیں کرتا
میں کوئی جھگڑا وفساد نہیں کرتا
میں تو تجھے بتانا یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خود میلاد عیسیٰ سے قبل ذکر والدۂ عیسیٰ
کر رہا ہے
محبوب سے کروا رہا ہے۔ اور قیامت تک آنیوالے غلامان مصطفیٰ سے پڑھوا رہا
ہے کہ
وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ

مجھے صرف یہ بتا دو

مولویو!
مجھے دلائل نہ دو
مجھے لچھے دار تقریریں نہ سناؤ
مجھے صرف یہ بتا دو کہ
اگر والدۂ مسیح عزت والی ہیں

اگر والدۂ مسیح عظمت والی ہیں

اگر والدۂ مسیح شان وشوکت والی ہیں

تو والدۂ مصطفیٰ کیوں نہیں؟ والدِ مصطفیٰ کیوں نہیں؟

جس کی قسم ربّ بیان فرمائے

مولویو! جن کی قسم ربّ بیان فرمائے وہ کیوں عالی مقام نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَوَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ٥ (پ۳۰ سورۃ البلد آیت ۳)

قسم ہے والد کی اور ولد کی

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ جھوم اٹھے اور فرمادیا کہ

وہ کنواری پاک مریم وہ نَفَخْتُ فِیْهِ کا دم

ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا　　وہی سب سے افضل آیا

تجھے حمد ہے خدایا

آؤ کریے ذکر محمد دا

اے محبوب

تو آدم سے بھی　　اعلیٰ

تو خلیل سے بھی　　اعلیٰ

تو ذبیح سے بھی　　اعلیٰ

تو کلیم سے بھی　　اعلیٰ

تو مسیح سے بھی　　اعلیٰ

پھر بھی میں فرمارہا ہوں کہ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ　مریم کا بیان فرما

تاکہ پتہ چل جائے کہ جب اعلیٰ ذکر کرے اپنے سے ادنیٰ کا تو میں خوش ہوتا

ہوں تو جب ادنیٰ ذکر کرے اعلیٰ کا

غلام ذکر کرے آقا کا

اُمتی ذکر کرے نبی کا

تو میں کتنا خوش ہوں گا؟ جو تیرا ذکر کرے گا تیرے والدین کا ذکر کرے گا تیرے میلاد کا ذکر کرے گا میری رضا حاصل کرلے گا کیونکہ میں تو خود تیرا ذکر کرتا ہوں

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ　(پ۳۰ سورہ الم نشرح آیت ۴)

اور ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کردیا

اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ

آؤ کریے ذکر محمد دا سن راضی ربّ دی ذات ہووے

اساں عاصیاں دی اس محفل تے اوہدی رحمت دی برسات ہووے

اوہدے عاشق سوناں جان دے نیں پلکاں نوں ملاؤناں جان دے نیں

ہر ویلے اڈیکاں رکھدے نیں بھانویں دن ہووے بھانویں رات ہووے

فرمایا: وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ

اے محبوب! اس ماں کا ذکر فرما جس نے میری روح اور میرے کلمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شکم اطہر میں اٹھانے کا شرف حاصل کیا

کیا مقام ہوگا؟

سامعین کرام

جو ماں عیسیٰ علیہ السلام کو شکم اطہر میں رکھے اس کا یہ مقام ہے

تو جس ماں نے محبوب خدا کو شکم اطہر میں رکھا اس کا مقام کیا ہوگا؟

انعامات خداوندی

ذرا توجہ فرمائیں

حضرت سیدنا یونس علیہ السلام چالیس دن مچھلی کے پیٹ میں رہیں تو اللہ دو انعامات سے اس مچھلی کو نواز دے۔

۱- ہر دریائی و صحرائی حلال جانور کو ذبح کی تکلیف مگر مچھلی اس تکلیف سے محفوظ

۲- جنتیوں کو جنت میں پہلی خوراک مچھلی کے جگر کے کباب کی دی جائے گی

مجھے بتاؤ۔ ایک جانور اپنے شکم میں ایک پیغمبر کو کچھ روز رکھے تو انعامات الٰہی کا مستحق تو جس مقدس خاتون نے نو ماہ محبوب خدا کو اپنے شکم اطہر میں رکھا ہوا سے کیا انعامات ملیں گے؟

اگر یہ مومن نہیں تو تم کیسے؟

کیا یہ انعامات نہیں

ازل سے آج تک اور آج سے ابد تک

نمازی چاہے عام ہو

نمازی چاہے خاص ہو

نمازی چاہے ولی ہو

نمازی چاہے غوث ہو

نمازی چاہے قطب ہو

نمازی چاہے ابدال ہو

نمازی چاہے اوتاد ہو

نمازی چاہے صحابی ہو

وہ نماز میں پڑھتا ہے کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

یہ آل ابراہیم کون ہیں؟

میرے آقا کے آباؤ اجداد ہی تو ہیں جن پر قیامت تک درود پڑھا جاتا رہے گا اور جو درود بھی میرے محبوب تک پہنچے گا ان کے اوپر سایہ فگن ہوتا رہے گا۔

قیامت تک یہ جتنے تحائف درود و سلام بھیجے جائیں گے والدین مصطفیٰ کو بھی موصول ہوتے رہیں گے ان کو مومن نہ سمجھنے والو!

یا تو نماز میں یہ درود نہ پڑھو

یا پھر والدین مصطفیٰ کو مومن تسلیم کرو

اگر آمنہ ہی ایمان والی نہیں تو تم ایمان والے کیسے؟

اگر عبداللہ کے پاس ایمان نہیں تو تمہارے پاس کہاں سے آیا؟

آمنہ تو امینۂ امانت الٰہی ہیں

امین بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی

بصد انداز یکتائی بغایت شانِ زیبائی

وہ لمحہ کیسا پرنور ہوگا

گرامی قدر سامعین۔ بات دور نکل گئی۔ عرض کر رہا تھا کہ ارشاد باری ہوا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ

ذرا تصور کیجئے ذکر ہو حضرت مریم کا

کلام ہو خدا کا

بیان ہو مصطفیٰ کا

مجمع ہو صحابہ کا

میلاد ہو عیسیٰ علیہ السلام کا

تو اس محفل میلاد کا کیا سرور ہوگا اور وہ لمحہ کیسا پرنور ہوگا؟

تو جس محفل میں ذکر میلاد مصطفیٰ ہوگا اس کی شان و عظمت کیا ہوگی؟

جدوں لیئے نام محمد دا محفل نوں سرور آ جاندا اے

جس دل وچہ عشق محمد دا اس دل وچہ نور آ جاندا اے

میلاد منانا جائز ہے

میرے آقا علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں۔ میلاد عیسیٰ علیہ السلام۔ تو پتہ چلا کہ یہ جائز ہے

تو اگر یہ جائز ہے تو میلاد مصطفیٰ کا بیان کیوں نا جائز ہے؟

اگر قائد اعظم محمد علی جناح کا یوم ولادت منانا جائز ہے

اگر علامہ اقبال کا یوم ولادت منانا جائز ہے

تو امام الانبیاء قائد المرسلین کا میلاد منانا کیوں جائز نہیں ہے؟

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
ذکر اس کا اپنی عادت کیجئے

جبرئیل صورت بشر میں

ارشاد ہوا۔ بیان کیجئے کتاب میں مریم کا حال جب وہ الگ ہوگی اپنے گھر والوں سے ایک، مکان میں جو مشرق کی جانب ہے۔

حضرات گرامی۔ حضرت سیدہ مریم سلام اللہ علیہا شرقی جانب ایک جنگل میں تشریف لے آئیں اور

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا (پ۱۶ سورہ مریم آیت ۱۷)

پس بنا لیا اس نے لوگوں کی طرف سے ایک پردہ

اپنی عبادت کے ذوق میں

اپنی ریاضت کے شوق میں

لوگوں سے علیحدہ ہو کر چاروں طرف کپڑا تان کر مشغول ہو گئیں تا کہ یکسوئی مل جائے اور میں اپنے مالک کے حضور اپنا ذوق وشوق عبادت پورا کر سکوں

فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ (پ۱۶ سورہ مریم آیت ۱۷)

پھر ہم نے بھیجا اس کی طرف اپنے جبرئیل کو پس وہ ظاہر ہوا اس کے سامنے ایک تندرست انسان کی صورت میں

حضرت جبرائیل جب مکمل انسانی صورت میں آئے تو آپ انہیں اپنے پاس دیکھ کر گھبرا گئیں اور خیال آیا کہ میں تو لوگوں سے الگ تھلگ ہو گئی تھی تا کہ کوئی میرے سامنے نہ آئے مگر یہ پھر آدمی میرے سامنے آ گیا و گھبرا کر فرمایا

قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○

(پ۱۶ سورہ مریم آیت ۱۸)

بولیں میں پناہ مانگتی ہوں رحمٰن کی تجھ سے اگر تو پرہیزگار ہے

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان کی اس گھبراہٹ کو دور کرتے ہوئے فرمایا

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (پ۱۶ سورہ مریم آیت ۱۹)

کہا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا رسول ہوں تا کہ میں تجھے عطا کروں ایک فرزند پاکیزہ

حقیقت نوری لباس بشری

سامعین مکرم

حضرت جبرئیل نوریوں کے امام ہیں مگر صورت بشری میں جلوہ گر ہوئے اور ایسی مکمل صورت بشری میں کہ مریم سمجھیں یہ انسان ہیں مگر در حقیقت وہ انسان نہ تھے صورت انسانی میں آئے تھے۔ اسی طرح میرے آقا علیہ السلام کی تخلیق نور ہے مگر جلوہ گر ہوئے صورت بشری میں اور ایسی ہی مکمل صورت بشری میں کہ لوگوں نے آپ کو اپنے جیسا سمجھ لیا مگر در حقیقت آپ ہمارے جیسے بشر نہ تھے صورت بشری میں آئے تھے

حقیقت نوری مگر لباس بشری

میں بیٹا دینے آیا ہوں

حضرت جبرائیل نے فرمایا

”لِاَهَبَ“ تا کہ میں تجھے ہبہ کروں۔ عطا کروں

بعض لوگ اس بات سے چڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی دیکھو بیٹا یا بیٹی تو اللہ ہی دیتا ہے

یَهَبُ لِمَنْ يَشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝

(پ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت ۴۹)

دیتا ہے جسے چاہتا ہے بچیاں اور عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے فرزند

دیکھوں ناں جی

کڑیاں وی دیوے اللہ کول

منڈیاں وی دیوے اللہ کول

ایہہ بدعتی کڈے مشرک نے داتا صاحب جا کے منڈے منگدے نے باوا صاحب جا کے منڈے منگدے نے تے ناں رکھ دیندے نیں فرید بخش۔ پیر بخش۔ جیہاں کولوں پتر منگدے نیں تے کہندے نیں پیرا لے گڑ تے دے پتر

اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں

گرامی حضرات

اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ان گستاخوں کی پیش کردہ آیت میں ہے لفظ ''یَهَبُ'' اور میری تلاوت کردہ آیت میں ہے ''لِاَهَبَ'' دونوں الفاظ مشتق ہیں لفظ ھبۃ سے جس کا معنی ہے دینا اور عطا کرنا

حضرت جبرئیل خود فرما رہے ہیں کہ

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝

میں تجھے پاکیزہ بیٹا دینے آیا ہوں

تو کیا ان مولویوں کے فتویٰ سے جبرئیل علیہ السلام شرک کے مرتکب ہوئے کہ نہیں؟ کیا اس آیت کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جبریل بخش نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ

اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہمارا عقیدہ سمجھ نہیں سکے اور وہ یہ ہے۔

خدا دے دین دے منکر نہیں ہیں اس دے دیوانے

خدا دیندا اے پر دیندا اے اپنے یار دا صدقہ

دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہی مگر جبرئیل کے ذریعہ مریم کو بیٹا دیتا ہے اسی طرح ہمارا قرآنی عقیدہ ہے کہ دینے والا وہی ہے مگر داتا صاحب باوا صاحب کے ذریعہ دیتا ہے وسیلہ سے دیتا ہے

ڈائریکٹ مانگو

حضرات محترم

اگر ان ڈائریکٹ مانگنے والے توحید کے ٹھیکیداروں کا عقیدہ اتنا ہی مضبوط ہے تو پھر حصول اولاد کے لئے نکاح کے منتظر کیوں رہتے ہیں بغیر وسیلہ بیوی کے اولاد مانگیں اور کہا کریں

''یا اللہ میں موحد ہوں وسیلے کا قائل نہیں ہوں لہٰذا مجھے بغیر بیوی کے ہی بیٹا عطا کر''

یاد رہے بغیر نکاح اور بیوی کے یا تو اپنے پیٹ سے ہوگا اور ایسا ہونا محال ہے یا پھر بغیر نکاح کے ہونے والا بچہ ولد الزناء ہوگا۔

ذرا ہوش کے ناخن لو مولویو! اگر بیوی کا وسیلہ جائز ہے اور اس سے توحید میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو محبوبان بارگاہ الٰہیہ کا وسیلہ کیوں ناجائز ہے اور اس سے تمہاری توحید میں کیوں دراڑیں پڑتی ہیں۔

میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا؟

حضرات محترم۔ جب سیدنا حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے حضرت مریم

سلام اللہ علیہا نے یہ سنا تو عالم تحیر میں ان سے یوں کہا

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝

(پ۱۶ سورہ مریم آیت ۲۰)

بولیں (حیرت سے) کیونکر ہوسکتا ہے میرے ہاں بچہ حالانکہ نہیں چھوا مجھے کسی بشر نے اور نہ میں بدچلن ہوں

اس کا فیصلہ ہو چکا ہے

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ (پ۱۶ سورہ مریم آیت ۲۱)

کہا یہ درست ہے لیکن تیرے ربّ نے فرمایا یوں بچہ دینا میرے لئے معمولی بات ہے اور (مقصد یہ ہے کہ) ہم بنائیں اسے اپنی قدرت سے نشانی لوگوں کے لئے اور سراپا رحمت اپنی طرف سے اور یہ ایسی بات ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

اے مریم۔ قانون تو یہی ہے کہ

شادی ہو۔ نکاح ہو۔ یا بشر چھوئے تو پھر بچہ ہو

مگر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں ایسا قادر مطلق ہوں ان تدریجی مراحل سے گزارنے کے بغیر بھی عطا کرسکتا ہوں اور بغیر باپ کے بھی اولاد دینے پر قدرت کاملہ رکھتا ہوں۔

اگر میں آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کرسکتا ہوں تو عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے بھی پیدا کرسکتا ہوں۔

مسئلہ حل ہو گیا

سامعین کرام

اب یہ مسئلہ حل ہوگیا کہ

اگر حضور نور اللہ ہیں تو والدین کیوں؟

میں کہتا ہوں اگر والدین کا نہ ہونا ہی نورانیت کی دلیل ہے تو پھر آدم علیہ السلام کو نور تسلیم کرو

اور اگر والدین کا ہونا اپنے جیسا بشر ہونے کی دلیل ہے تو حضرت عیسیٰ کے روح اللہ ہونے کا انکار کرو

اور اگر عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ تسلیم کرتے ہو تو میرے آقا کو بھی نور اللہ تسلیم کرو

ہم یہی تو کہتے ہیں کہ

عیسیٰ علیہ السلام   روح اللہ ہیں

میرے آقا علیہ السلام   نور اللہ ہیں

فرمایا - اے مریم! یہ تو تیرے ربّ کے لیے بہت آسان ہے کہ وہ چاہے تو

بغیر ماں باپ کے   آدم کو پیدا کرے

اور بغیر باپ کے   عیسیٰ روح اللہ کو پیدا کرے

اور اگر چاہے تو

والدین بھی ہوں..........اور نور اللہ کو پیدا فرمائے

یہ اس کی قدرت ہے۔ وہ قادر مطلق ہے اور اپنی قدرت کا اظہار فرماتا رہتا ہے۔

میلادِ عیسیٰ علیہ السلام

گرامی حضرات

مفسرین نے نقل فرمایا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے پھونک ماری تو عیسیٰ علیہ السلام شکم مادر میں آ گئے (تفسیر ضیاء القرآن جلد سوم ص۴۷)

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ (پ ۱۶ سورہ مریم آیت ۲۲)

پس وہ حاملہ ہوگئیں اس (بچہ) سے پھر وہ چلی گئیں اسے (شکم میں) لئے کسی دور جگہ یعنی کہ وہ خود تو اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات سے مطمئن ہوگئی تھیں لیکن لوگوں کی الزام تراشیوں سے بچنے کے لئے دور نکل گئیں تو

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ (پ۱۶ سورہ مریم آیت ۲۳)

پس لے آیا انہیں دردِ زہ ایک کھجور کے تنے کے پاس (بصد حسرت و یاس) کہنے لگیں

کاش میں مرگئی ہوتی اس سے پہلے اور بالکل فراموش کردی گئی ہوتی

ایک تو یہ ڈر کہ لوگ طرح طرح کی باتیں کریں گے

دوسرے یہ کہ ایسے وقت میں تنہا اور اکیلی

تیسرے جن انتظامات کی بوقت ولادت ضرورت تھی وہ بھی مفقود

حتیٰ کہ نہ پانی نہ کھانے کی کوئی چیز

بس سامنے ایک کھجور کا درخت اور وہ بھی سوکھا ہوا جس پر پھل موجود نہ تھا

یا اللہ اب کیا کروں؟

آواز آئی

ناگاہ ایک ندا آئی

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝

(پ۱۶ سورہ مریم آیت ۲۴)

پس پکارا اسے ایک فرشتہ نے اس کے نیچے سے (اے مریم) غمزدہ نہ ہو جاری کردی ہے تیرے رب نے تیرے نیچے ایک ندی

اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ جاری فرما کر پانی کا انتظام فرمادیا اور سامنے جو درخت

تھا اس کے متعلق فرمایا

وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝

(پ۱۶ سورہ مریم آیت ۲۵)

اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں

ٹھنڈا پانی اور پکی کھجوریں

حضرات محترم

عربی دان حضرات جانتے ہیں کہ عربی میں رطب پکی ہوئی کھجور کو اور تمر کچی کھجور کو کہتے ہیں۔ گویا کہ فرمایا اے مریم

اس سوکھے ہوئے درخت کو ہلانا — تیرا کام

اسے ہرا بھرا کر کے آناً فاناً تجھے پکی ہوئی کھجوریں دلانا — ہمارا کام

تا کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ پیغمبر کے میلاد پر مٹھائی تقسیم کرنا سنت خداوندی ہے

میں چاہتا تو کچی کھجوریں دے دیتا

مگر یہ میرے روح اللہ کے میلاد کا موقعہ ہے اس لئے پکی ہوئی میٹھی کھجوریں عطا کرتا ہوں

سیدہ مریم نے درخت کو ہلایا

آناً فاناً درخت ہرا ہوگیا

اسی لمحہ شاخیں بھی پھوٹ پڑیں

شاخوں پر بور بھی آگیا

کھجوریں بھی لگ گئیں

اور پھر وہ پک گئیں

ارشاد فرمایا

فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا (پ۱۶ سورہ مریم آیت ۲۶)

اب کھاؤ (میٹھے میٹھے خرمے) اور پیو (ٹھنڈا پانی) اور (فرزند دلبند کو دیکھ کر)
آنکھیں ٹھنڈی کرو

یہ میلاد نہیں تو کیا ہے؟

سامعین محترم
اللہ تعالیٰ کا حضرت مریم کے حالات کو بیان کرنا
پھر تفصیل سے ان حالات میں ولادت عیسیٰ علیہ السلام کو بیان کرنا
پھر میلاد مسیح پر پانی اور میٹھی میٹھی پکی ہوئی کھجوروں کا انتظام کرنا
میلاد نہیں تو اور کیا ہے؟
آج کہا جاتا ہے میلاد کیوں مناتے ہو؟
اس کا ثبوت قرآن سے دو
میلاد پر مٹھائیاں کیوں بانٹتے ہو؟
یہ کہاں لکھا ہے؟
ان عقل کے اندھوں کو کیا قرآن میں اللہ کریم کا یہ میلاد بیان کرنا اور مٹھائی با موقعہ میلاد عطا کرنا نظر نہیں آتا؟
کیا یہ لوگ ان آیات کو نہیں پڑھتے؟
میں کہتا ہوں ہم نے یہ سب کچھ قرآن سے سیکھا ہے اور افعال باری سے پایا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اسے نظر آتا ہے جس کا سینہ عشق رسول کا گنجینہ ہو اور جس کا دل مدینہ ہو۔ مبغضین نبوت اور منکرین شان رسالت کو یہ نظر نہیں آیا کرتا

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

ہم اسی طریقہ پر عمل کرتے ہیں

گرامی حضرات

اسی سنت خداوندی پر عمل کرتے ہوئے ہم میلاد کی محافل کرتے ہیں اور ان میں
حضرت آمنہ کا بیان کرتے ہیں
ولادت کے حالات بیان کرتے ہیں
مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں
خوشیاں مناتے ہیں
اور پھر آخر میں صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی تمام میلاد بیان کرنے کے بعد فرمایا اے میرے لاڈلے پیغمبر اب سلام پڑھو

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا۝

(پ۱۶ سورہ مریم آیت ۳۳)

اور سلامتی ہو مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن مجھے زندہ کرکے اٹھایا جائے گا
اور بیان کرنے سے پہلے اسی سورہ مبارکہ کی ابتدائی آیات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا میلاد بھی بیان فرمایا اور اس کے آخر میں بھی سلام فرمایا

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۝

(پ۱۶ سورہ مریم آیت ۱۵)

سلامتی ہو ان پر جس روز وہ پیدا ہوئے اور جس روز وہ انتقال کریں گے
اور جس روز انہیں اٹھایا جائے گا زندہ کرکے
اسی پر عمل پیرا ہو کر امام اہلسنّت نے فرمایا

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

منکرین میلاد یہ بھی کہتے ہیں

گرامی قدر سامعین

یہ منکرین یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ

"بارہ ربیع الاول تو حضور کے انتقال کا دن ہے تم اس دن خوشی کرتے ہو
حالانکہ غم منانا چاہئے"

مگر میرے خداوند قدوس کو علم تھا کہ یہ بے ہودہ اعتراض میرے محبوب علیہ السلام
کے غلاموں پر ہوگا اس لئے فرمادیا

وَ یَوْمَ یَمُوْتُ

جس روز انتقال ہو اس دن پر بھی سلام

بلکہ فرمایا

وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا

جس دن یہ زندہ اٹھائے جائیں گے!

میدانِ محشر محفلِ میلاد

تو پھر قیامت کے میدان میں بھی میلاد منایا جائے گا اور سلام پڑھا جائے گا
یہ عاشقانِ رسول جو آج سلام پڑھ کر میلاد کی محفلیں سجاتے ہیں
بروزِ محشر بھی تعمیل ارشاد خداوندی کرتے ہوئے سلام پڑھیں گے اور محفل میلاد
سجائیں گے اور اس دن پتہ چل جائے گا کہ

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ۝

کا کیا مفہوم ہے اور میدانِ محشر برپا کرنے کا کیا مقصد ہے

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزمِ محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

میلادِ یحییٰ علیہ السلام

گرامی حضرات اسی طریقہ سے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے اپنے ایک دوسرے پیغمبر
حضرت یحییٰ علیہ السلام کا میلاد بیان فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔ سورہ مریم کی ابتداء ہوتی

ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا

(پ۱۶ سورہ مریم آیت ۳-۲-۱)

کاف - ہا - یا عین - ص - یہ ذکر ہے آپ کے ربّ کی رحمت کا جو اس نے اپنے
بندے ذکریا پر فرمائی جب اس نے پکارا اپنے ربّ کو چپکے چپکے۔

تیرے ربّ کی رحمت

توجہ رہے
ذکر ہے ذکریا علیہ السلام کا
ذکر ہے ربّ قدوس جل جلالہٗ کی رحمت کا
اور اس میں بھی اپنے محبوب کی شان کو اجاگر کیا جا رہا ہے
الفاظ یہ ہیں کہ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ اے پیارے حبیب یہ ذکر ہے تیرے ربّ
کی رحمت کا اے سرورِ عالمیاں؟ (ﷺ)

یہ واقعہ جس کا اب بیان ہو رہا ہے اس میں تیرے ربّ کریم کی اس رحمت کا ذکر
ہے جو اس نے اپنے ایک جلیل القدر بندے حضرت زکریا علیہ السلام پر فرمائی

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ربّ العٰلمین ہے۔ کائنات کا ہر ذرّہ اپنے وجود اور اپنی بقا میں اس
کی شانِ ربوبیت کا مرہونِ منت ہے بایں ہمہ صفتِ ربوبیت کا جو خصوصی تعلق ذات
پاک مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء سے ہے وہ کسی اور چیز کو میسر نہیں۔ اگر ذاتِ مصطفیٰ
نہ ہوتی تو یہ ربوبیت اخفاء میں رہتی کیونکہ وجود ربوبیت کا اظہار وجودِ مصطفیٰ سے ہوا
اس لئے جگہ جگہ فرمایا اے محبوب میں "تیرا رب" "رحمت تیرے ربّ کی" "مجھے
تیرے ربّ کی قسم" اور خود ارشاد فرمایا حدیث قدسی میں کہ

لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ (تفصیل کے لئے تفسیر نعیمی پارہ ۱ ص۱۶۲)

اگر آپ کا میلاد نہ ہوتا تو میں اپنی ربوبیت ظاہر نہ فرماتا

فرشتہ تھا نہ آدم تھا نہ ظاہر تھا خدا پہلے
بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے

فرمایا یہ ذکر ہے حضرت زکریا کا انہوں نے چپکے چپکے سے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا

حضرت زکریا علیہ السلام کی معروضات

قرآن کریم میں ارشاد باری موجود ہے کہ

قَالَ رَبِّ اِنِّی وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّی وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَکُنْ م بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا ٥ وَ اِنِّی خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآئِی وَ کَانَتِ امْرَاَتِی عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا ٥

(پ۱٦ سورہ مریم آیت ۵۔۴)

عرض کی اے میرے ربّ میری حالت یہ ہے کہ کمزور بوسیدہ ہوگئی ہیں میری ہڈیاں اور بالکل سفید ہوگیا ہے میرا سر بڑھاپے کی وجہ سے اور اب تک ایسا نہیں ہوا کہ میں نے تجھے پکارا ہو اے میرے ربّ اور میں نامراد رہا ہوں اور میں ڈرتا ہوں (اپنے بے دین) رشتہ داروں سے (کہ وہ) میرے بعد (دین ضائع نہ کر دیں) اور میری بیوی بانجھ ہے پس بخش دے مجھے اپنے پاس سے ایک وارث۔

ایک سوبیس سال عمر مبارک

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

''آپ کی عمر بعض روایات کے مطابق ستر سال اور بعض کے مطابق ایک سوبیس سال اور آپ کی اہلیہ کی عمر اٹھانوے سال ہوگئی تھی اور ابھی تک ان کے ہاں کوئی فرزند تولد نہیں ہوا تھا'' (تفسیر ضیاء القرآن جلد سوم ص ٦٦)

عرض کیا اے مولا!

میں بوڑھا ہوگیا

بال سفید ہوگئے

ہڈیوں میں گودا نہیں

بیوی میری بانجھ ہے

اولاد کا موسم تو نہیں مگر تو بے موسمی اولاد دینے پر بھی قادر ہے

اظہار قدرت فرما اور مجھے اس بڑھاپے میں فرزند عطا فرما

مولوی بغلیں بجا کر کہتے ہیں

یہاں پر مولوی بڑی بغلیں بجا بجا کر کہا کرتے ہیں کہ جی دیکھو پیغمبر نے بیٹا اللہ سے مانگا اور ڈائریکٹ مانگا

ان سے پوچھو عقل کے اندھو ذرا ہوش کے ناخن لو۔ پیغمبروں سے اعلیٰ سوائے ذات خداوند کے ہے کون؟ کوئی بھی نہیں! تو پھر پیغمبروں نے کسے وسیلہ بنانا تھا اور کس کے ذریعہ معروضات پیش کرنی تھیں

ہم ہیں ادنیٰ	انبیاء اعلیٰ
ہم ہیں ادنیٰ	اولیاء اعلیٰ
ہماری معروضات	ان کے ذریعہ سے حل ہوتی ہیں

تو اللہ کے سامنے

انبیاء ادنیٰ	اللہ اعلیٰ
اولیاء ادنیٰ	اللہ اعلیٰ

تو انبیاء و اولیاء کی معروضات ڈائریکٹ حل ہوتی ہیں

درمیان میں کوئی ذریعہ۔ واسطہ۔ وسیلہ نہیں

ہمارے اور اس کے درمیان تو یہ انبیاء و اولیاء وسیلہ ہیں

مولویو! قرآن پڑھو

اور پھر مولویو اسی واقعہ کو قرآن کریم میں دوسرے مقام سے پڑھو تو پتہ چلے گا کہ

حضرت زکریا علیہ السلام نے

مانگا تو اللہ سے

مگر مانگنے کا مقام حضرت مریم کی چوکھٹ تھی

ملاحظہ ہوارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ○

(پ۳ سورہ ال عمران آیت ۳۸-۳۷)

جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں (ایک بار بولے) اے مریم کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے یہ رزق مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب وہیں دعا مانگی زکریا نے اپنے ربّ سے عرض کی اے میرے ربّ عطا فرما مجھ کو اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد بے شک تو ہی دعا کا سننے والا ہے۔

بے موسم کے پھل آستانہ مریم پر

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمت اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

’’جب بھی حضرت زکریا حضرت مریم کے پاس جاتے تو ان کے ہاں طرح طرح کے پھل رکھے پاتے گرمی کے پھل سردی میں اور سردی کے پھل گرمی میں اس سے علماء اہلسنت نے اولیاء کرام کی کرامتوں کا برحق ہونا ثابت کیا ہے کیونکہ حضرت مریم

نبی نہ تھیں بے موسم کے پھلوں کا آپ کے پاس پایا جانا آپ کی کرامت تھی‘‘

(تفسیر ضیاء القرآن جلد سوم ص ۲۲۵)

مراکز دعا

حضرات گرامی!

عبادت گاہ حضرت مریم کی

موجود ہیں بے موسم کے پھل

دیکھا حضرت نے زکریا نے

تو خیال آیا کہ جو خدا کرامت مریم کے اظہار کے لئے اسے بے موسم کے پھل عطا فرما سکتا ہے

وہی خدا میرے معجزہ کے اظہار کے لئے مجھے بے موسمی کی اولاد بھی عطا فرما سکتا ہے

چنانچہ عرض کیا اے میرے مولا

میرا موسم اولاد والا گزر چکا ہے

میری بیوی بھی اولاد پیدا کرنے والی عمر سے تجاوز کر چکی ہے

مگر میں اس باکرامت بی بی کی اس باکرامت چوکھٹ پر تجھ سے اولاد کا سوال کرتا ہوں

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا (پ۳ سورہ آل عمران آیت ۳۸)

اسی جگہ دعا مانگی زکریا نے

مسجد میں نہیں

معبد میں نہیں

اس باکرامت آستانے پر

اس محراب میں جہاں کی مٹی قدمان مریم سے نسبت پا گئی تھی

اگر لفظ هُنَالِكَ نہ ہوتا تو قیامت تک ملاں اور اس کی ذریت کہتے جیسا کہ کہتے ہیں کہ

اللہ کے گھر دعا مانگو

مسجد میں دعا مانگو

داتا صاحب۔ خواجہ صاحب۔ باوا صاحب۔ علی پور شریف۔ گولڑہ شریف۔ سیال شریف جا کر دعا مانگنا کوئی ضروری ہے۔

اللہ کریم نے پورا نقشہ قرآن میں رکھ کر قیامت تک کے صحیح العقیدہ مسلمانوں کی تائید فرما دی کہ

محراب وہ سجدہ گاہ تو تھی مگر اس کے ساتھ آستانہ تھا ولیہ کا

وہاں دعا مانگی زکریا علیہ السلام نے

اے اللہ! یہ تیری بندی سے منسوب آستانہ ہے اور وہ ولیہ بھی موجود ہے

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ

پتہ چلا یہ جو آستانے مساجد کے ساتھ بنے ہوئے ہیں یہ دعا کرنے کے مراکز ہیں

داتا صاحب کا آستانہ ہے — ساتھ مسجد ہے

باوا صاحب کا آستانہ ہے — ساتھ مسجد ہے

خواجہ صاحب کا آستانہ ہے — ساتھ مسجد ہے

غوث اعظم کا آستانہ ہے — ساتھ مسجد ہے

یہ سب مراکز دعا ہیں

دعا کی قبولیت اور جشن میلاد

گرامی قدر حضرات

اگر ان مقامات اور آستانوں کی کوئی خصوصیت نہ ہوتی تو زکریا علیہ السلام آستانہ عالیہ حضرت مریم پر دعا نہ فرماتے

اور اگر انہوں نے دعا کر ہی لی تھی تو اللہ تعالیٰ قبول نہ فرماتا؟ لیکن آواز ملائکہ آتی ہے

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى

(پ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۹)

پھر آواز دی ان کو فرشتوں نے جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے عبادت گاہ میں کہ بے شک اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے آپ کو یحییٰ کی۔

پتہ چلا۔ اور مقامات پر دعا کی جائے تو قبولیت میں شک ہو سکتا ہے اور اگر قبولیت یقینی ہو تو اس میں تاخیر ہو سکتی ہے مگر ان آستانوں پر دعا ہو تو قبولیت بھی یقینی اور فوری طور پر اور یہ بھی پتہ چلا کہ فرشتوں نے عامیانہ انداز میں خبر نہ دی بلکہ ولادت یحییٰ کی خوشخبری دی۔ فرمایا

يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى — اللہ خوشخبری دیتا ہے آپ کو یحییٰ کی

اسی لئے ہم اپنے محبوب علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبریاں دیتے ہوئے جشن میلاد مناتے ہیں اور دھوم مچاتے ہیں کہ

جشن آمد رسول اللہ ہی اللہ

بی بی آمنہ کے پھول اللہ ہی اللہ

اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی میلاد کی

گرامی حضرات۔ عرض کر رہا تھا کہ اسی میلاد یحییٰ علیہ السلام کو اللہ کریم نے سورہ مریم میں بھی بیان فرمایا اور قرآن کریم میں آج بھی موجود ہے حضرت زکریا نے عرض کیا مولا میں بوڑھا ہو چکا میری بیوی بانجھ ہے۔

فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ (پ۱۶ سورہ مریم آیت ۵)

پس بخش دے مجھے اپنے پاس سے ایک وارث

اور وہ وارث ایسا ہو

يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ق وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝

(پ ۱۶ سورہ مریم آیت ۶)

جو وارث بنے میرا اور وارث بنے یعقوب (علیہ السلام) کے خاندان کا

اور بنا دے اسے اے ربّ پسندیدہ سیرت والا

اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى (پ ۱۶ سورہ مریم آیت ۷)

اے زکریا ہم مژدہ دیتے ہیں تجھے ایک بچے کی (ولادت کا)

ابھی ولادت نہ ہوئی تھی کہ خوشخبریاں پہلے ہی دیدی گئیں۔ میلاد ابھی بعد میں ہونا تھا مگر ''نُبَشِّرُكَ'' (ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں) یہ الفاظ جشن میلاد نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری

بالکل ایسے ہی بلکہ ولادت الرّسول سے سینکڑوں برس پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی خوشخبری دی۔

وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ (پ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۶)

اور خوشخبری دینے والا ہوں (میں) ایک رسول کی جو تشریف لائے گا

میرے بعد اس کا نام (نامی) احمد ہوگا اور یہ میرے حبیب علیہ السلام کی ولادت کی ہی خوشخبری تھی کیونکہ احمد اسم مبارک آپ ہی کا ہے۔

میں احمد ہوں

سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ لِيْ اَسْمَآءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَّ اَنَا اَحْمَدُ وَ اَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ (مالک، بخاری، مسلم وغیرھا بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۲۱۳)

میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں الحاشر ہوں لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا۔

تو اگر جشن ولادت اور میلاد شریف نبی کریم علیہ السلام کی ولادت سے سینکڑوں سال قبل بذریعہ ذکر و خوشخبری عیسیٰ علیہ السلام منایا جا سکتا ہے تو ہزاروں سال بعد کیوں منانا جائز نہیں اگر اللہ تعالیٰ قرآن میں جا بجا عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد بیان فرماتا ہے تو ہم کیوں نہیں کر سکتے۔

تم بھی میلاد پڑھتے ہو

بلکہ میں کہتا ہوں

بیان تم بھی کرتے ہو

فرق یہ ہے کہ ہم پنجابی یا اردو میں کرتے ہیں اور تم عربی میں کرتے ہو

بتاؤ کیا تمہارے مولوی ان آیات کو چھوڑ کر قرآن پڑھتے ہیں؟

اور بولو کیا تمہارے قاری تلاوت میں یہ خوشخبریوں اور میلاد پر مشتمل آیات کی تلاوت نہیں کرتے؟

اگر نہیں کرتے تو منکرین قرآن ہو

اگر کرتے ہو تو میلاد کو بھی پڑھتے ہو اور جشن میلاد کی آیات کو بھی

اللہ قادر مطلق ہے فرمایا اور کچھ نہیں تو رمضان میں سارا قرآن ان سے پڑھاؤں گا اور یہ نماز کی حالت میں مساجد میں با جماعت میلاد پڑھتے رہیں گے۔ بعد میں جو مرضی کہتے رہیں عادت سے مجبور ہیں۔ اگر فتوے نہ دیں تو پیٹ کیسے بھریں

ہم میلاد مناتے رہیں گے

گرامی حضرات ہم تو سنت خداوندی پر عمل پیرا ہو کر بقولِ امامِ عاشقاں رحمتہ اللہ علیہ.........میلاد مناتے رہیں گے

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دھوم

مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

جلتا ہے کوئی تو جلے

مرتا ہے کوئی تو مرے

خاکستر ہوتا ہے کوئی تو ہو جائے

شریک کبھی کسی شریک کی خوشی میں خوش نہیں ہوتا

خوش ہوتے ہیں اپنے

خوش ہوتے ہیں تعلق والے

خوش ہوتے ہیں غلامانِ رسالت

ابوجہل اینڈ کمپنی کو نبی کی ولادت پر خوش ہونے کی کیا پڑی ہے ....وہ تو بدعت کا فتویٰ ہی دینگے۔

تمہارے ہو بچہ تو خوشیاں منائیں
خوشی سے یہ جھومیں پھلیں نہ سمائیں
محمد کا جب یومِ میلاد آئے
تو بدعت کے فتوے تمہیں یاد آئیں

اپنے ہاں بیٹا ہو تو

جشن بھی جائز

چراغاں بھی جائز

لڈو بانٹنے بھی جائز

مبارکبادیاں بھی جائز

مگر جب تولد ہو آمنہ کا لال تو یہ سب کچھ ناجائز

ہم محبتِ رسول سے کرتے ہیں

مولویو! بتاؤ یہ اپنے بیٹے کی پیدائش پر سب کچھ کرنے کے دلائل کہاں سے لیتے ہو؟

کیا قرآن نے تمہیں ایسا کرنے کا حکم دیا؟

کیا حدیث نے تمہیں ایسا کرنے کا حکم دیا؟

نہیں اور یقیناً نہیں.........تو کیوں کرتے ہو؟...........جواب ملتا ہے کہ محبت سے کرتے ہیں۔

ہمیں فتوے دے کر پوچھتے ہو تم میلاد پر ایسا کیوں کرتے ہو۔۔۔تو ہمارا جواب بھی یہی ہوتا ہے کہ ہم محبت رسول سے کرتے ہیں

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

شانِ رسالت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ اِمَامِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَالضُّحٰی o وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی o مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی o وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی o وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی o صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرۂ نورفضا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم
ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم

تلاوت کردہ آیات کی شانِ نزول

صاحب صدر گرامی قدر و مہمانانِ خصوصی مکرم و محتشم مخاطبین و حاضرین کرام اس وقت آپکے سامنے سورۂ مبارکہ والضحیٰ کی ابتدائی پانچ آیات تلاوت کرنے کا شرف

حاصل کیا ہے سب سے پہلے ان آیات کی شانِ نزول سماع فرمایئے

بعض مفسرین کرام نے فرمایا کہ آقائے نامدار مدنی تاجدار ﷺ پر پانچ فرضی نمازوں کے علاوہ تہجد کی نماز بھی فرض تھی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا o

(پ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۹)

اور رات کے بعض حصہ میں (اٹھو) اور نماز تہجد ادا کرو (تلاوت قرآن کے ساتھ) یہ نماز زائد ہے آپ کے لیے یقیناً فائز فرمائے گا آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر

تو سرکار ابد قرار علیہ السلام روزانہ رات تہجد کی نماز ادا فرمانے کے لیے بیدار ہوتے اور یہ نماز ادا فرماتے ایک موقعہ ایسا آیا کہ جب سرکار دو عالم ﷺ کی طبیعت مبارکہ علیل ہوگئی تو تین دن تک آپ رات کو بیدار نہ ہوئے اور نماز تہجد ادا نہ فرمائی

سرکار علیہ السلام کے کاشانۂ نبوت کے سامنے ابولہب کا گھر تھا اس کی بیوی ام جمیل نے سرکار کے دروازہ پر آ کر یہ الفاظ کہے

مَا اَرٰی شَیْطَانَكَ اِلَّا قَدْ تَرَكَكَ لَمْ اَرَهٗ قَرُبَكَ مُنْذُ لَیْلَتَیْنِ اَوْ ثَلَاثٍ

میں دیکھتی ہوں کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے دو تین روز سے میں نے اسے تمہارے قریب آتے نہیں دیکھا

اللہ کریم جل جلالہٗ نے اسکی اس گستاخی کے رد میں یہ آیات نازل فرمائیں

دوسری روایت

ایک اور روایت کے مطابق بعثت کے ابتدائی دور میں میں کچھ عرصہ سلسلۂ وحی منقطع ہوگیا تو حضور علیہ السلام پر چالیس دن تک وحی نہ اتری کفارِ مکہ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خدا نے ان کو چھوڑ دیا ہے اور وہ آپ سے ناراض ہوگیا ہے تو ان کی تردید میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۵۸۵)

وَالضُّحٰی اور وَالَّیْل

حضرات محترم ۔اللہ کریم نے جواب ارشاد فرماتے ہوئے پہلے قسم بیان فرمائی
فرمایا:

وَالضُّحٰی ۝ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۝ (پ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت ۲۔۱)

قسم ہے چاشت کے وقت کی اور رات کی جب وہ سکون کیساتھ چھا جائے
سورج جب پوری آب و تاب سے چمکنے لگے تو اس وقت کو چاشت یعنی ضُحٰی کہتے ہیں اور رات میں جب تاریکی چھا جائے تو اس کو لیل کہتے ہیں

فرمایا.......... میرے محبوب کی نبوت کا سورج ابھی طلوع ہو کر چاشت کے وقت پر پہنچا ہے مجھے اس وقت کی قسم

اور اس رات کی تاریکی کی قسم جو اس ماہتاب نبوت نے ختم فرما دی ہے۔سورج طلوع ہوتا ہے تو رات ختم ہو جاتی ہے۔آفتاب نبوت آیا کفر کی تاریکی گئی۔

اس آفتاب کے بلند ہونے کی قسم جس نے

رات کی تاریکی غارت کر دی
منات کی تاریکی غارت کر دی
عزٰی اھل وجبل کی تاریکیاں غارت کر دیں

اور میری توحید کا اجالا پھیلا دیا.......... میری معرفت کا نور اجگر کر دیا۔اور میری واحدانیت کی روشنی ہر جگہ پہنچا دی

اس آفتاب نبوت کی چاشت کی شعاعیں جن پر پڑیں وہ مقرب ہو گئے

یہ مقربون ہیں

اَلسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اولٰئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ (پ۲۷ سورۃ واقعہ آیت ۱۱۔۱۰)

ہر کار خیر میں آگے رہنے والے (اس روز بھی) آگے ہوں گے وہی مقربِ بارگاہ ہیں

اس نور کی پہلی شعاعیں پڑیں
تو ابو بکر صدیقؓ شیخ اشیاخ میں سے مقرب ہو گئے
علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ جوان جوانوں میں سے مقرب ہو گئے
زیدؓ غلام غلاموں میں سے مقرب ہو گئے
حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بی بی بیبیوں میں سے مقرب ہو گئیں

یہ شجرِ ختمِ نبوت کے پہلے پہلے ثمر ہیں
یہ اس چاشت کی روشنی کے پہلے پہلے فیض یافتہ ہیں
یہ اس شمسِ رسالت کی پہلی پہلی کرنیں ہیں
مجھے اس چاشت کے وقت کی قسم

جس نے ان زروں کو آفتاب بنایا
جس نے ان غلاموں کو آقا بنایا
جس نے ان قطروں کو گوہر بنایا
جس نے ذرّوں کو زر بنایا
جس نے حبشی کو رشکِ قمر بنایا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ھادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

وَالضُّحٰی ۔مجھے قسم ہے چاشت کے وقت کی

چاشت کے وقت کی قسم

اے محبوب تیرا یہ منور چہرا جب زلفوں کے پیچھے ہو تو یوں محسوس ہو گا کہ رات کی سیاہی چھا گئی اور جب زلفیں سنور گئیں تو یوں معلوم ہو گا کہ چاشت کا وقت ہو گیا

حضرات آپ نے کبھی حسینوں کو غسل کر کے زلفیں سنوارتے دیکھا ہو گا۔وہ پہلے زلفوں کو تیل لگاتے ہیں پھر کنگھی کرتے ہیں تو ایک مرتبہ ساری زلفیں پیشانی پہ لاتے

ہیں پھر آدھی زلفیں مانگ نکال کر ایک سائیڈ پر اور آدھی دوسری سائیڈ پر کرتے ہیں

سب حسینوں کے حسین ۔۔ وہ حسین کہ حسنِ یوسف جن کے خیرات ہے اور جس
کے حسن سے تابندہ حسنِ کائنات ہے

کائناتِ حسن جب پھیلی تو لا محدود تھی
اور جب سمٹی رسولِ پاک ہو کر رہ گئی

جب اس حسینِ لاثانی نے غسل فرما کر زلفوں کو زیتون کا تیل لگایا۔ تو میرے ربّ
نے فرمایا

وَالتِّیْنِ○ وَالزَّیْتُوْنِ○ (پ۳۰ سورہ والتین آیت ۲۔۱)

مجھے انجیر کی قسم اور زیتون کے تیل کی قسم

پھر اس جمیلِ یکتا نے زلفوں کو کنگھی فرماتے ہوئے پہلے زلفوں کو پیشانی پہ کیا
تو میرے مالک نے کہا

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی○ (پ۳۰ سورۃ الیل آیت ۱)

مجھے قسم ہے رات کی جب وہ ہر چیز کو ڈھانپ لے

پھر اس حبیبِ کردگار نے جب کنگھی سے زلفوں کو ایک سائیڈ پہ فرمایا۔ تو خالق لم
یزل نے فرمایا

وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی○ (پ۳۰ سورہ والضحٰی آیت ۲)

قسم ہے رات کی جب وہ سکون کے ساتھ چھا جائے

پھر جب اس محبوب پاک نے دوسری سائیڈ کی زلفوں کو اپنی جگہ پر کیا اب پیشانی
کا نور ظاہر ہوا تو خلاق عالمین نے فرمایا

وَالضُّحٰی (پ۳۰ سورہ والضحٰی آیت ۱)

مجھے قسم ہے چاشت کے وقت کی

محبوب تو نے غسل فرمایا اور پھر زلفوں کو تیل لگایا ہمیں بہت پیار آیا

محبوب تو نے کنگھی فرمائی اور ان زلفوں کو سنوارا ہمیں بہت پیار آیا

پھر جب مانگ نکالی تو اتنا پیار آیا کہ یوں لگا جیسے شبِ قدر کی مبارک رات میں
فجر نکل آتی ہے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ فرماتے ہیں

لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

تیرے زلفوں پر لگے تیل کی قسم
تیرے لبوں کو لگے انجیر کی قسم
تیرے چہرے سے نکلنے والے نور کی قسم
تیری زلفوں سے ظاہر ہونے والی سیاہی کی قسم

یہ جھوٹے ہیں

یہ بے ایمان جھوٹے ہیں ۔ یہ کافر کاذب ہیں

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی○ (پ۳۰ سورہ والضحٰی آیت ۳)

نہ تیرے ربّ نے تجھے چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا
کبھی کوئی اپنے محبوب سے بھی ناراض ہوا کرتا ہے
ان بے ایمانوں کو کیا معلوم کہ محبوب کیا ہوتا ہے
اس کی قدر و قیمت شان وعظمت کیا ہوتی ہے

تو تو میرا محبوب ہے جسے میں کبھی تو فرشتوں کے جلو میں آمنہ کی گود میں ملاحظہ
کر کے خوش ہوتا ہوں اور کبھی سب پردے ہٹا کے
عرش پہ بلوا کے
دَنٰی فَتَدَلّٰی کی منازل طے کروا کے
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی کے سٹیج پر سجا کے

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کے مژدے سنا کے

اور وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی کے ترانے سنا کے

پھر مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی کی بشارت سے نواز کے

اور پھر مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کا کاجل ملاحظہ فرما کے خوش ہوتا ہوں

یوم میلاد اور شبِ معراج کی قسم

پھر انہیں دو خوشیوں کی قسم بیان فرماتا ہوں

وَالضُّحٰی o وَالَّیْلِ

مجھے میلاد والی صبح (دن) کی قسم اور مجھے معراج والی رات کی قسم

روز میلاد کی قسم   شبِ معراج کی قسم

جس دن میری طرف سے اس عالمِ رنگ و بو میں جائے اس کی صبح کی قسم

جس رات میری طرف تشریف لائے اس رات کی سیاہی کی قسم

تیرے آنے کی بھی قسم   تیرے جانے کی بھی قسم

رب آکھیا سوہنیاں محبوبا میں تیرے سو سو ناز اٹھاناں ہاں

لوکی میریاں قسماں کھاندے نیں میں تیری قسم فرماناں ہاں

مفسرین کے ارشادات عالیہ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اپنی شہرہ آفاق تفسیر فتح العزیز المعروف تفسیر عزیزی میں نقل فرماتے ہیں جس کا ترجمہ حضرت ضیاء الامت نے یوں فرمایا

''بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ضحٰی سے مراد حضور کی ولادت باسعادت کا دن اور لیل سے شبِ معراج مراد ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ ضحٰی سے مراد حضور کا رخ انور ہے اور لیل سے زلف عنبریں اور بعض نے فرمایا کہ ضحٰی سے مراد نور علم ہے جو آنجنابؐ کو دیا گیا تھا جس کے سبب سے عالمِ غیب کے مخفی اسرار بے نقاب اور منکشف ہوئے

اور لیل سے مراد حضور کا عفو و درگذر کا خُلق ہے جس نے امت کے عیبوں کو ڈھانپ دیا۔ بعض علماء کا ارشاد ہے کہ دن سے مراد حضور ﷺ کے ظاہری احوال ہیں جن سے مخلوق آگاہ ہے اور رات سے مراد حضور کے احوال باطن ہیں جن کو علام الغیوب کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ (تفسیر عزیزی بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۵۸۶)

اہلسنّت کے عقائد

حضرات گرامی!

ان تمام آراء سے اہلسنّت و جماعت کے عقائد کو بالیدگی ملتی ہے

اگر ضحٰی سے مراد یوم میلاد ہے تو سنّی کا عقیدہ ثابت

اگر لیل سے مراد شب معراج ہے تو سنّی کا عقیدہ ثابت

اگر ضحٰی سے مراد سرکار کا رخِ انور ہے تو سنّی کا عقیدہ ثابت

اگر لیل سے مراد زلف عنبریں ہے تو سنّی کا عقیدہ ثابت

اگر ضحٰی سے مراد نور علم اور علم غیب ہے تو سنّی کا عقیدہ ثابت

اگر لیل سے مراد عفو و درگذر و خلق بے مثال ہے تو سنّی کا عقیدہ ثابت

اگر ضحٰی سے مراد ظاہری احوال بے نظیر ہیں تو سنّی کا عقیدہ ثابت

اگر لیل سے مراد احوال باطن ہیں تو سنّی کا عقیدہ ثابت

کیونکہ سنّی کا عقیدہ قرآنی عقیدہ ہے

سنّی کا عقیدہ لاثانی عقیدہ ہے

سنّی کا عقیدہ محبت کا عقیدہ ہے

سنّی کا عقیدہ الفت کا عقیدہ ہے

اور وہ یہ ہے کہ یا رسول اللہ والضُّحٰی آپ کی صورت پاک اور واللیل آپ کی سیرت پاک تو سنیئے حضرت حسن رضاؒ فرماتے ہیں

تیری صورت تیری سیرت زمانے سے نرالی ہے

تیری ہر ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے

رخِ انور اور زلفِ عنبرین کی قسم

فرمایا کہ

والضُّحیٰ کے رخِ انور کی قسم

اور واللیل کی زلفِ عنبرین کی قسم

یہ ابولہب اینڈ کمپنی جھوٹی ہے

یہ کفار سب کاذبین کی جماعت ہے

یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ آپ کے ربّ نے آپ کو چھوڑ دیا اور وہ آپ سے ناراض ہو گیا میں خود جواب دیتا ہوں کہ

میں ہر جگہ ساتھ ہوں

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى (پ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت ۳)

نہ ہی آپ کے ربّ نے آپ کو چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا

اگر چھوڑنا ہوتا تو محبوب کیوں بناتا؟

اگر ناراض ہونا ہوتا تو محبوب کیوں بناتا؟

میں تو تجھے راضی کرنا چاہتا ہوں تو ناراضگی کیسی؟

میں تو ہر لحہ تیرے پاس ہوں پھر چھوڑنا کیسا؟

تو اگر مکہ میں ہے تو میں ساتھ

تو اگر مدینہ میں ہے تو میں ساتھ

تو اگر صحراؤں میں ہے تو میں ساتھ

تو اگر بیابانوں میں ہے تو میں ساتھ

تو اگر پہاڑوں میں ہے تو میں ساتھ

تو اگر ابو طالب کی گھاٹی میں ہے تو میں ساتھ

تو اگر یاروں میں ہے تو میں ساتھ

تو اگر غاروں میں ہے تو میں ساتھ

یہ شب ہجرت جب تیرا یار صدیق تیری طرف سے غمگین ہوا تو میں نے فرمادیا

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (پ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۴۰)

اور شب معراج جب

جب سب ساتھ چھوڑ گئے

خاکی ساتھ چھوڑ گئے

نوری ساتھ چھوڑ گئے

نوریوں کا سردار سدرہ پر ساتھ چھوڑ گیا

تو میں نے خود ہاتھ تھام لیا اور پھر

یَهْدِیَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا (پ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۲)

یہ ابوجہل کی ساری پارٹی جھوٹی ہے

انہیں کیا معلوم

انہیں کیا معلوم کہ

میں تو تجھے لامکاں میں تنہا نہ چھوڑوں گا

سیر تیری ہوگی معیت میری ہوگی

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ (پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۱)

تو حرم سے چلے گا میں ساتھ ہوں گا

تو مسجد اقصیٰ میں جائے گا میں ساتھ ہوں گا

تو ساتوں آسمانوں پر جلوہ گری فرمائے گا میں ساتھ ہوں گا

تو سدرہ سے آگے تشریف لائے گا میں ساتھ ہوں گا

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ (پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۱)

پاک ہے جس نے سیر کرائی اپنے خاص بندے کو ۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى (پ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت ۳)

آج یہ تیری تنہائی کی باتیں کرنے والے نہیں جانتے کہ کل وہ وقت بھی آئے گا کہ

ہر پچھلی گھڑی پہلی سے اعلیٰ آئے گی

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ (پ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت ۴)

اور یقیناً ہر آنیوالی گھڑی تیرے لئے پہلی سے بہتر ہے

اے محبوب! یہ معیتوں اور رفاقتوں کے سلسلے ختم ہونے والے نہیں بلکہ پہلے سے بڑھ کر جاری و ساری رہیں گے۔

ہر آنے والی ساعت گزشتہ ساعت سے اعلیٰ ہو گی
ہر گزری ہوئی گھڑی سے آئندہ گھڑی بہتر ہو گی
ہر حالت پہلی حالت سے ارفع و اعلیٰ ہو گی

پھر میں فرما دوں گا کہ حق کو تلاش کرنیوالو آؤ اگر حق سے واصل ہونا ہے تو میرے محبوب کے قدموں میں آ جاؤ

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ ۔

تمہاری طرف آ گیا حق (پ۱۱ سورہ یونس آیت ۱۰۸)

اور پھر تجھ سے کہلوا دوں گا کہ

مَن رَاٰنِی فَقَد رَاَ الحَقّ (مسلم شریف جلد......ص......)

جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھ لیا

بس من تو شدم تو من شدی من جان شدم تو تن شدی
تا کس نگوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری

اتنا عطا کروں گا کہ راضی ہو جاؤ گے

گرامی قدر سامعین غور کیجئے

ارشاد فرمایا محبوب یہ کائنات ارضی پر بسنے والے اس دنیا میں بھی دیکھیں گے اور قیامت کے روز بھی کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (پ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت ۵)

اور عنقریب تیرا ربّ تجھے اتنا عطا کرے گا کہ تو راضی ہو جائے گا

اے میرے حبیب! ان ظالموں کی باتوں سے غمگین نہ ہو ذرا ملاحظہ فرما میری عطاؤں کو اور راضی ہو جا

فَتَرْضٰى نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

میں تیری رضا چاہتا ہوں

ہاں ہاں حدیث قدسی میں موجود ہے کہ

كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِيْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ

(مکتوبات شریف امام ربانی)

اے میرے لاڈلے ساری کائنات اور اس کے رہنے والے میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں

شرق والے چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا
غرب والے چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا
جنوب والے چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا
شمال والے چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا
نوری چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا
خاکی چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا
فرش والے چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا
عرش والے چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا
ولی چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا

غوث چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا

قطب چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا

ابدال چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا

اوتاد چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا

صدیق و فاروق چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا

عثمان و علی چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا

سب نبی چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا

سب رسول چاہتے ہیں میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا

خدائی چاہتی ہے میری رضا اور میں چاہتا ہوں تیری رضا

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

تَرَضٰی نے ڈالیں ہیں باہیں گلے میں

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

اوقات نماز مقرر ہیں

حضراتِ گرامی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○ (پ۵ سورۃ النساء آیت ۱۰۳)

ہر نماز اپنے اپنے وقت میں ادا ہوگی

نماز فجر اپنے وقت میں

نماز ظہر اپنے وقت میں

نماز عصر اپنے وقت میں

نماز مغرب اپنے وقت میں

نماز عشاء اپنے وقت میں

اوقات مقرر ہیں

فجر کے وقت اگر کوئی ظہر پڑھے ادا نہ ہوگی قضا ہوگی

ظہر کے وقت اگر کوئی عصر پڑھے ادا نہ ہوگی قضا ہوگی

عصر کے وقت اگر کوئی مغرب پڑھے ادا نہ ہوگی قضا ہوگی

مغرب کے وقت اگر کوئی عشاء پڑھے ادا نہ ہوگی قضا ہوگی

عشاء کے وقت اگر کوئی فجر پڑھے ادا نہ ہوگی قضا ہوگی

یا اللہ یہی فیصلہ ہے

فرمایا یہی فیصلہ ہے

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

ادھر میدان عرفات ہے۔ محبوب کی ذات ہے

عرض کی مولا۔ تیرا فیصلہ تو یہی ہے نماز اپنے اپنے وقت کے اندر ادا کی جائے

مگر۔ یہاں میری مرضی ہے کہ ظہر و عصر ایک وقت میں ادا کروں۔ کیا حکم ہے

فرمایا محبوب یہ فیصلہ ہے لوگوں کے لئے۔ تیرے لئے تو تَرَضٰی کی آیت ہے۔ اور

اَطْلُبُ رِضَاكَ کی بشارت ہے

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

عرفات میں ظہر و عصر اکٹھی

اور منیٰ میں مغرب و عشاء اکٹھی

اے نبی کی مثل بننے والو!

اے نبی کی مثل بننے والے نابکار مولویو! اور حضور کو اپنے جیسا کہنے والے عالم نما

جاہلو! کبھی تمہیں بھی اجازت ملی ہے کہ

"علامہ صاحب آج بڑے سفر سے تھکے ہوئے ہیں لہٰذا دو چار اکٹھی کر لیں"

یا پھر "علامہ صاحب کسی کو اس کی اجازت ہی دیدیں" "یا پھر طویل سفر ہے اکٹھی کر لیں"

تمہاری فتویٰ — تمہارا شاگرد تسلیم نہ کرے

تمہارا مسئلہ — تمہارا مرید تسلیم نہ کرے

تمہاری مرضی — تمہاری بیگم نہ مانے

مگر میرا آقا چاہے تو جو چاہے اللہ سے منوائے۔ کیونکہ

تَرضٰی نے ڈالیں ہیں بانہیں گلے میں

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

جدھر آپ کی مرضی ہو ادھر ہی قبلہ

محبوب نماز ادا کر رہا ہے

خیال آ گیا کہ

میرا قبلہ بیت المقدس کی بجائے مسجد حرام بن جائے

دوران نماز ہی

یہی والضحیٰ کا رخ انور آسمان کی طرف اٹھایا

فرمایا جبریل

عرض کیا — لَبَّیْكَ یَا جلیل

فرمایا — جلدی جا اور میرے یار کو کہدے

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا

(پ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴)

ہم نے آپ کا رخ انور کا پھرنا ملاحظہ فرمایا آسمانوں کی طرف پس ہم آپ کو پھیر دیں گے اس طرف جدھر آپ کی رضا ہوگی

ادھر فرمایا — تَرْضٰهَا

ادھر فرمایا — فَتَرْضٰی

مطلب ایک ہی ہے کہ

ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

فَتَرْضٰی تھیں پوری آس اساں

اعلیٰ حضرت گولڑوی پیر سیّد مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کو بھی وجد آ گیا اور آپ نے جھوم جھوم کر بارگاہ رسالت میں عرض کیا اے آقا

یُعْطِیْكَ رَبُّكَ داس تساں تے فَتَرْضٰی تھیں پوری آس اساں

لج پال کریسی پاس اساں فَشَفِّعْتُ شَفِّعًا سائیں پڑھیاں

جب تک کہ ایک ایک امتی بخشا نہ جائے گا

فرمایا: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝

اور آپ کا ربّ آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے

حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

اَشْفَعُ لِاُمَّتِيْ حَتّٰى يُنَادِيْ رَبِّيْ اَرَضِيْتَ يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ نَعَمْ يَا رَبِّ رَضِيْتُ

میں اپنی امت کے لئے شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میرا ربّ مجھے ندا فرمائے گا

یا محمد! کیا آپ راضی ہو گئے ہیں؟

تو میں عرض کروں گا ہاں میرے پروردگار میں راضی ہو گیا ہوں۔

(ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۵۸۷)

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

فرمایا میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میری تمام امت کی مغفرت نہ ہو جائے گی

فردوس میں رسول ہمارا نہ جائے گا
جب تک ایک ایک امتی بخشا نہ جائے گا
دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا
کیونکہ رسول پاک سے دیکھا نہ جائے گا

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝

یہ آیت سب سے زیادہ امید افزا ہے

حضرت امام باقرؓ نے اہل عراق سے فرمایا کہ

"اے اہل عراق تم یہ کہتے ہو کہ سب سے امید افزاء یہ آیت ہے کہ" يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا لیکن ہم اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ کتاب الٰہی میں سب سے زیادہ امید افزاء آیت یہ ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" (ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۵۸۸)

نمازیوں کی امیدیں — نمازوں سے وابستہ
زکوٰتیوں کی امیدیں — زکوٰتوں سے وابستہ
حاجیوں کی امیدیں — حجوں سے وابستہ
روزے داروں کی امیدیں — روزوں سے وابستہ
پرہیزگاروں کی امیدیوں — پرہیزگاریوں سے واستہ
قاریوں کی امیدیں — قرائتوں سے وابستہ

عالموں کی امیدیں — علمیتوں سے وابستہ
اور ہم گناہگاروں کی امیدیں — فَتَرْضٰى سے وابستہ
ہم روسیاہوں کی امیدیں — شفاعت مصطفیٰ سے وابستہ

ہم آپ کو راضی کریں گے

فرمایا حبیب

اَنَا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ (مسلم شریف جلد اول ص ۱۱۳)

ہم آپ کو آپ کی امت کے معاملہ میں راضی کریں گے اور کبھی آپ کو پریشان نہیں کرینگے

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی
فَتَرْضٰى نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

اللہ جانے یا اس کا نبی

گرامی حضرات

فرمان ذیشان ہے يُعْطِيْكَ رَبُّكَ
آپ کا ربّ آپ کو عطا کرے گا۔
کیا عطا کرے گا؟
کتنا عطا کرے گا؟
کب عطا کرے گا؟
کوئی قید نہیں۔ عطا کرنے والے کی عطا بے حد وحساب
یہ عطا کرنے والا ہی جانے
یا جسے عطا کیا جا رہا ہے وہی جانے

ہم کون ہوتے ہیں کہ یہ کہیں

یہ دیا ہے اور یہ نہیں دیا

اور جو کچھ عطا کرنیوالے نے عطا کیا وہی لینے والے نے تقسیم کیا

اللہ معطی ہے میں قاسم ہوں

فرمایا نبی کریم علیہ السلام نے

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ یُعْطِیْ (بخاری شریف جلد اول ص۱۶)

اللہ عطا فرمانے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا

جو کچھ وہ عطا فرماتا ہے وہی میں تقسیم کرتا ہوں

اللہ معطی مطلق ہے اور میں قاسم مطلق

اور قاعدہ ہے کہ اَلْمُطْلَقُ یَجْرِیْ عَلٰی اِطْلَاقِہٖ

مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے

تو پھر تخصیص کیسی؟

اللہ سب کچھ عطا فرماتا ہے اور حضور سب کچھ تقسیم فرماتے ہیں

اور اس عطاء کی غایت کیا ہے؟

فرمایا فَتَرْضٰی

اے محبوب انتہاء عطا یہ ہے کہ تو راضی ہو جائے

میری عطا تیری رضا

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

اے محبوب مانگیے عطا کیا جائے گا

مقام محمود پر جبکہ سر مبارک سجدہ میں ہوگا تو آواز قدرت آئے گی

اِرْفَعْ رَاْسَکَ یَا مُحَمَّدُ سَلْ تُعْطَہ (مسلم شریف) —

اے محبوب۔ سر مبارک کو اٹھایئے اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا

اب دونوں چیزوں کو ملایئے

آیت — یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی

حدیث کی روایت — سَلْ تُعْطَہْ

محبوب کا سوال بھی — عام

عطائے ربِّ ذوالجلال بھی — عام

نہ تخصیص ہے — سوال میں

نہ تخصیص ہے عطاء ربِّ ذوالجلال میں

اے ربیعہ مانگو

لطف کی بات یہ ہے کہ یہی الفاظ نبی کریم علیہ السلام نے اپنے پیارے صحابی سے فرمائے کہ

سَلْ یَا رَبِیْعَہ (مشکوٰۃ شریف ص۱۸۴)

اے ربیعہ مانگو

یہ نہیں فرمایا کہ — خاص چیز مانگو

بلکہ مطلق فرمایا — مانگو

میرے ربّ نے مجھے مطلق فرمایا — مانگو

اور میں اپنے صحابی سے مطلق فرما رہا ہوں — مانگو

اے ربیعہ! میں اپنے ربّ کی عطا سے تجھے عطا کروں گا اس کی عطا بھی عام اور میری عطا بھی عام

کسی کے لئے نہ نہیں ہے

بلکہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِہٖ — لَوْلَا التَّشَهُّدُ کَانَتْ لَاءُ ہٗ نَعَمْ

حضور نے لا کبھی نہیں فرمایا سوائے کلمہ شہادت کے اگر یہ کلمہ شہادت نہ ہوتا تو حضور کی نہ بھی ہاں ہوتی (ضیاء القرآن جلد پنجم ص۵۹۲)

اور حضرت جابر ہی کہتے ہیں کہ

مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ وسلم شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا (مشکوٰۃ ص۵۱۹)

سرکار نے کبھی کسی سائل کو ''نہیں'' نہیں فرمایا۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحیٰ تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اے میرے آقا سائل شرقی ہو یا غربی
جنوبی ہو یا شمالی
تحتی ہو یا فوقی
یمینی ہو یا یساری
مسلم ہو یا کافر
کالا ہو یا گورا
مرد ہو یا عورت
اپنا ہو یا بیگانہ
بچہ ہو یا بوڑھا

کائنات میں کون ہے جس نے سرکار سے منہ مانگا نہ پایا ہو

زمانے نے زمانے میں سخی ایسا کہیں دیکھا
کہ جس کی لب پہ سائل نے نہیں آتے نہیں دیکھا

یارسول اللہ میں آپ سے مانگتا ہوں

اے ربیعہ مانگو

اب حضرت ربیعہ نے یہ نہیں عرض کیا
آپ سے کیوں مانگوں؟
اللہ سے مانگوں گا
آپ کیا دے سکتے ہیں؟
بس اللہ ہی دیتا ہے
نہیں نہیں بلکہ عرض کیا

اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ (مشکوٰۃ شریف ص۸۴)

میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں

اے میرے کریم آقا اگر آپ نے فرمادیا ہے کہ مانگو تو میں اس سے کم کیوں مانگوں؟

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں
تیرے کرم سے بے نیاز کون سی شئی ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

اے میرے آقا میرا ایمان ہے آپ کی بارگاہ سے جو مانگوں گا مل جائے گا تو پھر مجھے جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمادیں

اے قتادہ! مجھ سے جنت مانگو

ادھر حضرت قتادہؓ کی آنکھ مبارک کا ڈیلہ باہر آگیا۔ میدان جہاد تھا۔ تیر لگنے سے آنکھ زخمی ہوگئی۔ ڈیلہ ہاتھ پہ لئے ہوئے حاضر بارگاہ رسالت ہوگئے اور عرض کی آقا مجھے آنکھ عطا فرمائی جائے

فرمایا۔ قتادہ اتنی بڑی بارگاہ سے یہ چھوٹی سی چیز طلب کرتے ہو۔ کچھ اور مانگ لو۔ مجھ سے جنت مانگ لو

عرض کیا حضور آنکھ میں نے مانگی آپ عطا فرمادی

جنت آپ نے عطا فرمائی   میں نے قبول کی

(المواہب اللدنیہ ص......)

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحیٰ تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

جب فقیر گنبدِ خضریٰ پر حاضر ہوا

گرامی حضرات

مجھ روسیہ پر سرکار علیہ السلام نے کرم گستری فرمائی اور میں حاضر بارگاہ مدینہ ہوا گنبد خضریٰ کی سنہری جالیوں کے سامنے حاضر تھا کہ مجھے یاد آیا۔

حضرت امام خطابت علیہ الرحمۃ اکثر بیان فرماتے کہ روضہ رسول پر حاضری کے دوران میرے پیسے ختم ہو گئے میں نے مواجہ شریف پر سرکار کی بارگاہ میں عرض کیا

''یا رسول اللہ مجھے سو ریال کی ضرورت ہے اور میں آپ کا مہمان ہوں۔ کسی سے کیوں مانگوں؟ آپ ہی عطا فرمائیں تو مجھے ایک آدمی نے وہیں آکر مطلوبہ رقم دیدی تو میں نے بھی بارگاہ رسالت مآب میں عرض کر دیا

یا رسول اللہ؟ مجھے اس واقعہ کی تصدیق چاہئے تا کہ عین الیقین ہو جائے اور وہ جب ہو گی کہ مجھے بھی عطا فرمایا جائے''

مجھے ربّ کعبہ کی قسم۔ میں نے دل ہی دل میں یہ بات عرض کی تو ایک صاحب آئے اور انہوں نے مجھے پچاس ریال دیے

میں نے کہا! مجھے اس کی ضرورت نہیں آپ کیوں دیتے ہو؟

اس نے کہا میں نہیں دیتا یہ حضور عطا فرما رہے ہیں

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

مجھے یہی حکم دیا گیا ہے

ضیاء الامت حضرت پیر کرم شاہ الازہریؒ اپنی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں کہ

''ترمذی شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ بحرین سے نوے ہزار درہم آئے حضور ﷺ نے مسجد میں ایک چٹائی بچھا کر ان کا ڈھیر لگا دیا نماز فجر ادا فرما کر ان کو بانٹنا شروع کر دیا اور ظہر تک ایک درہم بھی باقی نہ رہا جب سب درہم بانٹ دیئے گئے تو ایک سائل اتفاقاً آ گیا حضور نے فرمایا اب تو کوئی چیز باقی نہیں رہی البتہ تم کسی دوکاندار کے پاس چلے جاؤ اور تمہیں جس چیز کی ضرورت ہے اس سے لے لو اور اسے کہو کہ وہ میرے نام لکھ دے میں اس کی قیمت ادا کر دوں گا۔

حضرت عمرؓ حاضر خدمت تھے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ اتنی زحمت کیوں گوارا کرتے ہیں کہ قرض لے کر سائل کو دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا مکلف تو نہیں کیا۔

حضور کو یہ بات پسند نہ آئی اور رخ انور پر ناگواری کے آثار نمایاں ہو گئے ایک انصاری بھی اس وقت بارگاہ اقدس میں حاضر تھا اس نے عرض کیا

اَنۡفِقۡ وَلَا تَخۡشَ مِنۡ ذِی الۡعَرۡشِ اِقۡلَالاً

اے اللہ کے پیارے رسول بے دریغ خرچ فرمایا کیجئے اور عرش والے پروردگار سے قلت کا خوف مت کیجئے یہ سن کر حضور خوشی سے ہنس پڑے چہرہ مقدس پھول کی طرح شگفتہ ہو گیا ارشاد فرمایا کہ مرا بایں طریق امر فرمودہ اند یعنی میرے ربّ نے مجھے یہی حکم دیا ہے (تفسیر عزیزی)(تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۵۹۴)

معلوم ہوا

گرامی حضرات

اس حدیث مبارکہ سے پتہ چل گیا کہ

کیوں اپنی گلی میں وہ روادار صدا ہو
جو بھیک لئے راہ گدا دیکھ رہا ہو

فرمایا وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰی اور آخر میں فرمایا

وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَر (پ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت ۱۰)

اور مت جھڑکنا اے محبوب سائل کو

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ

مانگے گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے

سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

وہ سماں کیسا ذیشان ہوگا

گرامی حضرات!

عرض کر رہا تھا کہ قیامت کے میدان میں جب مقام محمود پر میرے آقا سر سجدے میں رکھیں گے تو آواز قدرت آئے گی

اِرْفَعْ رَاسَكَ يَا مُحَمَّدُ سَلْ تُعْطَهُ فَشَفِّعْ تُشَفَّعْ (مسلم شریف جلد اول ص ۱۰۹)

اے حبیب سر مبارک اٹھایئے مانگیے عطا کیا جائے گا شفاعت فرمایئے قبول کی جائے گی۔

تو محبوب سر اٹھاؤ

عرض کریں گے یا اللہ! پہلے میری زلفوں کی شان بتاؤ

آواز آئے گی

زلفاں تیریاں وچہ دربارے کنڈل پوندیاں آون

اک اک والوں لکھ لکھ امتی سدّھے ای جنت جاون

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

فترضیٰ نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

کسی کو ہوئی ہے نہ ہو گی کسی سے

کسی کو ہے جتنی محبت کسی کی

پھر جب سر انور اٹھایا جائے گا

اور شفاعت کی جائے گی

مغفرت عام ہو جائے گی

تو

وہ سماں کیسا ذیشان ہو گا جب خدا مصطفیٰ سے کہے گا

اب تو سجدے سے سر کو اٹھا لو آپ کی ساری امت بری ہے

سامعین کرام۔ فرمایا۔ چاشت کے وقت کی قسم۔ رات کی قسم جب وہ چھا گئی نہ تو آپ کے ربّ نے آپ کو اکیلا چھوڑا اور نہ ہی ناراض ہوا اور آپ کی ہر پچھلی ساعت پہلی سے بہتر آئے گی اور آپ کا ربّ آپ کو اتنا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے

یہ تھا ان آیات کا ترجمہ جو فقیر نے تلاوت کی تھیں

یار زندہ صحبت باقی

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حضرت امامِ خطابتؒ

اَحْمَدُهٗ وَ اُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ
وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
اِنْ اَوْلِیَآءُ هٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ○
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

غلامان رسالت کی غلامی مل گئی مجھ کو
غلامان رسالت کا رہے مجھ پر سدا سایہ
لیا جب نام نامی تو ملائک نے لئے بوسے
تیرے صدقے سے ہونٹوں نے میرے یہ مرتبہ پایا
خدا کو جس نے بھی پایا نبی کی معرفت پایا
خدا اس پہ ہے خود شاہد یہی قرآن میں آیا

ہمہ گیر شخصیت

صدر محفل و حضرات سامعین

یہ محفل پاک حضرت امام خطابت شیخ الشیوخ حضرت علامہ مولانا پیر ابوالمقبول محمد غلام رسول صاحب المعروف سمندری والے'' کے عرس پاک کے سلسلہ میں انعقاد پذیر ہے جس میں میں اور آپ آج اس عظیم محسن اہلسنّت کی دینی وملی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے حاضر ہیں بانی محفل جناب صوفی عبدالخالق نقشبندی مجددی یوسفی صاحب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں حضرت امام خطابتؒ کے متعلق کچھ گفتگو کروں اس لئے میں آپ کے سامنے حضرت کی ہمہ گیر شخصیت پر کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔

جمعیت العلماء

حضرات گرامی میں نے ہمہ گیر شخصیت کا لفظ کوئی مبالغہ کے لئے استعمال نہیں کیا بلکہ یہ حقیقت ہے اور اس کا اظہار حضرت کے استاذ گرامی ابوالحقائق پاکستان شیخ القرآن مفسر اعظم حضرت علامہ عبدالغفور ہزارویؒ نے کئی مرتبہ برملا فرمایا۔

آپ فرمایا کرتے ''ایہہ بانہہ دا جمعیت العلماء اے''
یعنی یہ میرے جمعیت العلماء ہیں

یہ خطاب کس نے دیا

حضرات مکرم یہ کوئی معمولی بات نہیں

حضرت شیخ القرآن کی شخصیت وہ شخصیت تھی کہ جنہیں ابوالحقائق کا خطاب دینے والے شاہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ ہیں اور جن کے بارے بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان نے کہا تھا کہ

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفور کا
چشمہ ابل رہا ہے محمد کے نور کا

اس شخصیت نے اپنے لاڈلے اور چہیتے شاگرد حضرت امام خطابت کے متعلق یہ الفاظ ارشاد فرمائے جس کی تشریح جگر گوشہ شیخ القرآن حضرت صاحبزادہ مفتی عبدالشکور

ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے ایک خطاب میں یوں فرمائی کہ

اس خطاب کی تشریح

"میرے حضرت فرماندے کہ ایہہ مانہہ دا جمعیت العلماء اے"

"یعنی مختلف شیشوں کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ کوئی کالا۔ کوئی نیلا۔ کوئی پیلا۔ کوئی انگوری کوئی گہرا نیلا کوئی ہلکا نیلا لیکن جس شیشے میں سب رنگ چمکیں وہ ہیں مولینا غلام رسول سمندری والے مطلب یہ کہ الگ الگ ہر عالم اپنی اپنی جگہ سیٹ ہیں مگر جس عالم میں ان سب علماء کی چمک دمک نظر آئے وہ حضرت علامہ غلام رسول سمندری والے ہیں بس یہ جمعیت العلماء کا ترجمہ ہے"

بات واقعۃً ایسے ہی تھی

گرامی سامعین!

بات واقعۃً ایسے ہی تھی

حضرت امام خطابت اگر کبھی اپنی موج سے حدیث بیان کرتے تو حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا درس حدیث سامنے آجاتا

اگر کسی آیت کی تفسیر فرماتے تو حضرت شیخ القرآن ہزارویؒ کی یاد تازہ ہو جاتی

جب کبھی منطقی دلائل کے انبار لگاتے تو رئیس المناطقہ علامہ عطا محمد بندیالویؒ کا عکس آئینہ معلوم ہوتے

اگر کہیں تردید مذاہب باطلہ کا بیان ہوتا تو مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھرویؒ کا انداز نمایاں ہوتا

اگر مترادفات کی روانی کی طرف آتے تو ابوالکلام پاکستان صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ صاحب آلومہاروی کے آئینہ دار لگتے

کبھی طبع مبارکہ ظرافت پر آمادہ ہوتی تو سلطان الواعظین علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب آف کوٹلی لوہاراں معلوم ہوتے

اہل باطل کو اپنی گرجدار آواز سے للکارتے تو شورش کاشمیری پناہ مانگتا نظر آتا

اور کہیں عشق رسول میں ڈوب کر ثناءِ محبوب فرماتے تو آپ پر حضرات جامی کا عشق رسول سایہ فگن رہتا

کبھی الفت محبوب میں رو دیتے تو مجمع کی بھی چیخیں بلند ہو جاتی تھیں

امام خطابت کا منفرد انداز

گرامی حضرات! اپنے آقا و مولا علیہ السلام کے گن گانے کا حضرت امام خطابت کا ایک اپنا منفرد انداز تھا کہ یونہی معلوم ہوتا

ع بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

اگر کہیں حکمرانوں کی غلط پالیسیوں پر تبصرہ فرماتے تو اس شعر کا مفہوم ظاہر ہوتا کہ

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

قید و بند کی صعوبتیں۔ زبان بندیوں اور ضلع بدریوں کی اذیتیں آپ کی حق بیانی کو کبھی روک نہ سکیں اور آپ یہ سب کچھ برداشت فرماتے ہوئے کہتے کہ

حق بات جو ہوگی وہ سردار کہیں گے
سردار کہیں گے بار بار کہیں گے

علم ظاہر کیساتھ ساتھ علم باطن سے بھی سینہ مال مال تھا

ایسا کیوں نہ ہوتا کہ تاجدار علی پور شریف کا آپ پر فیض کمال تھا

آپ کو اپنی آغوش ولایت میں تربیت دینے والا مولا علی اور سیدہ زہرا کا لال تھا

آپ عالم بھی تھے اور عامل بھی

واعظ بھی تھے اور صوفی کامل بھی

حامل عبادت بھی تھے اور صاحب کرامت بھی

بلکہ اگر مادرزاد ولی کہا جائے تو بجا ہوگا

مادرزادولی

آپ کے والد ماجد حضرت بابا جی اکبر علی چشتی نظامی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا کہ
''میری شادی ہوئی کئی بچے اللہ کریم (جل جلالہٗ) نے عطا فرمائے لیکن بچے پیدا
ہوتے اور مر جاتے میں نہایت پریشانی کے عالم میں درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین
اولیاءؒ پر حاضر ہوا تو وہاں ایک درویش سے ملاقات ہوئی

اس نے مجھ سے کہا

بہت پریشان معلوم ہوتے ہو؟

میں نے عرض کیا جی ہاں

اس نے فرمایا کیا بات ہے؟

میں نے ماجرا عرض کیا

تو اس درویش نے کہا

آپ کی پریشانی ختم ہو جائے گی شرط یہ ہے کہ اب جو بچہ ہو تو ہر سال متواتر گیارہ
سال تک حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی درگاہ پر اس کے نام کا ایک ایک بکرا بنام
خدا نذر کرنا ہوگا

میں نے عرض کیا، کروں گا

فرمایا جاؤ پھر اب بچہ ہوگا اور ہوگا بھی ہمارے محکمہ کا

بابا جی فرماتے ہیں کہ پھر اللہ نے مجھے یہ فرزند عطا فرمایا جس کے دس بکرے
ہندوستان میں اور گیارہواں پاکستان میں بنام خدا میں نے نذر کیا

یہ اللہ والے ہیں دیتے ہیں سب کچھ

گرامی حضرات!

اب جو شخص بارگاہ ولایت سے نقد بنقد نوازا جائے وہ منکر کیسے ہو سکتا ہے؟

میاں صاحب فرماتے ہیں

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی
آپو ای حل کرے جس ویلے رہوے ناں مشکل کائی

ایک اور فیض پروردہ اولیاء گویا ہوئے کہ

در فیض حق بند جب تھا نہ اب کچھ
فقیروں کی جھولی میں اب بھی ہے سب کچھ
یہ اللہ والے ہیں دیتے ہیں سب کچھ
مگر ان سے چاہئے لینے کا ڈھب کچھ

گرامی قدر سامعین!

جس شخصیت میں سے

فیض حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی چھلک رہا ہو

اور اسے نگاہ ناز سے اوج کمال پر پہنچانے والے تاجدار سادات علی پور ہوں

اس کی علمی تربیت کرنے والے محدث اعظم ومفسر اعظم ہوں

اس شخصیت کو آج کہتے ہیں امام خطابت (رحمۃ اللہ علیہم)

حضرت امام خطابت اکثر فرمایا کرتے

تیری اک نظر کی قیمت میری ساری زندگانی
تو اگر قبول کر لے تو یہ تیری مہربانی

متقی ہی ولی ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنْ اَوْلِيَآءُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ o

نہیں ہوتے اللہ کے ولی مگر متقی

حضرت امام خطابت اس آیت کی چلتی پھرتی تفسیر تھے

کبھی بھی کسی بھی مصلحت کو آڑے لا کر تقویٰ کا دامن نہ چھوڑا

سینکڑوں میل سفر کی مسافت نے آپ کی نماز کبھی قضا نہ ہونے دی

سفر سے واپسی ہوتی

ساری رات کی بیداری کے بعد منزل پر پہنچ کر بھی اذان فجر کا انتظار فرماتے اور پھر نماز فجر ادا کرتے

رات ذکر محبوب میں بسر ہوتی اور صبح نماز فجر ادا ہوتی

طبیعت کا اضمحال

سفر کی تھکاوٹ

تقریر کی تھکان کبھی آڑے نہ آتی

کبھی اذان فجر سے ایک گھنٹہ قبل منزل پر پہنچتے

کبھی دو گھنٹے قبل جلوہ فرما ہوتے

کبھی نصف شب تشریف لاتے

مجال ہے کبھی نماز قضا ہوئی ہو؟

آپ کی ساری زیست مستعار تعمیل شریعت سے عبارت ہے

شریعت کے پھول طریقت کی کلیاں

گرامی حضرات!

آپ اس گروہ سے نہ تھے کہ نہ نماز نہ روزہ اور نہ ہی شریعت کی پابندی اور دعویٰ ولایت نہیں نہیں بلکہ آپ کی شخصیت میں شریعت کے پھول بھی موجود تھے اور طریقت کی کلیاں بھی

اسی لئے آپ بیک وقت شریعت کے عالم بھی تھے اور طریقت کے ولی بھی آپ کی بہت سی کرامات جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھیں مشہور ہیں جن میں سے چند ایک بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں

دل کی بات جان لی

یہ ۱۹۷۴ء کا واقعہ ہے

فیصل آباد کے غلام محمد آباد کی سبحان اللہ مسجد میں آپ خطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے اس وقت اسی کالونی کے ایک اور خطیب مولانا فیض احمد چشتی (جامعہ مسجد حنفیہ چشتیہ چوک والے) شب برات کے موقعہ پر حاضر خدمت ہوئے اور خطاب کے لئے عرض کیا

فرمایا ہم مسجد سبحان اللہ میں مختصر خطاب کر کے آپ کے پاس پہنچ جائیں گے اور دوسرا خطاب وہاں آپ کی مسجد میں کریں گے

حسب وعدہ آپ وہاں تشریف لائے اور خطاب فرمایا اور دوران خطاب کہا کہ اب ہم یہاں سے فارغ ہو کر پیدل قبرستان حاضری دیں گے اور ذکر الٰہی کرتے ہوئے جائیں گے۔

فارغ ہو کر پیدل قبرستان کی طرف چلے تو احباب آپ کے ساتھ تقریر پر گفتگو کرنے لگے اور ذکر شروع نہ ہوا

ناچیز کے دل میں آیا کہ اعلان تو یہ ہوا تھا کہ قبرستان جاتے ہوئے ذکر کرتے جائیں گے اور اب ذکر کی بجائے باتیں ہو رہی ہیں

واللہ العظیم۔ مجھے ربّ کعبہ کی قسم ہے کہ میں نے زبان سے کچھ نہ کہا تھا آپ نے میرا بازو پکڑ کر فرمایا

"کیا سوچ رہے ہو کہ ہم ذکر نہیں کر رہے۔ بس یہ چوک گزر جائے تو ہم ذکر شروع کر دیں گے

اللہ اکبر مست بادۂ قیوم حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

بندگان خاص علام الغیوب
در جہان جاں جو اسیس القلوب

تھانوی صاحب لکھتے ہیں

گرامی قدر سامعین

مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب جمال الاولیاء میں لکھا ہے کہ

''بعض علوم غیبیہ اولیاء اللہ کو حاصل ہوتے ہیں'' (جمال الاولیاء)

اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

حدیث پاک

حدیث پاک ملاحظہ ہو الفاظ یہ ہیں کہ

اِتَّقُوْا بِفَرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ (جامع الترمذی جلد دوم ص ۱۴۰)

مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

ایک عاشق نے کیا خوب فرمایا کہ

جدوں ربّ دل دیاں اکھیاں دیوے چانن ہووے نوروں
محبوباں نوں نظریں آوے کیا نیڑے کیا دوروں

اہل طریقت کا قول

اسی لیے اہل طریقت فرماتے ہیں کہ

عالم کے پاس بیٹھو تو زبان پر کنٹرول کرو

عارف کے پاس بیٹھو تو دل پر قابو رکھو

کیونکہ عالم زبان کی بات پر گرفت کرتا ہے اور عارف دل کے ارادہ پر نگاہ رکھتا ہے

صوفی اصغر علی کلو بیان کرتے ہیں

حضرت امام خطابت علیہ الرحمۃ کے مرید صادق صوفی اصغر علی کلو (لاہوری) کہتے ہیں

میں نے جدید تعلیم حاصل کی اور ملازمت کے لئے کئی مرتبہ اپلائی کیا مگر کام نہ بنتا تھا

ہمارے ہاں خطاب فرمانے کے لئے حضور امام خطابت تشریف لائے تو میری والدہ نے مجھ سے کہا

حضرت کو صبح کے ناشتہ کے لئے عرض کرو

میں نے عرض کیا تو آپ نے قبول فرمالیا

تکثیر طعام

صبح میری والدہ نے آدھا کلو حلوہ پکایا آپ تشریف لائے تو پندرہ بیس افراد زیارت کے لئے آگئے

اب آدھا کلو حلوہ اور پندرہ بیس آدمی

والدہ پریشان ہوگئیں تو آپ نے اس حلوے پر ختم شریف پڑھ کر فرمایا

اس سے نکال کر سب کو دو اور بسم اللہ پڑھ کر تقسیم کرو

میری والدہ نے حسب الحکم بسم اللہ پڑھ کر تقسیم کیا سب لوگوں نے کھایا۔ آخر میں ہم نے بھی کھایا آپ نے بھی تناول فرمایا مگر حلوہ اسی طرح پورے کا پورا موجود تھا۔ کچھ کم نہ ہوا

نوکری مل گئی

میری والدہ نے مجھ سے کہا بیٹا تیرے پیر مرشد تو مولوی نہیں بلکہ فقیر اور درویش ہیں میں ان سے تیری نوکری کے لئے کہتی ہوں۔ چنانچہ عرض کیا

حضور۔ یہ آپ کا مرید ایک عرصے سے نوکری تلاش کر رہا ہے ملتی کیوں نہیں

فرمایا۔ اماں جی آپ نے تو اب کہا ہے پہلے کہا کیوں نہیں؟

میں کئی مرتبہ آیا آپ نے ذکر نہیں کیا۔ اب آپ نے کہا ہے تو سنو آج سے تیسواں دن نہیں چڑھے گا کہ انشاء اللہ نوکری مل جائے گی

چنانچہ پورے انتیس دن گزرنے کے بعد نوکری ملنے کی اطلاع بذریعہ ڈاک آگئی

جے تنگی ترشی ربّ ونجاون چاہے آپ کدائیں
رو ولیاں دے مدد اوہ بھیجے کوئی تعجب ناہیں

معجزہ و کرامت

متعدد احادیث مبارکہ میں تکثیر طعام بدست نبی خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روایات موجود ہیں

حضرت جابر کے گھر بکری کا ایک چھوٹا سا بچھڑا ذبح کیا گیا جو سینکڑوں مجاہدین غزوہ خندق نے پیٹ بھر کر کھایا مگر کھانا جوں کا توں موجود رہا (مدارج النبوت جلد ا ص ۳۵۹)

حضرت انس ابن مالکؓ کی روایت کے مطابق روٹیوں کے کچھ ٹکڑوں پر گھی نچوڑ کر حضرت ام سلیم کے نبی کریم کی خدمت میں پیش کیا تو یہ مختصر سا کھانا اسی آدمیوں کو کفایت کر گیا (بخاری)

ارشاد نبوی

نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ (ابن ماجہ شریف ص ۲۰)

بے شک علماء وارثین انبیاء ہیں

نبی کے دست کرم سے تکثیر طعام واقع ہو تو نبی کا — معجزہ
ولی کے دست کرم سے تکثیر طعام واقع ہو تو ولی کی — کرامت
معجزات انبیاء عظام بھی — برحق
کرامات اولیاء کرام بھی — برحق
معجزات کا انکار کرنے والا بھی دائرہ اسلام سے خارج
کرامات کا انکار کرنے والا بھی دائرہ اسلام سے خارج

کیونکہ معجزات کا وجود بھی قرآن سے ثابت ہے اور
کرامات کا وجود بھی قرآن سے ثابت ہے
اور منکر قرآن دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

مرزا مقبول احمد رضا آبادی کہتے ہیں

حضرت امام خطابتؒ ہی کے مرید صادق جناب مرزا مقبول احمد صاحب جو آج کل رضا آباد گلی نمبر ۱۰ بازار نمبر ۲ میں مقیم ہیں بیان فرماتے ہیں کہ ان کے فرزند ارجمند نے چیاں روڈ پر دوکان کھولی تو آپ سے عرض کیا کہ دوکان پر قدم رنجہ فرمائیں تاکہ برکت ہو جائے

مرزا یٰسین (فرزند مرزا مقبول احمد صاحب) ایک کلو بدانہ اور ایک کلو چائے بنوا کر لے آئے کہ حضرت صاحب اور دوکان کے متعلقین بیٹھ کر کھا پی لیں گے

اب جبکہ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ دوکان پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ کی زیارت کے لئے ارد گرد سے بیسیوں آدمی آ گئے

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں دوکان سے نکلا کہ کچھ اور چائے وغیرہ کا انتظام کروں مگر حضور نے آواز دے کر بلایا اور فرمایا پریشان نہ ہوں

دو کپ تھے حضرت صاحب اپنے دست کرم سے باری باری ایک ایک کپ میں ڈالتے اور پلاتے جاتے پھر بسم اللہ پڑھتے اسی طرح باری باری ایک ایک کپ میں ڈالتے اور احباب کو پلاتے گئے حتیٰ کہ ہم سب نے اور آپ نے بھی چائے پی مگر جب ڈھکن اٹھا کر دیکھا تو کیتلی میں چائے بدستور موجود تھی

پھر ارشاد فرمایا کہ یہ بدانے والا ڈبہ لو مگر اس کا ڈھکن مت اٹھانا اس کے اندر ہاتھ ڈال کر نکال نکال کر بسم اللہ پڑھتے رہو اور تقسیم کرتے رہو

ہم حیران ہیں ایک کلو ڈبہ سے سارا لاری اڈا اور سینکڑوں افراد کو ہم نے تبرک دے کر بھگتایا مگر جب ڈبہ سے ڈھکن اٹھایا تو وہ اسی طرح بھرا ہوا تھا

سمجھ تو یہ آتی ہے کہ

ہتھ مرشد دا ہتھ تیرا اے

یہ میرے مرشد کا ہاتھ — میرے نبی کا ہاتھ ہے

اور میرے نبی کا ہاتھ — اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے

مرشد تقسیم فرماتے ہیں نبی کریم سے لے کر اور نبی کریم علیہ السلام تقسیم فرماتے ہیں اللہ سے لے کر

اللہ کے خزنے لامحدود ہیں۔اس کی عطا سے نبی کے خزانے لامحدود ہیں۔ پھر نبی کی عطا سے مرشد کے خزانے لامحدود ہیں۔ اسی لئے عاشق بارگاہ رسالت میں عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ!

ہتھ مرشد دے ہتھ تیرے نیں رب آکھے اوہ ہتھ میرے نیں

تاہیوں میں مرشد کامل دی چوکھٹ نوں جا کے چم لیناں

اس رستہ کی پیروی کرو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ (پ۲۱ سورہ لقمان آیت ۱۵)

اور پیروی کرو اس راستہ کی جو مجھ تک پہنچائے

اور یہ رستہ اولیاء کاملین ہی کا راستہ ہے جو ان کے ہاتھوں سے ہوتا ہوا نبی اکرم علیہ السلام تک جا پہنچتا ہے اور نبی کریم کے ہاتھوں مبارکوں میں کئی وسیلوں سے یہ گنہگار ہاتھ پہنچتے ہیں اور میرے آقا کے ہاتھ مبارک کو اللہ کریم نے اپنا ہاتھ مبارک فرمایا ہے

ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (پ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۱۰)

خدا کی سب عطائیں — مصطفیٰ کے ہاتھ میں

مصطفیٰ ﷺ کی سب عطائیں اولیاء کے ہاتھ میں

بوھے ولیاں دے اینویں نہیں اسی جاندے رب دے ملن دا ولی سبب ہندا

جہڑا کم نہ کدے بھی ہو سکے بوھے ولی دے کم اوہ جھب ہندا

سو ہتھ رسہ سرے تے گنڈھ صائم جدھر ولی ہووے اودھر رب ہندا

ان کی دعا رد نہیں کی جاتی

گرامی حضرات! میرے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ان پھٹے پرانے کپڑوں والوں کو حقارت سے نہ دیکھ

ان کا میلا کچیلا وجود نہ دیکھا کر

ان کی بکھری ہوئی زلفوں کی طرف دیکھ کر ان سے حقارت نہ رکھ

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا دیں تو اللہ اپنا قانون توڑ دیتا ہے ان کے ہاتھ خالی نہیں موڑتا۔فرمایا

لَا يَرُدُّ الْقَضَاءُ اِلَّا الدُّعَآءُ (مشکوۃ شریف ص۱۹۵ سطر۱)

تقدیر کو ہائیڈروجن بم نہیں بدل سکتا

تقدیر کو مال و دولت نہیں بدل سکتے

تقدیر کو سیم و زر نہیں بدل سکتے

تقدیر کو سونا چاندی نہیں بدل سکتے

تقدیر کو کثرتِ اولاد نہیں بدل سکتی ہے

تقدیر کو بدل سکتی ہے تو ان فقیروں کی دعا بدل سکتی ہے

چہروں پہ ان کے ہے حسنِ ازل کی تنویر

یہ ہاتھ اٹھا دیں تو بدل جاتی ہے تقدیر

اللہ ان کی قسم کو پورا کرتا ہے

فرمایا یہی وہ لوگ ہیں کہ

لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۴۶)

اگر یہ لوگ اللہ پر کوئی قسم ڈال دیں تو اللہ ان کی قسم پوری فرمادیتا ہے

بندے ربّ دے دعا کر کے تقدیر بدل دیندے
ایہہ لوح وقلم والی تحریر بدل دیندے
پھڑ ٹہنی کھجور دی نوں تلوار بنا دیندے
نالے نور ولایت تھیں ایہہ ضمیر بدل دیندے

انکی مجلس میں بیٹھنے والے

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

ان فقیروں کی مجلس میں بیٹھنے والو سن لو

لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۷)

ان کی مجلس میں بیٹھنے والا کبھی بد بخت نہیں رہتا

ان کی مجلس میں بیٹھنے والا
کتنا روشن ضمیر ہوتا ہے

دماغ کا ریشہ ختم ہوگیا

حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید محمد بوٹا فوجی جو کہ منڈی ڈھاباں کے رہنے والے ہیں آج کل فوج میں ہیں اور کراچی رہائش پذیر ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ریشہ کا اتنا زبردست مرض لاحق ہوا کہ سارا دماغ ریشہ سے بھر گیا بہت علاج کروایا مگر بے سود

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

آخر میں اپنے مرشد حق حضرت امامِ خطابت کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور زبانی کچھ عرض نہ کیا ابھی آپ فرما رہے تھے کہ میں بھی لیٹ گیا اور محو استراحت ہوگیا

خواب میں دیکھا کہ میرے مرشد گرامی نے میرے سر کا یہ ریشہ اسطرح نکالا جس

طرح کوئی سرجن آپریشن کر دیتا ہے چنانچہ جب میں بیدار ہوا تو مرض ختم ہو چکا تھا اور آج تک دوبارہ نہ ہوا

جو مرض ڈاکٹروں سے ختم نہ ہوا
جو مرض حکیموں سے ختم نہ ہوا
جو مرض طبیبوں سے ختم نہ ہوا

وہ میرے مرشد گرامی نے ایک آن کی آن میں خواب میں ختم فرمادیا

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ارشاد نبویؐ

گرامی حضرات سرکار کا ارشاد پاک ہے کہ

عُلَمَاءُ اُمَّتِي كَاَنْبِيَاءِ بَنِي اِسْرَائِيْلَ

میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ

اور میں ٹھیک کردوں گا (مادرزاد) اندھے کو اور کوڑھ والے کو اور زندہ کردوں گا مردہ کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے

اندھا میرے پاس لے آؤ ہاتھ آنکھوں پر پھیروں گا بینائی آجائے گی
کوڑھ والا میرے پاس لے آؤ ہاتھ پھیروں گا کوڑھ ختم ہوجائے گا
مردہ میرے پاس لے آؤ اللہ کے اذن سے زندہ فرمادوں گا

کراماتِ اولیاء برحق ہیں

یہ ہے ان کا معجزہ اور حضرت امام خطابت علیہ الرحمۃ کا ہاتھ پھیر کر خواب میں

مرض دور کرنا ہے کرامت اور یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ ''کَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ'' اولیاء کی کرامات برحق ہیں

زلزلہ رک گیا

زینت القراء حضرت قبلہ قاری غلام رسول صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی دعوت پر حضرت امامِ خطابت لاہور کے ایک مقام پر اجتماع کثیر سے شانِ رسالت کے اہم موضوع پر خطاب فرما رہے تھے اسٹیج بہت عظیم اور عظیم علماء سے بھرا ہوا تھا دورانِ خطاب اچانک زلزلہ آیا اور اسٹیج ہچکولے کھانے لگا بھگدڑ مچنے کو تھی کہ آپ نے یہ شعر پڑھنا شروع کردیا

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُبِہٖ
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمٖ

قصیدہ بردہ شریف کا یہ شعر پڑھنا تھا کہ زلزلہ ختم اور اسٹیج حسبِ سابق جم گیا اور طویل بیان جاری رہا فرمایا دیکھ لو

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

فرمایا۔ میں نے مصیبت میں اپنے آقا کو پکارا آقا نے فوراً دستگیری فرمائی

میں قرباں اس ادائے دستگیری پر میرے آقا
مدد کو آ گئے جب بھی پکارا یا رسول اللہؐ

اس واقعہ سے آپ کی کرامت کے ساتھ ساتھ آپکا دربارِ رسالت میں مقبول و منظور ہونا روزِ روشن کی طرح عیاں ہے

دربارِ رسالت میں مقبولیت

حاجی عبدالغفور صاحب لیاقت ٹاؤن والوں کا بیان ہے کہ

''میں جب رضا آباد میں رہائش پذیر تھا تو حضرت اس دور میں سنی رضوی جامع

مسجد رضا آباد میں خطبہء جمعہ ارشاد فرمایا کرتے

آپ کا انداز بڑا جوشیلا ہوتا تھا میری والدہ آپکی مستقل مقتدیہ تھیں میں حضرت کے جوشیلے پن کو پسند نہ کرتا تھا اور ان کی نقلیں اتارا کرتا والدہ مجھے سختی سے منع کیا کرتی تھیں

ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ میں حرمِ پاک میں ہوں میرے مقدر کا ستارہ چمکا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی

ہندا اے کرم خوش بختاں تے سلطان مدینے والے دا
کوئی قسمت والا بن دا اے مہمان مدینے والے دا

میں نے دیکھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جلو میں آقا علیہ السلام جلوہ افروز ہیں اور ان کے قدموں میں حضرت امامِ خطابت موجود ہیں آپ اپنے مبارک ہاتھوں سے تھپکی دیتے ہوئے حضرت کو فرما رہے ہیں

''غلام رسول بلند آواز سے ہماری صفت وثنا کیا کرو جب تم جوش سے تقریر کرتے ہو تو مجھے اچھے لگتے ہو''

میں نے حضرت کو یہ خواب سنا کر ان سے معافی مانگی اور اپنے فعل پر نادم ہوتا رہا یہ تھی دربارِ رسالت میں مقبولیت اندازِ خطابت حضرت امامِ خطابت کی جبکہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا

مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ

(بخاری جلد اول ص۲۱)

جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل میں نہیں آ سکتا

نورانی شعاع

شاہ کوٹ سے جڑانوالہ کے راستے پر ایک چک کڑیال ہے وہاں پر آپ ایک

مخصوص انداز میں اپنے عشق رسول میں ڈوبے ہوئے خطاب فرما رہے تھے اور یہ مصرعہ وردِ زبان تھا کہ

حبیا ربّ دیا اک وار آویں
میرے احوال اکھیں ویکھ جاویں

گاؤں کا سادہ سا ماحول تھا دیہاتی لوگ بڑے انہماک سے خطاب سن رہے تھے آپ گریہ فرما رہے تھے کہ آواز گلوگیر ہوگئی سامعین دھاڑیں مار مار کر رونے لگے لوگوں نے دیکھا کہ جب آپ یہ الفاظ ادا کر رہے تھے

اے میرے آقا
سیدنا صدیق اکبر کی صداقت کا واسطہ
حضرت فاروق اعظم کی عدالت کا واسطہ
حضرت عثمان کی سخاوت کا واسطہ
حضرت مولا علی کی شجاعت کا واسطہ
سیدہ زہرا کی چادر تطہیر کا واسطہ
امام حسین کی شہادت کا واسطہ
حضرت اکبر کی جوانی کا واسطہ
حضرت اصغر کی معصومیت کا واسطہ
حضرت عباس علمبردار کے بازوؤں کا واسطہ
حضرت عابد کی بیماری کا واسطہ
حضرت صغری کی زاری کا واسطہ
سیدہ سکینہ کی پیاس کا واسطہ
حبیا ربّ دیا اک وار آویں
میرے احوال اکھیں ویکھ جاویں

تو ایک نور کی شعاع آئی اور تیزی سے گذر گئی اور ہر طرف سے بے مثال خوشبوؤں کے جلے آنے لگے

ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں
جیسی میرے نبی کے پسینے میں ہے

یہ تھا حضرت امامِ خطابت کا عشق رسول جسکی تمنا وہ ہر ایک کے لئے فرماتے اور کہا کرتے

عشق والو عشق میں ایسا اثر پیدا کرو
حسن خود مجبور ہو تم کو منانے کے لیے

اس عشق رسول کی وجہ تھی تقویٰ

اِنْ اَوْلِيَآءُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ○ (پ۹ سورۃ الانفال آیت ۳۴)

گرامی حضرات!

حضرت امامِ خطابت نے زندگی بھر کبھی کسی سے سودے بازی نہ کی اور اپنے عشق رسول کو حطام دنیاوی سے داغدار نہ ہونے دیا

کبھی بھی کسی تقریر و وعظ کے عوض نذرانہ مقرر نہ فرمایا نہ ہی کوئی اور تقاضہ کیا

کبھی تبلیغ کا عوضانہ مقرر نہ کیا

آپ کے شاگرد رشید حضرت علامہ مولانا غضنفر علی ظفر[1] نے آپ کے ختم چہلم میں تقریر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ

''میں اور استاد محترم ٹھیکری والا کے ایک علاقہ میں تقریر کرنے گئے جب واپس ہوئے تو ان لوگوں نے کوئی نذرانہ وغیرہ نہ دیا میں نے عرض کیا حضرت یہ کیسے لوگ ہیں نہ تو کھانے کا اچھا انتظام کیا اور نہ ہی انہوں نے کوئی نذرانہ دیا آپ نے جلال میں آ کر فرمایا:

[1] علامہ صاحب کا حال ہی میں انتقال ہوگیا ہے۔ ''رحمۃ اللہ علیہ''

"غضنفر! میں ان لوگوں سے مانگنے تو نہیں آیا تھا میں تو ان کو اپنے آقا کی توصیف وتعریف سنانے آیا تھا اس کا بدلہ یہ مجھے کیا دیں گیا۔ مجھے تو جو ملتا ہے مدینہ والی سرکار سے ہی ملتا ہے"

نہ مال اولاد دا صدقہ نہ کاروبار دا صدقہ
اسیں تے کھانے آں یارو خدا دے یار دا صدقہ

میں تو حیران ہو گیا کہ عالم اسلام میں عصر حاضر کا امامِ خطابت اور تقریر بغیر نذرانہ کے"

شاگردوں کو نصیحت

آپ اپنے شاگردوں کو اکثر فرماتے:

نذرانہ کا تقاضہ نہ کرنا ہم نے وہاں کوئی جنس نہیں بیچی جس کی قیمت لیں یہ کیا کم ہے کہ ان لوگوں نے سرکار کے لیے وقت نکالا اسٹیج لگایا لاؤڈ اسپیکر کا اہتمام کیا دریاں بچھائیں تبرک کا انتظام کیا اور ہمیں سرکار علیہ السلام کی ثنا خوانی کے لیے موقعہ فراہم کیا وہ کسی اور کو بھی یہ موقعہ فراہم کر سکتے تھے؟ ہمیں تو ان کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ انہوں نے ہمیں تعریف حبیب کے لئے چن لیا۔

یہ کوئی معمولی سی بات ہے سرکار کی ثنا خوانی تو خالقِ کائنات خود کرتا ہے۔ علامہ جامی فرماتے ہیں کہ

نہ تنہا ہست جامی نعت خوانش
خدائے ما ثنا خوانِ محمد

اور میں اس پر فخر کرتا ہوں کہ

منم ادنیٰ ثنا خوان محمد
غلامے از غلامانِ محمد

مکان نہ دیکھو میرا مقام دیکھنا

حضرات محترم!

بس ساری حیاتِ مستعار میں یہی عقیدہ رکھا اور توشہ آخرت کو حطام دنیاوی پر ترجیح دی ابھی وصال میں آٹھ دن بقایا تھے کیفیت استغراق غالب تھی کہ مدن پورہ سے مستری محمد یٰسین صاحب آئے دیکھا تو وہ رو پڑے

فرمایا کیوں روتے ہو؟

عرض کیا حضور! یہ مکان آپ جیسے بادشاہوں کی رہائش کے قابل نہیں ہے

فرمایا مستری یٰسین میرا مکان نہ دیکھ بس اب میرا مقام دیکھنا

دنیائے اسلام نے وہ مقام دیکھا

ایک ہفتہ بعد ساری دنیائے اسلام نے پھر وہ مقام دیکھا چمکتا ہوا چہرہ مسکراتا ہوا رخ انور لاکھوں کا اجتماع اپنوں بے گانوں نے دیکھا کہ ایک عاشق رسول کا مقام کیا ہوتا ہے

رومی کہتے ہیں

نشانِ مرد مؤمن باتو گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

ایسے ہی نفوس قدسیہ کے لیے بشارت ہوتی ہے

ارشادِ باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

(پ ۳۰ سورۃ الفجر آیت ۳۰-۲۹-۲۸-۲۷)

اے نفسِ مطمئنہ!

تیرے ذمہ ہم نے جو ڈیوٹی لگائی تھی کہ جتنی ہم نے تجھے مہلت دی ہے اس میں تو ہمارے حبیب کے ترانے گانے میں صرف کر دے

تو عظمت وشان مصطفےٰ کے پھریرے لہرا دے

تو عشقِ رسالت کا پیغام گھر گھر میں پہنچا دے

اب تو نے وہ ڈیوٹی سرانجام دے دی ہے

''اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً''

اب لوٹ آ اپنے رب کی طرف

تو خوش ہو جا کہ تو نے میری مرضی خرید لی میں تجھ سے خوش ہوں کہ تو نے میرے محبوب کی غلامی میں اس مہلت کو سرف کر دیا تو تجھ سے راضی میں تجھ راضی

کاش اس جگہ میں ہوتا

اسی لیے تو چہرہ پر تبسم تھا جب کپڑا اٹھا تو مناظر اسلام مولانا سعید احمد اسعد نے دیکھتے ہی چونک کر کہا

چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

اور مولانا شیر پنجاب محمد فاضل صاحب نے روتے ہوئے فرمایا

''کاش اے میرے یار تیری جگہ آج میں لیٹا ہوا ہوتا''

حضرت امامِ خطابت علیہ الرحمۃ نے دنیا نہیں کمائی صرف محبوب کو راضی کیا تو محبوب نے فرمایا

''فَادْخُلِی فِی عِبَادِی وَادْخُلِی جَنَّتِی''

اب میرے بندوں میں شامل ہو کر جنت میں داخل ہوتے ہوئے آ اور مجھ ہی سے واصل ہو جا

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور جیسا ذخیرۂ آخرت حضرت امامِ خطابت کو عطا فرمایا اس سے کچھ حصہ ہمیں بھی عطا فرمائے۔ آمین

آنکھیں کھول دیں

ہمارے پیر بھائی محمد اکرم نقشبندی افغان آباد والے کہتے ہیں

''میں جب چہرہ کی زیارت کے لیے آگے بڑھا تو میرے ساتھ برادر طریقت محمد الیاس نقشبندی بھی تھے مجھے قریب پاتے ہی حضرت نے آنکھیں کھول دیں اور مسکرا دیئے میں نے یہ نظارہ الیاس صاحب کو بھی دکھایا اور عرض کیا۔ حضرت بس یقین آ گیا اب شریعت کا راز فاش نہ کیجئے تو چشمانِ مغیرہ بند ہو گئیں''

دو سال بعد جسم تر و تازہ

حضرت امامِ خطابت رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین کے دو سال دو مہینے انیس دن کے بعد قدموں کی طرف صوفی محمد شریف صاحب مدن پوری نے اپنے والد صاحب کے لیے قبر کھودی اچانک آپکے قدموں والی داٹ نیچے گر گئی تو صوفی صاحب اور سینکڑوں احباب نے دیکھا

''حضرت اسی طرح آرام فرما ہے جیسے کہ لٹائے گئے تھے اور کفن بھی اسی طرح اجلا ہے جیسے آج ہی دیا گیا ہو اور لا جواب قسم کی خوشبوئیں آ رہی ہیں''

علامہ اقبال فرماتے ہیں

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے

قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

یہ مرتے نہیں سو رہے ہیں

گرامی حضرات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اَوْلِيَآءَ اللهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ هُمْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارِ الْفَنَاءِ اِلٰی دَارِ الْبَقَاءِ

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱ حاشیہ)

اولیاء اللہ نہیں مرا کرتے بلکہ وہ دار فنا سے دار بقا کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور ان کو تو مژدہ سنایا جاتا ہے کہ

''نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ'' (مشکوٰۃ شریف ص ۲۵ باب اثبات عذاب القبر فصل اوّل)

ایسے سو جاؤ جیسے نو بیاہی دلہن سوتی ہے

حضرت امام خطابت اس دار فنا کو چھوڑ کر دار بقا میں لوٹ چکے ہیں اور اس طرح آرام فرما ہیں جیسے نو بیاہی دلہن آرام فرماتی ہے

اب انہیں اٹھانے اور جگانے کے لئے وہی آئے گا جس محبوب کی چالیس سال صفت وثنا کرتے رہے بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

عِبَادُ الرَّحْمٰنُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَ سَيِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ اَجْمَعِيْنَ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَتْبَاعِهٖ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْن اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا٥ وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا٥
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ٥

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

تیرے در تے ساقیا ایہہ مست اوندے رہن گے
چم کے چوکھٹ نوں تیری رب نوں مناوندے رہن گے
ایہہ ولی اللہ دے پیارے مصطفٰے دے لاڈلے
در تے آون والیاں نوں خیر پوندے رہن گے

نسل انسانی رشد و ہدایت

صاحب صدر حضور قبلہ عالم زیب سجادہ آستانہ عالیہ لا ثانیہ حسینیہ علی پور شریف

حضرت قبلہ پیر سیّد عابد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے نورِ نظر اور میرے حضور قبلہ عالم سرکار نقشِ لاثانی علیہ الرحمۃ کے نبیرۂ اکبر حضرت صاحبزادہ پیر سیّد محمد ظفر اقبال عابد شاہ صاحب دامت برکاتہم القدسیہ و مہمانانِ گرامی ذی وقار علماء کرام و معزز بزرگو! برادرانِ طریقت نوجوان ساتھیو! یہ سالانہ عرس مقدس حضور سرکار لاثانی و نقشِ لاثانی قدس سرہما کی عظیم الشان آخری نشست ہے جس میں لاکھوں سامعین کے علاوہ سینکڑوں علماء کرام اسٹیج پر اور اجتماع میں موجود ہیں مجھے آج جو خصوصی موضوع دیا گیا ہے اس کے مطابق ہی آج مجھے وقت بھی دیا گیا ہے میں اپنے مرشدِ کامل کی نگاہ فیض سے انشاء اللہ اس موضوع پر کچھ نہ کچھ آسان اور عام فہم انداز میں عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ کریم جل جلالہٗ اپنے حبیب پاک علیہ السلام کے طفیل مجھے بیان کرنے اور پھر ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

گرامی قدر حضرات سامعین۔ نسلِ انسانی کی رشد و ہدایت کے لئے خداوند قدوس جل وعلا شانہٗ نے انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور یہ اس کے مبعوث فرمودہ برگزیدہ نبی اور رسول اپنے اپنے دورِ نبوت و عصرِ رسالت میں احکاماتِ خداوندی عامۃ الناس تک پہنچاتے رہے بالآخر سلسلہ نبوت و رسالت ختم ہوا تو ہمارے آقا و مولا امام الانبیا سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ

اعلان ختم نبوت

"اَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي" (الحدیث)

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۴۰)

نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں

سے بلکہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النّبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

دین مکمل ہوگیا نعمت تمام ہوگئی

ختم نبوت کے ساتھ ہی دین کامل و اکمل اور نعمت تمام ہوگئی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۝ (پ۶ سورۃ المائدہ آیت ۳)

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل فرمادیا اور تم پر اپنا انعام بھی تمام کردیا اور تمہارے لیے میں نے دین اسلام کو پسند فرمالیا

نسلِ انسانی تا قیامِ قیامت جاری و ساری رہے گی۔ نبوت و رسالت کے اختتام اور اتمامِ دین و شریعت کے بعد ہنوز لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلانے۔ غیر مسلموں کو کلمہ طیبہ پڑھانے۔ بے ایمانوں کو دولتِ ایمان عطاء فرمانے کے لئے تا صبحِ قیامِ قیامت تبلیغ کا جاری رکھنا لازمی و ضروری امر تھا چنانچہ اس امر کی بجا آوری کے لئے اللہ تعالیٰ نے اولیاء کاملین علیہم الرحمت کو منتخب فرمایا اور یہ ذمہ داری ان عبادالرحمان اولیاء کرام کو سونپی گئی اور انہیں وارثانِ نبوت قرار دیا گیا

علماء کرام و اولیاء عظام

ارشاد نبوی ہے کہ:

"اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ" (ابن ماجہ شریف ص ۲۰)

بے شک علماء (عاملین) ہی انبیاء کے وارث ہیں

کسی عاشق نے کیا خوب فرمایا کہ

داتا ہجویری لاثانی ہند الولی خواجہ مہر علی میرے غوثِ جلی
کیسے کیسے نگینے کئے ہیں عطا یہ خدا نے ہمیں روشنی کے لئے

علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں

گرامی حضرت! سوال یہ ہے کہ علماء عاملین، اولیائے کاملین اور ان عباد الرحمان ہی کو کیوں اس اہم فریضہ کی انجام دہی کے لئے چنا گیا تو اس کے جواب میں باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے ارشاد فرمایا کہ ان کو اس لئے چنا گیا ہے کہ

''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ'' (پ۲۲ سورۃ الفاطر آیت ۲۸)

سوائے اس کے نہیں کہ اللہ سے وہی ڈرتے ہیں اس کے بندوں میں سے جو جاننے والے ہیں خشیت الٰہی اور خوف خدا نے ان کو دوسروں سے ممتاز کر دیا۔ جب علم اور خشیت الٰہی ایک جگہ جمع ہو جائیں تو دوسرے اور یہ لوگ برابر نہیں ہوا کرتے جن میں علم اور خوف خدا ہو۔

کیا جاہل و عالم برابر ہیں؟

ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ط اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (پ۲۳ سورۃ الزمر آیت ۹)

فرما دیجئے (اے حبیب) کیا برابر ہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے لوگ سوائے اس کے نہیں کہ یہی لوگ سمجھتے ہیں جو صاحبان عقل ہیں۔

صوفیاء جہلاء

حضرات محترم۔ ہماری بیان کردہ اس تمہید سے وہ جاہل صوفیا جو بغیر علم کے معرفت خداوندی کا دعویٰ کرتے ہیں عباد الرحمٰن کی صفت سے خود بخود نکل گئے۔

حضرت سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں

باجھ علم جو کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہو

فقر اور درویشی۔ معرفت وحقیقت بغیر علم کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ کیسے ہو سکتا

ہے کہ مجھے زید کا علم نہ ہو اور میں اس کی پہچان کا دعویٰ کروں؟

علم کا معنی ہے دانستن یعنی جاننا۔ پہلے جاننا پھر پہچاننا۔ جان نہیں تو پہچان کیسے؟

اسی لئے حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا

چوں شمع از پئے علم باید گداخت

کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

آج ان لوگوں کا ذکر خیر ہوگا

اس لئے آج اس عظیم الشان عرس مبارک کی محفل میں ان عباد الرحمان کا ذکر خیر ہوگا جو

قرآن کے عالم ہوں

خدا کے عارف ہوں

مصطفیٰ کے عاشق ہوں

پانچوں وقت کے نمازی ہوں

اپنے مال کے زکوٰتی ہوں

کعبۃ اللہ کے حاجی ہوں

میدان جہاد کے غازی ہوں

ماہ صیام کے روزہ دار ہوں

آخر شب کے شب بیدار ہوں

ماسوی اللہ سے بیزار ہوں

اور ہر وقت محو لقاء یار ہوں

جو دم غافل سو دم کافر کی عملی تصویر ہوں

یہ باعث بدنامی لوگ

عصر حاضر میں نفس پرست جاہل صوفیوں ان پڑھ فقیروں بے شرع درویشوں

نے اکثر مقامات پر ڈیرے جما رکھے ہیں جس کی وجہ سے مسلک حق اہلسنّت و جماعت کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور عباد الرحمان کی شناخت ختم ہو چکی ہے بلکہ بقول مولانا روم

کار شیطاں می کند نامش ولی
گر ولی ایں است لعنت بر ولی

اور سچے ہیریاں دی ایتھے قدر ناہیں جھوٹے نگاں دا لوگ بپار کردے

دین پھیلانے والے کون تھے؟

حضراتِ محترم!

خطہ برصغیر پاک و ہند میں آج جو دین کی چمک دمک موجود ہے اور اسلام کی جو ترویج و اشاعت ہو رہی ہے یہ اولیاء کرام ہی کے طفیل ہے۔ ہم اپنی طرف ہی دیکھیں کہ ہمارے پاس اشاعت توحید و رسالت اور تبلیغ دین متین کے لئے کوئی نبی یا رسول جلوہ افروز نہیں ہوئے۔ کوئی صحابی تشریف نہیں لائے بلکہ ہمارے آباؤ اجداد کو کلمہ طیبہ پڑھانے والے

داتا ہجویری تھے
خواجہ اجمیری تھے
مہر علی تھے
غوث جلی تھے
اعلیٰ حضرت تھے
سرکار لاثانی تھے
شیر ربانی تھے
پیر کیلانی تھے
اولیائے کاملین تھے

ایسے ہی تو نہیں حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے فرمادیا کہ

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

ہم عباد الرحمان سے عقیدت کیوں رکھتے ہیں؟

ان عباد الرحمٰن کی اسی خدا شناسی اور حق رسیدی کی وجہ سے اہلسنّت و جماعت ان سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور یہ ان کا فطرتی حق ہے اور یہ عشق و محبت اولیاء عظام و عباد الرحمٰن کسی فانی بندہ کا پیدا کردہ نہیں ہے بلکہ خود ذات باری تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے خداوند قدوس اپنے ان بندوں کے متعلق خود ارشاد فرماتا ہے کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا

(پ۱۶ سورہ مریم آیت ۹۶)

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اِن کیلئے محبت (پیدا) فرمائے گا (اللہ تعالیٰ)

اور حدیث پاک میں یہ ارشاد موجود ہے کہ

اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرِیْلَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَیُحِبُّهٗ جِبْرِیْلُ فَیُنَادِیْ جِبْرَئِیْلُ فِیْ اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ

(بخاری شریف جلد ثانی ص ۸۹۲)

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اللہ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل اس سے محبت کرتے ہیں اور جبریل اہل آسمان کو ندا فرماتے ہیں کہ (اے آسمان والو) اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت فرماتا ہے پس تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین میں بھی رکھ دی جاتی ہے

گرامی سامعین حضرات یہ تمام روئے زمین والے

داتا صاحب علیہ الرحمۃ سے — کیوں محبت کرتے ہیں؟
باوا صاحب علیہ الرحمۃ سے — کیوں پیار کرتے ہیں؟
سرکار لاثانی علیہ الرحمۃ سے — کیوں عقیدت رکھتے ہیں؟
اولیاء کاملین سے — کیوں ارادت کرتے ہیں؟

اسی لئے کہ ان کے دلوں میں خلاق عالم نے اپنے ان بندوں کی محبت ڈال دی ہے۔ ہمارا یہ حق ہے کہ ہم ان کی عقیدت رکھتے ہوئے اپنے قلوب و اذھان کو ان کے نور ولایت سے منور رکھیں اسی جذبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم جا بجا ان عباد الرحمان کی محبت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

تمنا درد دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں سے

عِبَادُ الرَّحْمٰنُ فِي اٰيَاتِ الْقُرْاٰن

اللہ کریم جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○ (پ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۶۳)

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو دبے پاؤں زمین پر چلتے ہیں اور جب انہیں جاہل لوگ مخاطب کریں تو وہ کہیں سلامتی ہو کسی عاشق نے ایک شعر میں ترجمہ یوں پیش کیا کہ

بندے ربّ دے زمین دے اُتے ھولی قدم ٹکاؤن
تیرے میرے وانگ فقیرا آکڑ نہ دکھلاون
راتی زاری کر کر روندے نیند اکھاں تھیں دھوندے
فجرے اوگن ھار سدا ندے سبھ تھیں نیوے ھوندے

یہ تکبر نہیں کرتے

گرامی سامعین۔ اس آیت کریمہ میں عباد الرحمٰن کی یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ وہ تکبر نہیں کرتے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ تکبر صرف اور صرف ذات خداوندی کے ہی لائق ہے وہی ذات ذات کبریا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری ہے کہ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○
(پ۲۸ سورۃ الحشر آیت ۲۳)

وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ بادشاہ پاک سلام مومن پناہ میں لینے والا عزت والا بڑائی والا ہے پاک ہے وہ اللہ اس سے جو اس کا (کسی کو) شریک بناتے ہیں

اب اگر یہ صفت کسی بندہ میں آ جائے تو وہ مشترک ہو جائے گی خالق اور مخلوق کے درمیان اور خالق کی صفت کو مخلوق کی ذاتی صفت جاننا شرک ہے اس لئے عباد الرحمٰن میں تکبر نہیں ہوتا اور وہ خدا کے شریک نہیں بنتے

تکبر فعل شیطان ہے

شیطان نے تکبر کیا اور کہا

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ○
(پ۸ سورہ الاعراف آیت ۱۲)

میں اس (آدم علیہ السلام) سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے پیدا کیا

خداوند قدوس کو یہ تکبر پسند نہ آیا تو ارشاد فرمایا:

اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ (پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۳۴)

اس (ابلیس) نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں سے ہو گیا

شرک معاف نہ ہو گا

گرامی قدر حضرات!

شیطان اگر صرف نافرمانی کرتا اور تکبر نہ کرتا تو ممکن ہے اس پر معافی کا دروازہ کھل جاتا کیونکہ ذات باری تعالیٰ غفور الرحیم ہے اس کا فیصلہ ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ

(پ۵ سورہ النساء آیت ۴۸)

بے شک اللہ تعالیٰ اسے معاف نہیں فرمائے گا جو (کسی کو) اس کا شریک ٹھہرائے اور اس کے علاوہ جسے چاہے معاف فرما دے گا

لہٰذا اگر وہ صرف نافرمانی کرتا تو اسے معافی مل سکتی تھی مگر اس نے تکبر کیا اور خدا کا شریک بنا تو قیامت تک راندۂ درگاہ اور ملعون ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَ اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

(پ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۳۵۔۳۴)

پس تو نکل جا یہاں سے کیونکہ تو مردود ہے اور قیامت تک تجھ پر لعنت ہو

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

اکڑ کر چلنا بھی تکبر ہے

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اکڑ کر چلنا بھی تکبر ہے اور اس کی تائید میں یہ آیت کریمہ نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ (پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۷)

اور نہ چل زمین پر اتراتے ہوئے (اکڑ اکڑ کر) نہ تو تو زمین کو پھاڑ ڈالے گا۔

اور نہ ہی لمبا ہو کر پہاڑوں پر پہنچے گا۔ (احیاء العلوم مترجم جلد سوم ص ۵۱۴)

اس لئے عباد الرحمان دبے پاؤں آہستہ آہستہ چلتے ہیں کہ مبادا کہیں ہم سے تکبر کا ارتکاب نہ ہو جائے اور ہم شرک نہ کر بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ ان کی اس رفتار پر پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے اس کا قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے کہ

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا

(پ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۶۳)

اور رحمان کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر بہت آہستہ آہستہ چلتے ہیں

یہ کتنے پیارے بندے ہیں

گرامی حضرات یہ کتنے پیارے بندے ہیں اللہ کے کہ

یہ چلتے تو ہیں	فرش پر
ان کا تذکرہ ہوتا ہے	عرش پر

ان کی رفتار کتنی پسندیدہ ہے کہ

اللہ	خالق و مالک ہو کر
اللہ	احکم الحاکمین ہو کر
اللہ	رب العالمین ہو کر
ان کی رفتار کا	تذکرہ فرماتا ہے
ان کے چلنے پھرنے کا	تذکرہ فرماتا ہے

ذرا توجہ فرمایئے اس آیت کریمہ سے کتنی محبت ٹپکتی ہے۔ ذرا انداز بیان پر غور کیجئے اللہ تعالیٰ اپنے ان محبوب بندوں کی رفتار بیان فرما رہا ہے

رفتار کا تعلق ہے قدموں سے۔ گویا کہ جب اس کے یہ محبوب بندے زمین پر چلتے ہیں تو وہ ان کے قدموں کی طرف نظر محبت فرماتا ہے اب میں اپنے وجدان کی بات کرتا ہوں اور ان منکرین عظمت اولیاء کرام اور شاتمان شان عباد الرحمان سے پوچھتا

ہوں کہ بتاؤ جب

خدا   خدا ہو کر اپنے ان محبوب بندوں کے قدم ملاحظہ فرماتا ہے

تو تم اس کے بندے ہو کر   اس کے محبوبوں کے قدم کیوں نہیں چومتے؟

ہم اسی لئے ان پیروں کو چومتے ہیں

ہم تو اسی لئے ان محبوبان بارگاہ خداوندی کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو بوسے دیتے ہیں کہ ان ہاتھوں اور پیروں پر اللہ تعالیٰ کی نگاہ لطف پڑ گئی ہے

وہ ملاحظہ فرما کر   ان پیروں کی شان بیان کرتا ہے

ہم یہ شان سن کر   ان پیروں کو بوسہ دیتے ہیں

اللہ نے انسان کو اپنے ید قدرت سے تخلیق کیا

گرامی قدر سامعین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ہر چیز کو کُن کہہ کر پیدا فرمایا:

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ

(پ۲۳ سورہ یٰسین آیت......)

سوائے اس کے نہیں کہ اس کا امر جب وہ ارادہ فرما ہو کسی شئی کا تو اس سے فرماتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے

مگر حضرت انسان کو اس نے اپنے قدرت والے بے کیف ہاتھوں سے پیدا فرمایا

فرمایا:

خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر نعیمی پارہ اول ص ۱۶۹ مطبوعہ گجرات)

میں نے پیدا کیا (انسان کو) اپنے ہاتھوں سے

انسان کا سر تخلیق فرمایا   اپنے ہاتھوں سے

انسان کا دھڑ تخلیق فرمایا   اپنے ہاتھوں سے

انسان کے ہاتھ تخلیق فرمائے   اپنے ہاتھوں سے

انسان کے پیر تخلیق فرمائے   اپنے ہاتھوں سے

تو جب یہ ہاتھ پاؤں بنائے ہوں گے تو اس کا ہاتھ ان ہاتھ پیروں کو لگا ہوگا اور ضرور لگا ہوگا تو جب مبارک قدم کو اس کا ہاتھ لگے اس کو کیوں نہ چوما جائے۔ اور جب

عام انسان کے ہاتھ پاؤں کی   یہ شان ہے

تو عباد الرحمٰن کے ہاتھ پاؤں کی   کیا شان ہوگی

تاہیوں میں مرشد کامل دے پیراں نوں جا کے چم لیناں

بلکہ

ہتھ چماں تے کیاں نوں پیڑ پیندی میرا دل کردا اے چماں جتیاں نوں

مجنوں پاک سی پاک سی عشق اوہدا چمدا رہیا اوہ لیلیٰ دیاں کتیاں نوں

شب معراج جبریل نے قدم چومے

گرامی حضرات! یہی وجہ تھی کہ عبد خاص کے قدم ملک خاص نے چومے خداوند قدوس نے شب معراج ملک خاص حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ اپنے کافوری اور نوری ہونٹ میرے عبد خاص کے نوری تلووں پر رکھ دو

يَا جِبْرِيلُ قَبِّلْ قَدَمَيْهِ   (درۃ التاج ص ۸۱-۸۰ و نزہۃ المجالس)

اے جبرئیل آپ کے قدموں کو بوسہ دو

تو پھر

عرض کیتی جبریل تلیاں نوں چم کے چلو آقا رب دا پیام آ گیا اے

سواری لئی در تے براق آیا تے واگاں پھڑن نوں غلام آ گیا اے

وفد عبدالقیس نے قدم چومے

حضرت زراع سے مروی ہے اور یہ وفد عبدالقیس میں تھے فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو اپنی سواریوں سے اترنے میں جلدی کرنے لگے

فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرِجْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۲)

پھر ہم چومنے لگے نبی کریم علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں اور قدموں کو

نومسلموں نے ہاتھ اور قدم چومے

حضرت صفوان بن عسال فرماتے ہیں کہ ایک یہودی اپنے ساتھی سے بولا مجھے ان نبی کے پاس لے چل

ساتھی بولا کہ انہیں نبی نہ کہو اگر وہ سن لیں گے تو ان کی آنکھیں چار ہو جائیں گی

پھر وہ دونوں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کھلی نشانیوں کے بارے میں پوچھا حضور علیہ السلام نے فرمایا

کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ

چوری نہ کرو

زنا نہ کرو

ناحق کسی محترم جان کو قتل نہ کرو

کسی بے قصور کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ کہ وہ اسے قتل کر دے

جادو نہ کرو

سود نہ کھاؤ

کسی پاکدامنہ پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ

جہاد کے دن فرار کے لئے پیٹھ نہ پھیرو

اور اے یہودیو! تم پر خصوصاً یہ لازم ہے کہ ہفتہ کے بارے میں حد سے مت بڑھو

حضرت صفوان فرماتے ہیں

فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ وَقَالَا نَشْهَدُ اِنَّكَ نَبِيٌّ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷)

پس دونوں نومسلموں نے حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا اور بولے ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نبی ہیں

تم کون ہوتے ہو بدعت کہنے والے؟

بتاؤ منکرو

اگر ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا بدعت ہوتا یا شرک ہوتا تو سرکار علیہ السلام

حضرت جبریل کو — منع فرماتے

وفد عبدالقیس کو — منع فرماتے

ان نومسلموں کو — منع فرماتے

جب خود شارع علیہ السلام نے منع نہ فرمایا تو تم کون ہوتے ہو منع کرنے والے؟

اور جب یہ منع نہ فرمانے کے باعث سنت فعلی ثابت ہوئی تو تم کون ہوتے ہو بدعت کہنے والے؟

خرد کو جنوں کہدیا جنوں کو خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

حضرت شیخ محقق کا ارشاد

حضرات محترم

شیخ المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

"بوسہ دادن دست عالم متورع راجایز است وبعضے گفتہ اند مستحب است"

(اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۲۱)

پرہیزگار عالم کا ہاتھ چومنا جائز ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ یہ مستحب ہے

فقیروں نے جو حوالہ وفد عبدالقیس کا مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۲ سے پیش کیا ہے اس کے تحت حضور محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں کہ

"ازیں جا تجویز پائے بوسی معلوم شد"

اس جگہ سے (حدیث پاک سے) پاؤں چومنے کا جواز معلوم ہوا

نبی کریم علیہ السلام نے بوسہ دیا

ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت زید بن حارثہؓ مدینہ منورہ آئے اور حضور علیہ السلام سے ملاقات کی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اس وقت میرے گھر میں تشریف فرما تھے انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا رسول اللہ ﷺ صرف تہہ بند باندھے برہنہ جسم چادر کو کھینچتے ہوئے باہر تشریف لے گئے خدا کی قسم ہے کہ میں نے اس سے پہلے اور بعد کبھی آپ کو برہنہ نہیں دیکھا

فَاعْتَنَقَهٗ وَ قَبَّلَهٗ (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۹۸-۹۷)

آپ نے جوشِ محبت سے زید کو سینے اور گلے سے لگایا (معانقہ فرمایا) اور بوسہ دیا

حضرت شعبی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ سے ملے تو

فَالْتَزَمَهٗ وَ قَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ (ابو داؤد شریف جلد ثانی ص ۳۶۲)

آپ نے ان کو گلے سے لگایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا

تمام عرب بوسہ دیتے ہیں

بوسہ کو شرک و بدعت کہنے والو

عرب میں آج بھی یہ سنت جاری ہے جب بھی وہاں دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو سنت پر عمل کرتے ہوئے معانقہ بھی کرتے ہیں اور بوسہ بھی دیتے ہیں

تم تو انہیں اپنا رہبر و رہنما کہتے ہو اور تمہارا فتویٰ انہیں بدعتی قرار دیتا ہے

اور تمہارے نزدیک تمام عرب وہابی ہیں پھر تم ان کو بدعتی کہتے ہوئے ذرا شرم محسوس نہیں کرتے

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا تو نہ بن اپنا تو بن

عباد الرحمٰن کی دوسری علامت

حضرات سامعین اللہ کریم اپنے بندوں کی ایک اور علامت اسی آیت کریمہ میں

بیان فرماتا ہے کہ

وَ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ (پ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۶۳)

اور جب یہ (عباد الرحمان) جہلا سے مخاطب ہوں تو یہ (ان سے جھگڑا نہیں کرتے بلکہ) کہتے ہیں سلام ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ والے

اگر کسی سے محبت کرتے ہیں تو صرف اللہ کیلئے
اگر کسی سے عداوت رکھتے ہیں تو صرف اللہ کیلئے

اس لئے کسی سے ذاتی طور پر الجھا نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی جاہل ان سے الجھے تو سلام کہتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ

حدیث مبارکہ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا

اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی

کیا تم لوگ جانتے ہو کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟

کسی نے عرض کیا نماز
کسی نے کہا روزہ
کسی نے کہا جہاد

تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا

اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی الْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل ''اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ'' ہے یعنی اللہ کے لئے کسی سے محبت کرنا اور اللہ ہی کے لئے کسی سے بغض رکھنا۔ (انوار الحدیث ص ۳۶۲)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ابوذر سے فرمایا

اَیُّ عُـرَی الْاِیْـمَـانِ اَوْثَقُ قَالَ اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَلْمَوَالَاةُ فِی اللّٰهِ وَالْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ

ایمان کی کون سی گرہ زیادہ مضبوط ہے۔ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں

حضور علیہ السلام نے فرمایا

''اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں دوستی رکھنا اللہ ہی کے لئے کسی کو دوست بنانا اور اسی کے لئے کسی کو دشمن بنانا'' (انوار الحدیث ص۲۶۳)

حضرات سامعین!

جب عباد الرحمٰن کی دوستی اور دشمنی صرف اور صرف اللہ کے لئے ہے تو پھر وہ کسی سے ذاتی مخالفت کیوں کریں گے اور کسی مخاطب سے ذاتی باتوں پر جھگڑا کیوں کریں گے

میری حیات وممات اللہ کے لئے

ان کی شان بقول رحمٰن قرآن میں یوں بیان کی گئی کہ

قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ٥

(پ۸ سورۃ الانعام آیت ۱۶۲)

اے محبوب فرما دیجئے کہ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری حیات اور میری ممات (صرف اور صرف) اللہ ربّ العالمین ہی کے لئے ہے

میری فرمانبرداری اللہ کیلئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں واضح موجود ہے کہ

اِذْقَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ٥

(پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۱۳۱)

یاد کیجئے (اے حبیب) جب اس (ابراہیم علیہ السلام) کو کہا اس کے ربّ نے فرمانبردار ہو تو کہا اس نے کہ میں فرمانبردار بنا ربّ العالمین کے لئے

میرے سجود وقیام اللہ کے لئے

اوران عباد الرحمٰن کی تیسری علامت بھی یہی بیان فرمائی کہ

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا٥ (پ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۶۴)

اور وہ لوگ جو راتیں گزارتے ہیں اپنے ربّ کے لئے سجدوں اور قیام میں

رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے

درد منداں نوں یاد سجن دی ستیاں آن جگاون

خلوص وللّٰہیت

گرامی حضرات!

ان تینوں آیات میں خلوص اور للّٰہیت کا ہی تذکرہ ہے

پہلی آیت میں فرمایا:

میری نماز قربانی حیات ممات صرف اور صرف اللہ کے لئے

دوسری آیت میں ارشاد ہوا:

میری فرماں برداری صرف اور صرف ربّ العالمین کے لئے

تیسری آیت میں فرمایا:

ان کا راتوں کو سجدہ وقیام صرف اور صرف اللہ کے لئے

یہ ہیں عباد الرحمان

یہ ہیں عباد الرحمان

کسی کی حیات وممات فرمانبرداری راتوں کا قیام اور شب بیداریاں سینما کیلئے

کسی کی حیات وممات فرماں برداری راتوں کا قیام اور شب بیداریاں تھیٹر کیلئے

کسی کی حیات وممات فرماں برداری راتوں کا قیام اور شب بیداریاں

مجازی یاروں کیلئے

مگر ان عباد الرحمٰن کی

حیات	اللہ کے لئے
ممات	اللہ کے لئے
فرماں برداری	اللہ کے لئے
راتوں کا قیام	اللہ کے لئے
شب بیداریاں	اللہ کے لئے

جو اللہ کے لئے اللہ اس کے لئے ہے

تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ (کرامات صحابہ ص۵۹)

جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے

واضح ہوا کہ جب ان کا سب کچھ اللہ کے لئے تو پھر

اللہ کی زمین	ان کے لئے
اللہ کا آسمان	ان کے لئے
اللہ کا سورج	ان کے لئے
اللہ کا چاند	ان کے لئے
اللہ کے ستارے	ان کے لئے
اللہ کی ساری مملکت	ان کے لئے

فرمایا:

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۱۱۲)

ہاں جس نے اپنا منہ اللہ کے لئے تابع کیا اور وہ نیکی کرنے والا ہے پس اس کے لئے اجر ہے اس کے رب کے پاس اور نہ ان پر ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

یہ ہیں عباد الرحمان جن کے لئے اجر ہے

یہ ہیں عباد الرحمان جن پر کوئی خوف نہیں

یہ ہیں عباد الرحمان جو کبھی غمگین نہ ہوں گے

جب معاملہ غیرت دینی کا ہو

گرامی قدر سامعین!

گزارش کر رہا تھا کہ جب یہ عباد الرحمان جہلاء سے مخاطب ہوں تو جھگڑتے نہیں۔ الجھتے نہیں مگر یاد رکھئے

جب معاملہ غیرت دینی کا ہو

جب معاملہ حمیت مذہبی کا ہو

تو پھر ایسی کیفیت نہیں ہوتی

بلکہ پھر غیرت کی للکار اور حمیت دینی کی پکار سر بازار سنائی دیتی ہے ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ

(پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۸۱)

تحقیق اللہ نے (خود) سنی ان کی بات جنہوں نے کہا اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار

آیت کریمہ کی شان نزول

اس آیت کریمہ کی شان نزول ملاحظہ ہو

جب آیت کریمہ

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا الخ

ہے کوئی جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے

نازل ہوئی تو یہودیوں نے اس کا استہزاء کیا اور مذاق اڑایا اور کہا کہ دیکھو
مسلمانوں کا خدا فقیر ہے قرض حسنہ طلب کرتا ہے

اور ہم تو مالدار ہیں

یارِ غارِ مصطفیٰ رونق دربارِ مصطفیٰ خلیفہ بلافصل حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی قوت سماعت سے جب یہ الفاظ ٹکرائے تو غیرت دینی جوش میں آئی

وہاں قَالُوْا سَلٰمًا کا مظاہرہ نہیں فرمایا

بلکہ اسی قائل کو سربازار زور دار تھپڑ رسید کیا

وہ دربار نبوی میں شکایت لے کر حاضر ہوا

سرکار علیہ السلام نے صدیقؓ کو طلب فرمایا اور ماجرا پوچھا

عرض کیا آقا

یہ بے دین میرے رب کو فقیر کہتا ہے

اپنے آپ کو مالدار کہتا ہے

ادھر یہ غیرت کے الفاظ گونج رہے تھے ادھر جبریل امین حاضر ہوئے

عرض کیا

یا رسول اللہ۔ صدیق صحیح کہتے ہیں میں اللہ کی طرف سے ان کا گواہ ہوں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ

اللہ نے خود سنا

قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ

(پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۸۱)

ان بے ایمانوں نے یہ کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار

صدیق سچے ہیں اور یہ بے ایمان جھوٹے (تفسیر ضیاء القرآن)

صدیق نے میری محبت میں اسے مار کر بتا دیا ہے

کہ اگر ذاتی مخاصمت ہو تو قَالُوْا سَلٰمًا

اور اگر دینی بات ہو تو مظاہرہ غیرت

ادا کر رسم شبیری

آج لوگ دینی معاملات میں مصلحت پسندی سے کام لیتے ہیں اور ذاتی لڑائی ہو تو بیسیوں قتل کر دیتے ہیں

مگر یہ عباد الرحمان ہیں کہ جب دینی مسئلہ ہو تو

کوئی مصلحت نہ دیکھی جائے گی

کوئی مفاہمت نہ آڑے آئے گی

اگر دینی مسئلہ میں مصلحت پسندی جائز ہوتی تو

جگر گوشہ رسول

فرزند حضرت بتول

نور دیدہ مرتضیٰ

مظلوم دشت کربلاؓ

کبھی مدینہ چھوڑ کر کربلا میں تشریف نہ لاتا

اسی لئے ہم کہتے ہیں

اے لباس صوفیا پہن کر خانقاہوں میں چھپنے والو۔ آج وہ وقت ہے کہ
نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

تمہاری گدیاں مدینہ طیبہ کی گدی سے اعلیٰ نہیں

تمہاری ولایت نواسۂ رسول سے بڑھ کر نہیں

اور تمہارے ناموس سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے لال کے ناموس سے افضل نہیں

آؤ اور میدان عمل میں نکلو

آج دین آوازیں دے رہا ہے

آج اسلام تمہارے دروازوں پر دستک دے رہا ہے

ہے کوئی جو صدیق اکبر کی طرح غیرت دینی کا مظاہرہ کرے

ہے کوئی جو نواسۂ رسول کی طرح حمیت مذہبی پر کٹ جائے

جب بھی کبھی ضمیر کے سودے کی بات ہو

ڈٹ جاؤ پھر حسین کے انکار کی طرح

اے سجادہ نشینو!

اوہ سجادہ نشینو!

آج مدینہ والے تاجدار کی ختم نبوت تمہیں پکار رہی ہے

آج مسیلمہ کذاب کی ذریت میدان میں نکل کر تم سے مبارزت طلب کر رہی ہے

آج مرزائی نواز حکمران شناختی کارڈ اور پاسپورٹ سے مذہبی خانہ ختم کر رہے ہیں

ہے کوئی صدیق اکبرؓ کا روحانی فرزند جو مسیلمہ کذاب کی ذریت سے نمٹے

ہے کوئی مجدد الف ثانی کا وارث جو دین اکبری کا خاتمہ کرے

ہے کوئی عظمت ختم نبوت پر فدا ہونے والا تو میدان میں نکلے

دین صرف نماز روزہ حج زکوٰۃ ہی کا نام نہیں ہے

دین صرف اجلے کپڑے پہن کر سجادوں کی زینت بننے کو ہی نہیں کہتے

دین صرف مریدوں سے نذرانے بٹورنا ہی نہیں

دین تو عظمت مصطفیٰ پر قربان ہونے کا نام ہے

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر باو نر سیدی تمام بولہبی است

اور

ساہنوں یار غار نے ایہہ دسیا اے دوستو

سب کجھ یار توں نثار ہونا چاہئی دا

کجھ تے حیاتی دا معیار ہونا چاہئی دا

اللہ دے حبیب نال پیار ہونا چاہئی دا

اپنے ربّ کے لئے

گرامی برادران طریقت

بات بہت آگے نکل گئی

گزارش یہ کر رہا تھا کہ

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ۝ (پ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۶۴)

عباد الرحمان کی ایک علامت یہ کہ

وہ زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں

دوسری علامت یہ کہ

وہ جہلا سے مخاطب ہوں تو بجائے الجھنے کے کہتے ہیں سلام ہو

اور تیسری علامت یہ کہ

وہ راتیں گزارتے ہیں

کس کے لئے؟

فرمایا: لِرَبِّهِمْ

اپنے ربّ کے لئے

کائنات محو استراحت ہوتی ہے

سردیوں کی یخ بستہ راتیں ہوتی ہیں

وہ ٹھنڈے پانی سے وضو کرتے ہیں کیوں؟ وہ اپنی نیند چھوڑ کر بے آرام ہوتے

ہیں کیوں؟

لِرَبِّهِمْ اپنے ربّ کے لئے

ان کی ایک ایک رات ایک ایک سجدہ میں تمام ہو جاتی ہے کیوں؟

فرمایا لِرَبِّهِمْ

ساری رات سجدہ میں

گرامی حضرات

یہ ہیں بنت رسول

یہ ہیں جنتی عورتوں کی سردار

یہ ہیں زوجہ حیدر کرار

یہ ہیں والدہ حسنین کریمین

جن کے دروازے پہ خدمت کے لئے حوران بہشتی بے قرار ہیں

لیکن وہ اپنے ربّ کی عبادت کے لئے بے قرار ہیں

سردی کی طویل رات ہے

سیدہ نے سجدہ میں سر رکھا

رات ختم ہوگئی مگر نبی کی شہزادی کا سجدہ ختم نہ ہوا

آواز قدرت آئی

تمام شب سجدہ میں سر رکھ کر آہ و زاری کرنے والی میرے محبوب علیہ السلام کی پاک لخت جگر مانگیں کیا مانگتی ہیں؟

عرض کیا اور تو کچھ نہیں

بس ایک ایسی رات مانگتی ہوں جو اتنی طویل ہو کہ میرا سجدہ تو مکمل ہو جائے

آں ادب پروردۂ صبر و رضا
آسیہ گردان و لب کلمہ سرا

فرمایا لِرَبِّهِمْ یہ راتیں گزار دیتے ہیں اپنے ربّ کے لئے

حضرت ابن زبیر کی راتوں کی قسم

حافظ الحدیث حضرت امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے اپنی راتوں کو اس طرح تقسیم فرما رکھا تھا

ایک رات تمام رات صبح تک نمازیں ادا فرماتے

دوسری رات تمام رات رکوع کی حالت میں گزار دیتے

تیسری رات تمام رات سجدہ میں بسر فرما دیتے

راتوں کی یہ تقسیم آپ کا معمول تھا (تاریخ الخلفاء ص۳۰۹ اردو)

گرامی حضرات، حضرت ابن زبیر کی اس تقسیم کو بار بار ملاحظہ فرمائیے اور پھر جو عباد الرحمان کی کیفیت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے اس پر غور کیجئے تو یقیناً آپ بول اٹھیں گے کہ یہ آیت آپ ہی کے لئے اتری تھی

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا (پ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۶۴)

اور وہ لوگ جو راتیں بسر کر دیتے ہیں اپنے ربّ کے لئے سجدہ و قیام میں

امام اعظم کی عبادت

تھوڑا سا اور آگے بڑھیں

”امام زفر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کو دیکھا کہ انہوں نے نماز میں صرف ایک آیت پر رات گزار دی اور وہ آیت یہ ہے

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّo

(حیات امام اعظم ابوحنیفہ ص۳۷۹)

حضرت محارب بن دثار کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ سے اچھا شب بیدار نہیں دیکھا

امام ابو عاصم نبیل کہتے ہیں کہ امام صاحب کو قیام صلوٰۃ اور کثرت عبادت کی وجہ

سے منع کہا جا سکتا ہے سفیان بن عینیہ کہتے ہیں کہ ایام حج میں مکہ معظمہ میں امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا

یحییٰ بن ایوب زاہد کہتے ہیں کہ امام صاحب رات کو نہیں سوتے تھے

اسد بن عمر کہتے ہیں کہ امام اعظم نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی ہے آپ اکثر ایک ہی رکعت میں قرآن پاک ختم کرتے تھے ابن مبارک نے بھی اس روایت کی تائید کی ہے

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ امام صاحب نے پورا قرآن شریف وتر میں ختم کیا ہے

حسن بن عمارہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ پر رحم فرمائے کہ انہوں نے تیس سال تک نہ افطار کیا اور نہ چالیس سال تک رات کو بستر سے کمر لگائی

امام اعظم رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن پاک ختم فرمایا کرتے ایک ایک دن میں اور ایک ایک رات میں ابوزائدہ کہتے ہیں

ایک مرتبہ میں نے امام اعظم کے ساتھ ان کی مسجد میں عشاء کی نماز پڑھی جب سب لوگ چلے گئے تو میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا امام صاحب نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہو گئے جب آپ اس آیت پر پہنچے

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقَانَا عَذَابَ السَّمُوْمِ

تو اس کی تکرار فرماتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی

(سیرت امام اعظم ابوحنیفہ ص ۳۷۹)

یزید بن کمیت کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے اور امام صاحب نے عشاء کی نماز پڑھی جس کی امامت علی حسن موذن نے کی اس نے سورہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ کی تلاوت کی نماز کے بعد سب لوگ تو چلے گئے لیکن امام صاحب اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ٹھنڈی سانسیں لیتے رہے میں آپ کی توجہ ہٹ جانے کے خیال سے اٹھ کر چلا گیا اور

روشنی کا قندیل (لالٹین) وہیں چھوڑ آیا لیکن چونکہ اس میں تیل کم تھا اس لئے اس کی روشنی دھیمی کر دی تھی جب میں صبح ہوتے ہی پہنچا تو آپ اپنی ریش مبارک پکڑے ہوئے رو رہے تھے اور فرما رہے تھے

"اے وہ ذات جو لوگوں کو ذرّہ ذرّہ نیکیوں کا بدلہ دے گی نعمان اپنے بندے کو آگ سے محفوظ رکھ اور اپنی رحمت میں چھپا لے"

(امام اعظم ابوحنیفہ ص ۳۸۰)

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ

ایک دن میں امام صاحب کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک آدمی نے آپ کو دیکھ کر فرمایا

یہ ابوحنیفہ ہیں رات بھر بیدار رہتے ہیں

اس کے بعد امام صاحب پوری رات نماز اور دعا میں گزار دیتے تھے

مسعر بن کدام کہتے ہیں کہ

ایک رات میں نے ایک قاری کو قرآن پڑھتے سنا بہت اچھا معلوم ہوا اور میں بیٹھ کر سننے لگا میرا خیال تھا کہ یہ قاری ایک منزل پڑھ کر ختم کر دے گا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ ایک ہی رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیا میں نے قریب جا کر دیکھا تو وہ ابوحنیفہ تھے (امام اعظم ابوحنیفہ ص ۳۸۰)

حضرات سامعین!

یہ ساری ساری رات ایک ہی رکعت میں ختم قرآن کیوں؟

یہ تمام تمام شب گریہ وزاری اور دعائیں کیوں؟

اسی لئے کہ لِرَبِّهِمْ میرا ربّ راضی ہو جائے۔ اپنے ربّ کے لئے

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًاo

ہم بھی حنفی ہیں

کبھی سوچا اور غور کیا

ہم حنفی کہلاتے ہیں
ہم اسی امام اعظم ابو حنیفہ کے مقلد ہیں
کیا ہم نے بھی کبھی راتوں کو قیام کیا؟
کیا ہم نے بھی کبھی قرآن کی تلاوت میں شب خیزی کی؟
کیا ہم بھی کبھی خوف خدا سے لرزیدہ خاطر ہوئے؟
کیا ہم نے بھی عذاب کی آیت سے گھبرا کر روتے ہوئے رات بسر کی؟
کیا ہم پر بھی کبھی خوف محشر طاری ہوا؟
کیا ہمیں بھی کبھی قبر وحشر کی یاد نے تڑپایا؟
نہیں اور یقیناً نہیں
تو پھر ایسا کیوں ہے؟
اس لئے کہ ہم نے اپنے آپ کو عباد الرحمٰن میں شامل نہیں کیا
اس لئے کہ ہمارے قلوب میں خلوص کی چنگاری ابھی روشن نہ ہو سکی
اس لئے کہ ہم ابھی عشق الٰہی میں مستغرق نہ ہو سکے
میاں محمد صاحب فرماتے ہیں کہ

جنہاں دلاں وچ عشق سمانا رون کم اوناہاں
ملدے بھی روندے وچھڑے وی روندے روندے ٹر دیا راہاں
جنہاں دلاں وچ عشق نہ رچیا کتے اوہناں تھیں چنگے
در مالک تے بیٹھے رہندے صابر بھکھے ننگے

گرامی قدر حضرات! دعا ہے کہ اللہ کریم جل جلالہٗ اپنے لطف و کرم سے اور اپنے حبیب پاک علیہ السلام کی رحمت کاملہ سے ہمیں بھی اپنے بندوں میں شریک فرماتے ہوئے یہ ذوق وشوق نصیب فرمائے آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

کتاب لاریب

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ○
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ○
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

سالانہ جلسہ مدرسہ انوار سدرہ

صدر محفل حضرت قبلہ پیر طریقت سیّد مدثر علی شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ بانیان محفل جناب صوفی محمد شریف نقشبندی و عزیزم حافظ محمد رفیق قادری و متعلقین جامعہ انوار سدرہ شریف معزز حاضرین و سامعین یہ سالانہ جلسہ دستار فضیلت ہے دار العلوم انوار سدرہ شریف کا اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس میں فضائل قرآن و حافظ قرآن بیان کروں تو اسی سلسلہ میں قرآن کریم کی سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات میں نے تلاوت کی ہیں۔

تلاوت کردہ آیات کا ترجمہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (پ ا سورۃ البقرہ آیت ۳-۲)

وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں جو ہدایت ہے متقیوں اور پرہیزگاروں کے لئے

یہ وہی کتاب ہے جو پڑھ کے آئے ہو

گرامی حضرات!

عربی زبان میں قریب کے لئے اسم اشارہ ھٰذا استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہے یہ اور بعید یعنی دور کے لئے ذٰلِکَ جس کا معنی ہے وہ۔ تو کتاب تو حضور علیہ السلام کے قریب تھی لہٰذا فرمانا چاہئے تھا یہ کتاب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ

وہ کتاب

یا اللہ کون سی؟

فرمایا جو پڑھ کے آئے ہو

یا اللہ کب؟

فرمایا: اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ (پ ۲۷ سورۃ الرحمٰن آیت ۲-۱)

رحمٰن نے سکھایا قرآن ۔

محبوب جب پڑھانے والا میں تھا اور پڑھنے والا تو تھا

یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟

یہی وجہ ہے کہ جبریل امین علیہ السلام وحی لائے تو عرض کیا پڑھئے

فرمایا: مَا اَنَا بِقَارِئٍ

میں نہیں پڑھنے والا

یہ نہیں فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں۔ کیونکہ پڑھ تو چکے تھے

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ

یار لوگ کہتے ہیں کہ علم نہیں تھا تو کہہ دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں

میں کہتا ہوں یہ ہے تمہاری علمیت؟

یہ کس لفظ کا ترجمہ کرتے ہو کہ میں پڑھا ہوا نہیں؟

ایسا کوئی لفظ نہیں جس کا یہ ترجمہ ہو۔ کیونکہ اگر حضور کوئی ایسا لفظ فرماتے تو پھر اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ کا کیا مطلب ہوتا

فرمایا جبریل میں تیرے پڑھانے سے نہیں بلکہ اپنی مرضی سے پڑھوں گا اس لئے کہ میں تیرا شاگرد نہیں رحمان کا شاگرد ہوں اس لئے مَا اَنَا بِقَارِئٍ

ایک قوم جبریل کو استاد کہے گی

حضرات محترم! نبی کریم علیہ السلام جانتے تھے ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو جبریل کو میرا استاد ٹھہرائے گی فرمایا مَا اَنَا بِقَارِئٍ میں نہیں پڑھنے والا

جبریل نے عرض کیا

الف	فرمایا: عَلِمْتُ	مجھے معلوم ہے
لام	فرمایا: عَلِمْتُ	مجھے معلوم ہے
میم	فرمایا: عَلِمْتُ	مجھے معلوم ہے
را	فرمایا: عَلِمْتُ	مجھے معلوم ہے

جبریل نے عرض کیا: كَيْفَ تَعْلَمُ مَا لَمْ اَعْلَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضور آپ کو کیسے معلوم ہے جو ابھی میں بھی نہیں جانتا

فرمایا جبریل۔ تو صرف لانے والا ہے اور میں پہلے ہی رحمٰن سے سیکھنے والا

(تفسیر نعیمی پارہ اول ص ۱۴)

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

رحمٰن نے سکھایا قرآن پیدا کیا انسان (کی جان محمد علیہ السلام) کو اور سکھایا ان کو بیان

تخلیق انسانی بعد میں تعلیم قرآنی پہلے

حضرات توجہ رہے
تخلیق انسانی بعد میں تعلیم قرآنی پہلے
معلوم ہوا کہ
یہ تعلیم قرآنی کا سلسلہ
یہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ
یہ مدرسے اور طلباء
یہ قرآن پڑھنے اور پڑھانے والے
آج نہیں آئے ان کی تاریخ بہت پرانی ہے
ابھی انسان بھی نہ بنا تھا۔ تعلیم قرآنی اس وقت بھی جاری تھی
اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (پ۲۷ سورۃ الرحمٰن آیت ۲۔۱)

جس کا حامی ہو خدا

آج لوگ کہتے ہیں
نصاب تعلیم سے قرآن کو نکال دو
اور قرآن سے جہاد والی آیات کو نکال دو
میں کہتا ہوں ہوش کرو۔ جس تعلیم کا بندوبست خدا کرے تم کیسے اس کو ختم کر سکتے ہو؟
جس قرآن کی حفاظت کا ذمہ دار خود خدا ہوا ہے کون ختم کر سکتا ہے؟
فرمایا خداوند قدوس نے
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ○ (پ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۹)

قرآن کو ہم نے نازل کیا اور اس کی حفاظت بھی ہم ہی کریں گے
فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کب بجھے جسے روشن خدا کرے
اور
نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون
یہ مٹانے والے آج آئے ہیں
محافظ پہلے سے موجود ہے
فرمایا
توریت کی حفاظت صاحب توریت کے ذمہ
زبور کی حفاظت صاحب زبور کے ذمہ
انجیل کی حفاظت صاحب انجیل کے ذمہ
مگر اے محبوب یہ قرآن کتاب تیری ہے حفاظت میری ہے
کون مٹا سکتا ہے اسے
آپ دیکھ لیں آج
زبور اپنی اصلی حالت میں دستیاب نہیں ہے تحریف ہو چکی ہے
توریت اپنی اصلی حالت میں دستیاب نہیں ہے تحریف ہو چکی ہے
انجیل اپنی اصلی حالت میں دستیاب نہیں ہے تحریف ہو چکی ہے
مگر چودہ سو بائیس سال گزر جانے کے بعد آج بھی قرآن اسی صورت میں موجود ہے جس صورت میں آیا تھا
کیوں؟
اسی لئے کہ اس کا محافظ خود وہ ہے جس نے اسے نازل کیا ہے

تاریخ کا مطالعہ کیجئے

تاریخ کی ورق گردانی کیجئے
آج سے پہلے بھی کئی ظالم حکمرانوں سامراجی قوتوں اور بے دین لابیوں نے قرآن کو مٹانے کی کوشش کی لیکن وہ خود نیست و نابود ہوگئے قرآن اب بھی موجود ہے
ہلاکو خان نے کوشش کی
قرآن کے تمام نسخے نذر آتش کردیئے۔ دریا برد کردیئے اور تمام حفاظ کرام کو شہید کروادیا
اعلان کردیا کہ میں نے قرآن کو ختم کردیا ہے اور مٹادیا ہے معاذ اللہ
اسی وقت اس کے دربار میں ایک بچہ کھڑا ہوا اور اس نے
اَلْحَمْدُ' سے لیکر والناس تک سارا قرآن سنادیا
اور کہا
کتابیں دریا برد ہوسکتی ہیں
نسخے جلائے جاسکتے ہیں
مگر سینوں سے کس طرح قرآن ختم کروگے؟
اسے نہ تو ختم کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی بدلا جاسکتا ہے
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا
ہے قول خدا فرمان نبی فرمان نہ بدلا جائے گا

جنس ریب کی نفی ہے

گرامی حضرات۔ فرمایا
ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ
علماء فرماتے ہیں کہ یہ لا نفی جنس کا ہے
یعنی ریب کی جنسی کی نفی ہے

کیونکہ جنس میں کئی انواع ہوتی ہیں
اور ہر نوع میں کئی فصلیں ہوتی ہیں
یہ منطقی مسئلہ ہے۔ دیکھئے
اَلْاِنْسَان جنس ہے کیونکہ یہ جاندار ہے لہٰذا اس میں تمام جان دار انسان شامل ہیں
وہ گورے ہوں پیلے ہوں سرخ ہوں یہ تمام انواع اس میں داخل ہیں
لیکن جب کہا جائے کہ "اِلاِنْسَانُ الْاَسْوَدُ" کالا انسان اب یہ دوسری قسم کے تمام رنگوں سے علیحدہ ہوگیا
لیکن یہ کالا اَلْاِنْسَانُ میں شامل
یہ پاکستانی اَلْاِنْسَانُ میں شامل
کیونکہ اَلْاِنْسَانُ جنس ہے اس میں انسان کی تمام انواع وفصول شامل ہیں
لیکن ابھی کالی قسم کے انسانوں کی کئی فصلیں ہیں تو جب کہا
"الانسان الاسود الباکستانی"
کالا انساں پاکستانی
تو اب دیگر علاقوں کے کالے انسانوں سے علیحدہ ہوگیا۔
اسی طرح رَيْبَ کی جتنی انواع وفصول ہیں سب اس ریب میں شامل جس پر لا نفی جنس داخل ہے
مطلب یہ کہ
یہ قرآن ہر قسم کے شک سے پاک ہے
اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش ہی نہیں ہے
ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ
یہ شک کا محل ہی نہیں ہے کیونکہ کلام خداوندی ہے

قرآن کلام الٰہی ہے

گرامی حضرات اس میں کسی مکتب فکر کا اختلاف نہیں ہے کہ یہ کلام ہے اللہ تعالیٰ کا

مگر سوال یہ ہے کہ کلام بنتا ہے کلمات سے اور کلمہ کہتے ہیں لفظ کو اور لفظ وہ ہوتا ہے جو منہ سے نکلے اور کسی خاص معنی کے لئے موضوع ہو جیسا کہ نحوی کہتے ہیں کہ

اَلْکَلِمَۃُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًی مُفْرَدٍ (ہدایۃ النحو)

کلمہ وہ لفظ ہے جو وضع کیا گیا ہو ایک خاص معنی کے لئے

ذات باری منہ سے پاک ہے

حضرات توجہ رہے

قرآن ہے کلام

اور کلام ہے جمع کلمہ کی

اور کلمہ جو منہ سے بولا جائے اور بامعنی ہو۔ مہمل نہ ہو۔ مہمل کو کلمہ نہیں کہیں گے

اور اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ

بولنے سے پاک ہے

کیونکہ اس کا جسم نہیں ہے

جسم نہیں تو منہ بھی نہیں

منہ نہیں تو زبان بھی نہیں ہے

زبان نہیں تو کلمہ کیسے؟

کلمہ نہیں تو کلام کیسے؟

اور کلام خداوندی ہے قرآن تو یہ کیسے؟

فرمایا یہ کلام تو میرا ہے مگر زبان میری نہیں ہے بلکہ

یہ قول رسول ہے

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ (پ۳۰ سورۃ التکویر آیت ۱۹)

بے شک وہ رسول کریم کا قول ہے

کلام تو میرا ہے مگر قول رسول کا ہے

بیان تو میرا ہے مگر زبان رسول کی ہے (ﷺ)

حضرت بابا بلھے شاہ قصوری علیہ الرحمۃ کو وجد آ گیا تو جھومتے ہوئے فرمایا

میرے نبی دی زبان ساہڈے واسطے قرآن

کسے ہوری دا بیان چنگا لگدا ای نئیں

حدیث کسے کہتے ہیں؟

گرامی حضرات حدیث کسے کہتے ہیں

یہ وَالضُّحٰی کے مکھڑے والا محبوب جو بات فرمائے

یہ وَاللَّیْلِ کی زلفوں والا محبوب جو بات فرمائے

یہ اَلَمْ نَشْرَحْ کے سینے والا محبوب جو بات فرمائے

یہ طٰسٓ کے سہرے والا محبوب جو بات فرمائے

یہ نُوْن کے ہونٹوں والا محبوب جو بات فرمائے

یہ وَالْقَلَم کی زبان والا محبوب جو بات فرمائے

وہ حدیث کہلاتی ہے

نتیجہ کیا نکلا ایک ہی دھن مبارک سے کبھی قرآن نکلتا ہے اور کبھی حدیث

قرآن کی آیت ہو تو ہونٹ اسی محبوب کے ہلتے ہیں

حدیث کی روایت ہو تو ہونٹ اسی محبوب کے ہلتے ہیں

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا

چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

قرآن بھی بلسانِ مصطفیٰ

حدیث بھی بزبان مصطفیٰ

ساہڈے نبی دی زبان ساہڈے واسطے قرآن
کسے ہوری دا بیان چنگا لگدا ای نہیں

یہ وحی سے بولتے ہیں

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى
(پ سورۃ النجم آیت ۳-۴)

اور یہ نہیں بولتے اپنی خواہش سے مگر جب بولتے ہیں تو وحی سے بولتے ہیں

ساہڈے نبی دی زبان ساہڈے واسطے قرآن

دینِ مصطفیٰ سے حق ہی نکلتا ہے

حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص سرکار علیہ السلام کی ہر بات نوٹ کرتے تھے۔ کسی صحابی نے کہا آپ ہر بات نوٹ کرتے ہیں حالانکہ کبھی حضور غصے میں بھی کلام فرماتے ہیں۔ آپ نے نوٹ کرنا بند کر دیا

سرکار نے فرمایا عبداللہ۔ تم اب میرا کلام نوٹ کیوں نہیں کرتے

عرض کیا فلاں صحابی نے ایسے ایسے کہا ہے

سرکار دو عالم ﷺ کا رخ انور سرخ انار کی طرح ہو گیا اور فرمایا جبکہ اشارہ دہن مبارک کی طرف کیا

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَا یَخْرُجُ مِنْہُ اِلَّا حَقٌّ
(مسلم شریف ابو داؤد شریف ص ۵۱۳-۵۱۴)

مجھے قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری (محمد) کی جان ہے

اس دہن مبارک سے جو بھی نکلتا ہے حق ہوتا ہے

ساہڈے نبی دی زبان ساہڈے واسطے قرآن
کسے ہوری دا بیان چنگا لگدا ای نہیں

اگر تم شک میں ہو

گرامی حضرات!

عرض یہ کر رہا تھا کہ

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

وہ کتاب جو ہر قسم کے ریب سے اور شک سے منزہ ہے

اب آپ کہیں گے کہ پھر

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت ۲۳)

کا کیا مطلب؟ کہ اور اگر تمہیں شک ہے اس میں جو ہم نے نازل کیا اپنے عبد خاص پر

اگر اس میں شک نہیں تو یہ ارشاد کیسا؟

تو جواب یہ ہے کہ ترجمہ پر غور کیجئے ارشاد فرمایا

اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَيْبٍ

اگر تم ہو شک میں

قرآن میں شک نہیں کیونکہ یہ محل ریب ہے ہی نہیں یہ شک کا مقام ہے ہی نہیں

بے ایمانو! شک تو تم میں ہے

تم یہ کہتے ہو کہ یہ کلام خدا نہیں ہے بلکہ

اِنْ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (پ ۲۹ سورۃ المدثر آیت ۲۵)

یہ تو ایک بشر ہی کا قول ہے

تم میرے محبوب کو اپنے جیسا بشر سمجھتے ہو اس لئے کہتے ہو کہ یہ قول بشر ہے

تمہارا عقیدہ مشکوک ہے

اس لئے تم شک میں ہو

اور میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بے مثل ہیں اور ان کی زبان بھی بے مثال ہے

زبان ان کی ہے اور قول میرا ہے

اور اگر تم شک میں ہو تو پھر

لاؤ اس کی مثال

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۲۳)

لاؤ ایک سورۃ (چھوٹی سے چھوٹی) اس کی مثل

کیونکہ تم بھی تو بشر ہو۔ یہ ایک ہیں اور تم سارے

اور سب مل جاؤ۔ بلکہ

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ

اپنے تمام مددگاروں کو بھی بلا لو

تمہیں بڑا ناز ہے کہ

ہم فصیح و بلیغ ہیں

ہم خطیب و ادیب ہیں

ہم اہل زبان ہیں

بلا لو اپنے فصحاء و بلغا کو اور ملا لو اپنے ساتھ اپنے خطباء و ادباء کو

تم سب اہل زبان مل کر ایک سورت کی مثال لاؤ

اور ہاں جنہیں تم نے معبود بنا رکھا ہے اور جو تمہارے الٰہ ہیں ان سب کو بلا لو

بلا لو اپنے مددگاروں کو

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

(پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۲۳)

اور بلا لو اپنے مددگاروں کو جو من دون اللہ ہیں (بت) ہیں اگر تم سچے ہو تو

اگر تمہارا دعویٰ فصاحت و بلاغت سچا ہے تو

اگر تمہارا اہل زبان ہونے کا اعلان سچا ہے تو

اگر تمہارا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا عقیدہ درست ہے تو

لاؤ اس قرآن کی مثل ایک چھوٹی سورت

تم ہرگز نہ لاسکو گے

اور میں تم پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ (پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۲۴)

تم نہ لا سکے ہو اور نہ ہی لاسکو گے (اس کی مثل) پس ڈرو اس آگ سے

کہ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے

اعجاز مصطفیٰ

حضرات گرامی!

چیلنج دیا تو ان کو نہیں جو عربی سے ناواقف تھے

کیونکہ کمزور کو چیلنج کیسا؟

یہی اعجاز مصطفیٰ ہے اور امتیاز رسول کہ

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا معجزہ ان کو سنایا جو اس میدان کے مجاہد نہ تھے

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ

(پ۳ سورۃ آل عمران آیت ۴۹)

میں اندھے کو بینا کردوں گا باذن اللہ

میں کوڑھی کو ٹھیک کردوں گا باذن اللہ

میں مردہ کو زندہ کردوں گا باذن اللہ

مگر یہ چیلنج ان کے لئے تھا

جو مردہ زندہ نہ کر سکتے تھے

جو مادر زاد اندھے کو بینائی نہ دے سکتے تھے

جو کوڑھ کے مرض کو ٹھیک نہ کر سکتے تھے
لیکن میرے حبیب کا چیلنج ان کے لئے ہے
جو فصحاء عرب تھے
جو اہل زبان تھے
فرمایا اپنی زبان دانی پر ناز کرنے والو
اپنی فصاحت و بلاغت کا سکہ عرب پر جمانے والو
لاؤ قرآن کی مثل ایک سورت
اور تم نہیں لا سکتے اعلیٰ حضرتؒ نے کیا خوب فرمایا کہ
تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں
اے عرب کے خطیبو!
اے عرب کے بلیغو!
تم شک میں ہو تمہارا یہ عقیدہ درست نہیں کہ یہ قول بشر ہے
بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ کلام خدا ہے اور بزبان مصطفیٰ ہے
یہ قول بھی بے مثال
اس کا قائل بھی لاجواب
قائل بے عیب ہے
قول لَا رَیْب ہے
ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت ۲)

لَا رَیْب قلبِ مصطفیٰ

اگر یہ قرآن لَا رَیْب ہے تو قلب مصطفیٰ بھی لَا رَیْب
کیونکہ اس جوہر بے مثال کا ظرف قلب مصطفیٰ ہے

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت ۹۷)
قرآن کو نازل کیا آپ کے قلب مبارک پر

اگر قرآن پہاڑ پر نازل ہوتا

حضرات گرامی!
یہ وہ قرآن ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ
(پ ۲۸ سورۃ الحشر آیت ۲۱)
اگر ہم نازل فرماتے اس قرآن کو پہاڑ پر تو البتہ آپ دیکھتے اسے ریزہ ریزہ ہوتے ہوئے اللہ کی خشیت سے
مگر یہ اعجاز بھی قلب مصطفیٰ علیہ السلام کو ہی حاصل تھا کہ وہ اس قرآن کا ظرف بن گیا

یہ کیسا پتھر دل مسلمان ہے؟

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ جیسا جری اور بہادر اس قرآن کو سنے تو آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو جائے اور وہ قرآن سنتے ہی ایمان لانے کے لئے تیار ہو جائے
لیکن یہ آج کا مسلمان کیسا پتھر دل ہے کہ جس پر قرآن کی تلاوت کا کوئی اثر نہیں ہوتا؟
یہ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً کا مصداق (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت ۷۴)
اسے لاکھ قرآن سناؤ
عذاب سے ڈراؤ
نہ یہ ڈرے اور نہ ہی قرآن سنے
بلکہ آج کے اس مسلم معاشرہ کا حال تو یہ ہے کہ

اس معاشرہ کی بدحالی

ایک آدمی صبح صبح فجر کے بعد میرے پاس آیا اور کہنے لگا

"مولانا چلئے میرے گھر"

میں نے کہا خیریت تو ہے

کہا "اللہ نے مجھے فرزند عطا فرمایا ہے اس کے کانوں میں اذان وتکبیر کہنی ہے"

یہ مسلمان اذان وتکبیر بھی خودنہیں پڑھ سکتے

اذان پڑھیں تو مولانا

نماز پڑھائیں تو مولانا

قرآن پڑھیں تو مولانا

نکاح پڑھیں تو مولانا

جنازہ پڑھائیں تو مولانا

پھر بھی ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں

ساری عمر مولانا کو گالی دینے والا

ساری عمر مولانا کو برا کہنے والا

ساری عمر مولانا کو معیوب سمجھنے والا

جب مر گیا تو مولانا نے ہی اس کا جنازہ پڑھایا

یہ نہیں کہا کہ یہ تو مجھے گالیاں دیتا تھا

یہ تو مجھے برا بھلا کہتا تھا

یا اللہ اسے سزا دے

بلکہ مولانا نے پھر بھی یہ دعا کی

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ یا اللہ اس کی مغفرت کردے

پہلا بچہ تھانیدار

خیر بہرحال میں اس آدمی کے ساتھ چلا گیا دیکھا بچہ بڑا خوبصورت

چوڑی چوڑی پیشانی والا

نیلی نیلی آنکھوں والا

تیکھی تیکھی ناک والا

پتلے دبلے ہونٹوں والا

سرخ وسفید حسین وجمیل بچہ میں نے کانوں میں اذان وتکبیر پڑھی اور پوچھا

صاحب کیا ارادہ ہے اس کو کیا بناؤ گے؟

جواب ملا "اسے تھانیدار بنائیں گے"

دوسرا بچہ حوالدار

ایک سال گزر گیا پھر وہی صاحب صبح صبح آئے اور ساتھ چلنے کو کہا

خیرت تو ہے۔ میں نے کہا

کہنے لگے جی اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا ہے ایک اور بیٹا عطا کیا ہے

وہ اس پہلے سے بھی بڑھ کر حسین وجمیل

پوچھا اسے کیا بناؤ گے؟

جواب ملا اسے بنائیں گے حوالدار

تیسرا بچہ تحصیلدار

تیسرا بچہ پیدا ہوا تو اسی سوال پر فرمایا کہ

اسے بنائیں گے تحصیلدار

سب کے سب دار پر

چوتھا اپاہج حافظ قرآن

قدرت خدا کی چوتھا بچہ پیدا ہوا

رنگ کا کالا

ہوٹ موٹے

آنکھوں سے بھینگا

ہاتھ پاؤں مڑے ہوئے

وہ صاحب پھر آئے اور بسی ہوئی دال جیسا منہ لے کر پھر مجھے چلنے کو کہا

میں چلا گیا۔حسب سابق اذان وتکبیر کے بعد پوچھا صاحب اسے کیا بناؤ گے؟

جواب ملا اسے مدرسہ میں داخل کروائیں گے یہ حافظ قرآن بنے

اس بچہ کا مقام

مگر منشائے قدرت دیکھئے

جس بچے کو حقارت کی نظر سے معاشرہ نے دھتکار دیا اور حفظ قرآن کیلئے چن لیا

جب وہ حافظ قرآن بنا اور مصلائے امامت پر کھڑا ہوا

تو حوالدار صاحب بھی پیچھے اس امام کے

تحصیلدار صاحب بھی پیچھے اس امام کے

تھانیدار صاحب بھی پیچھے اس امام کے

بلکہ اگر پرائم منسٹر صاحب آئیں تو وہ بھی پیچھے اس امام کے

اور جہاں اس کے قدم آئے وہاں ان کے سر وہ سب مقتدی اور یہ ان سب کا مقتداء

سبق پڑھ پھر صداقت کا عدالت کا شجاعت کا

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

حافظ قرآن کی شان

گرامی حضرات یہ ہے شان حافظ قرآن کی

کل میدان محشر میں آواز آئے گی

حافظ صاحب اِقْرَاءْ وَرَتِّلْ

قرآن پڑھو اور ترتیل سے پڑھو

میرا خالق و مالک فرمائے گا

حافظ صاحب کل لوگوں کو سناتے تھے آج مجھے سناؤ۔

اور جس طرح دنیا میں خوب خوش الحانی اور ترتیل سے پڑھتے تھے اسی طرح آج ذرا میرے سامنے پڑھو اور جنت کے زینے چڑھو

قرآن پڑھتے جاؤ جنت کے زینے چڑھتے جاؤ

جہاں تمہارا قرآن ختم ہوگا وہیں تمہارا مقام ہوگا (مشکوۃ شریف ص۱۸۶)

حافظ کے افراد خاندان جنتی

اور ہاں

تم وہاں پر اکیلے نہ رہو گے بلکہ اپنے خاندان کے چودہ افراد کو بھی ساتھ لے جاؤ گے

وہ افراد جن پر جہنم واجب ہو چکی ہے

ادھر۔حافظ قرآن کے والدین نور کے تاج جن کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہو گی سروں پر سجائے ہوئے نور کی سواریوں پر میدان محشر میں جلوہ افروز ہوں گے

(مشکوۃ شریف ص۱۸۶)

آواز آئے گی یا اللہ کیا یہ پیغمبر ہیں؟

جواب ملے گا نہیں

پھر یہ شہید ہیں؟ آواز آئے گی نہیں

پھر یہ اولیاء ہیں؟ نہیں

تو پھر یہ کون ہیں جواب قدرت آئے گا

یہ حافظ قرآن کے والدین ہیں

حضور کے والدین پاک

میں سوال کرتا ہوں ان مولویوں سے

جو حضور علیہ السلام کے والدین کو مومن نہیں سمجھتے

بتاؤ۔ یہ قرآن جو حضور پر نازل ہوا اس کا حافظ یہ شان رکھتا ہو کہ اس کے والدین

بروزِ محشر نورانی تاج پہن کر نورانی سواریوں پر آئیں

اور اس صاحبِ قرآن کے والدین کسی اور طرف جائیں؟

یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

بدزبانو! اپنی زبان کو لگام دو اور میرے آقا علیہ السلام کے متعلق عقیدہ درست کرو

امام راغب اصفہانی کا کشف

امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

میں ایک قبرستان سے گزرا

میں نے دیکھا سب اہلِ قبور جنتی ہیں

مگر ان سب کے درمیان ایک بوڑھا جہنمی بھی ہے جس کی قبر آگ کا شعلہ بنی ہوئی ہے

میں نے عالمِ مکاشفہ میں جناب باری تعالیٰ سے عرض کیا مولا

ان سب جنتیوں میں یہ ایک جہنمی کیسا؟

فرمایا یہ سب بھی جنتی نہ تھے

مگر ان کی اولاد نمازی تھی اور جب وہ نماز میں ''رَبَّنَا اغْفِرْلِی وَالِوَالِدَیَّ'' پڑھتی تھی

میری غیرت کو جوش آیا کہ یہ تو مجھ سے مغفرت طلب کریں اور میں عذاب دیتا رہوں؟

میں نے ان کو جنتی کر دیا

لیکن اس بوڑھے کی اولاد نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ یہ دعا۔ اس لئے یہ جہنمی کا جہنمی ہے

امام صاحب کہتے ہیں کہ میں اس بزرگ کی اولاد کے پاس گیا اور ان کو نماز کی

تلقین کی چنانچہ وہ بفضلِ خدا نمازی ہو گئے

دوبارہ جب میں اس قبرستان سے گزرا تو دیکھا بابا جی جنت کے باغ میں ٹہل رہے تھے

اگر گنہگار مغفرت طلب کرے

حضراتِ گرامی!

اگر ایک گنہگار والدین کے لئے نماز میں مغفرت طلب کرتے ہو ''رَبَّنَا اغْفِرْلِی وَلِوَالِدَیَّ'' پڑھے تو اس کے والدین تو جنتی ہو جائیں

اور میرا حبیب پاک نماز میں ''رَبَّنَا اغْفِرْلِی وَلِوَالِدَیَّ'' تلاوت فرمائے تو والدین جنتی نہ ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

میں آپ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی اولادوں کو نمازی بنایئے تاکہ ان کی استغفار آپ کی مغفرت کا سبب بنے

اولادِ صالح کی دعا

حدیث پاک میں موجود ہے کہ انسان کو قبر میں بھی جو چیزیں نفع دیتی ہیں ان میں سے ایک اولادِ صالحہ بھی ہے

ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر ''اَلْوَلَدُ الصَّالِحُ یَدْعُوْا لَہٗ'' اولادِ صالح کی دعا منقطع نہیں ہوتی۔ (مشکوٰۃ شریف ص۳۲)

اس لئے اولاد کو نیک متقی اور نمازی بنائیں

قرآن سراپا ہدایت ہے

سامعین گرامی قدر۔ عرض کر رہا تھا کہ

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ (پ۱ سورۃ البقرہ آیت۲)

وہ کتاب جس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے یہ ہدایت ہے متقین کے لئے

حضور سراپا ہدایت ہیں

میرے آقا علیہ السلام پر نازل ہونے والی یہ کتاب سرچشمۂ ہدایت ہے تو میرے آقا کیوں سراپا ہدایت نہیں؟

یہ مولوی کہتے ہیں حضور کے قبضہ میں ہدایت نہیں ہے بس اللہ ہی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ اللہ کہیں ان کو بھی ہدایت دے مگر قرآن تو پرہیزگاروں کی رہنمائی کرتا ہے منکرین عظمت رسول کی نہیں؟

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۲۶)

بہت سے اس کے سبب گمراہ ہوتے ہیں اور بہت سے ہدایت پاتے ہیں

جو قرآن کو صاحب قرآن کی محبت سے پڑھتے ہیں وہ ہی ہدایت پاتے ہیں

اور جو صاحب قرآن سے عداوت رکھتے ہیں قرآن سے ہدایت نہیں پا سکتے

قرآن کو اگر عشق رسول سے پڑھا جائے

گرامی قدر سامعین!

اگر قرآن کو عشق رسول میں مستغرق ہو کر پڑھا جائے تو سارا قرآن سرکار علیہ السلام کی نعت نظر آئے گا کس عاشق نے کیا خوب کہا کہ

شد اں مداں زیراں زبراں سب شان نبی وچہ آئیاں
عاماں لوکاں خبر نہ کائی تے خاصاں رمزاں پائیاں

کئی قرآن سننے والے محبوب بن گئے

زبان نبوت سے قرآن سننے والے صدیق اکبرؓ بن گئے
زبان نبوت سے قرآن سننے والے فاروق اعظمؓ بن گئے
زبان نبوت سے قرآن سننے والے ذوالنورینؓ بن گئے
زبان نبوت سے قرآن سننے والے حیدر کرارؓ بن گئے

کئی معتوب بن گئے

اسی زبان نبوت سے کسی نے قرآن سنا تو وہ ابوجہل بن گیا
اسی زبان نبوت سے کسی نے قرآن سنا تو وہ ابولہب بن گیا
اسی زبان نبوت سے کسی نے قرآن سنا تو عتبہ عتیبہ شیبہ بن گئے
کیوں کہ صدیق نے پوری عقیدت ومحبت اور عشق رسول سے سنا
فاروق نے پوری عقیدت ومحبت اور عشق رسول سے سنا
عثمان نے پوری عقیدت ومحبت اور عشق رسول سے سنا
مولا علی نے پوری عقیدت ومحبت اور عشق رسول سے سنا
مگر ابوجہل نے سنا تو عدات رسول سے سنا
ابولہب عتبہ عتیبہ شیبہ نے سنا تو عداوت رسول سے سنا
صدیق وفاروق عثمان وحیدر يَهْدِيْ بِهٖ کے زمرہ میں سے ہو گئے
ابوجہل ابولہب عتبہ عتیبہ شیبہ يُضِلُّ بِهٖ کے زمرہ میں سے ہو گئے

پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا
صبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا

اعلیٰ حضرت نے بھی پڑھا ان مولویوں نے بھی پڑھا قرآن رحمت ہے

اسی طرح بریلی کے تاجدار امام اہلسنت نے پڑھا تو گرویدہ عشق رسول ہو گئے
توحید کے ٹھیکداروں نے سنا تو منکرین عظمت وشان رسول ہو گئے

گرامی حضرات!

بارش اللہ کی رحمت ہے ہر جگہ پہ برستی ہے اچھی پہ بھی گندی پہ بھی
مگر اچھی جگہ پر اس رحمت کی برسات سے پھول پھل اُگ آتے ہیں
گندی جگہ اسی رحمت کی برسات سے گندگی وغلاظت کے ڈھیر لگ جاتے ہیں
قرآن بارش ہے رحمت اور شفا کی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ

اور ہم نازل فرماتے ہیں قرآن سے وہ جو شفا ہے اور رحمت ہے مومنین کے لئے

وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۲)

اور نہیں زیادہ ہوتا ظالمین کو مگر خسارا

یہ فیصلے یہ تقسیم تو ازل سے ہو چکی ہے

احمد رضا قرآن میں مدحت مصطفیٰ پاتا ہے کیونکہ یہ مومن ہے

دوسرے لوگ قرآن میں نقائص مصطفیٰ پاتے ہیں کیونکہ یہ گندگی کا ڈھیر ہیں

اعلیٰ حضرت نے قرآن پڑھا

قرآن پڑھا احمد رضا بریلوی نے

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (پ۳۰ سورۃ الضحٰی آیت ۷)

تو ترجمہ کیا کہ اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا اور اپنی طرف راہ دی

کیونکہ اس زمین کو ایمان کی بارش سے سیرابی مل چکی تھی لہٰذا ترجمہ بھی ایمان والا کیا۔

تھانوی نے قرآن پڑھا

قرآن پڑھا تھانوی نے

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (پ۳۰ سورۃ الضحٰی آیت ۷)

ترجمہ کیا اور آپ کو گمراہ پایا تو ہدایت دی

کیونکہ اس زمین میں غلاظت کا ڈھیر تھا بارش نے وہی باہر نکال دیا

اعلیٰ حضرت نے پڑھا

قرآن پڑھا بریلی کے تاجدار نے

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (پ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۲)

ترجمہ: تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دے

محمود الحسن نے پڑھا

یہی قرآن پڑھا مولوی محمود الحسن نے تو ترجمہ کیا

تاکہ اللہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو معاف کر دے

اب آپ ہی فیصلہ کیجئے

ہدایت کس نے پائی

جس نے نبی کو وارفتہ محبت الٰہی قرار دیا اس نے ہدایت پائی

یا جس نے گمراہ قرار دیا اس نے

جس نے نبی کے سبب اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف کروا لئے اس نے ہدایت پائی یا جس نے نبی کو ہی گنہگار ٹھہرایا اس نے

فیصلہ آپ پر ہے آپ کیجئے

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا کے مصداق کون ہیں؟

اور يَهْدِيْ بِهٖ کا مصداق کون ہے؟

کون ہے جس کا عقیدہ صدیق اکبر سے ملتا ہے؟

کون ہے جس کا عقیدہ ابوجہل سے ملتا ہے؟

دیوبندی وہابی مودودی تراجم میں ایسا ہی ترجمہ مندرجہ بالا آیات کا ملے گا

اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ترجمہ میں بھی مندرجہ بالا ترجمہ آپ کو ملے گا

تو پتہ نہ چل جائے گا کہ محبِ رسول کون ہیں؟

اور مبغض رسول کون ہیں؟

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے

ان سب نجدیوں نے سعودیہ حکومت سے مل کر اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کنز الایمان

پر پابندی اس لئے لگوائی ہے کہ اگر وہ لوگ یہ ترجمہ پڑھ لیں گے تو ہمارے تراجم دریا برد کر دیں گے

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے

بہر حال قرآن پڑھنے پڑھانے والے ہر طرح کامیاب ہیں کیونکہ
کبھی قرآن پڑھانا سنت خداوندی اور پڑھنا سنت مصطفوی
کبھی قرآن پڑھانا سنت مصطفوی اور پڑھنا سنت صحابہ کرام
اسی لئے فرمایا
خَیْرُ کُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرآنَ وَ عَلَّمَهُ (مشکوۃ شریف ص۱۸۳)
تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے سکھائے

انگریزی کو ترجیح

بعض لوگ انگریزی کو بڑی ترجیح دیتے ہیں
بھلا ان سے پوچھا جائے کہ جب تمہیں قبر میں رکھا جائے گا فرشتے تم سے عربی میں سوال کریں گے تو تم وہاں کیا جواب دو گے I LOVE YOU آئی لو یو
یا اگر جب تمہارے کوئی فوتیدگی ہوتی ہے تو چھوڑی یہ بیٹھ کر کیا پڑھ کر ایصال ثواب کرتے ہو۔ اے بی سی ڈی ...... (A, B, C, D ....) وغیرہ وغیرہ
کیا اس کا ثواب انہیں پہنچ جاتا
ان لوگوں کو انگریزی کا ایسا ہیضہ ہوتا ہے کہ ہر بات کا جواب انگریزی
سر آپ رہتے کہاں ہیں — جی کوارٹر
سر آپ پہنتے کیا ہیں — جی سواٹر
سر آپ کھاتے کیا ہیں — جی ٹماٹر

سر آپ پیتے کیا ہیں — جی واٹر
یہ ٹر۔ٹر۔ٹر جب کبھی ٹیلی ویژن پر آ جائے تو گھنٹوں جان نہیں چھوڑتی
سب رہنمایان اسلام — عربی
صحابہ کرام تمام کے تمام — عربی
خود خدا نے فرمایا کلام — عربی
اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا (پ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۲)
بے شک ہم نے قرآن کو عربی میں نازل کیا
یا اللہ کیوں کیا تجھے انگلش نہ آتی تھی یا دیگر زبانیں نہ آتی تھیں
تو تو ہر زبان کا خالق و مالک ہے تو پھر عربی میں قرآن کو کیوں نازل کیا
فرمایا میرا محبوب عربی ہے اس کی میٹھی زبان عربی ہے اس لئے قرآن عربی ہے
عربی بولدا جد محبوب ڈٹھا ربّ بولیا وچہ زبان عربی

عربوں سے محبت کرو

سرکار علیہ السلام نے فرمایا
اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ لِاَنِّیْ عَرَبِیٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ وَّ كَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِیٌّ
عرب سے محبت کرو تین وجوہات کی بنا پر
کیونکہ میں عربی ہوں
قرآن عربی ہے
جنتیوں کا کلام عربی ہے (مشکوۃ شریف ص۵۵۳)
ہم نے اسے چھوڑ کر انگریزی نمک حلالی کا ثبوت دیا تو ذلیل ورسوا ہو گئے

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

درس قرآن نہ اگر ہم نے بھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

قرآن عربی کیوں ہے؟

میں نے سوچا کہ قرآن عربی کیوں ہے؟

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا (پ۱۲ سورہ یوسف آیت ۲)

بے شک ہم نے اس کو نازل فرمایا قرآن عربی

کیوں؟

تو عشق کا جواب آیا کہ۔ غور کر خدا فرما رہا ہے میرا محبوب عربی ہے اس لئے قرآن بھی عربی ہے

عربی بولدا جدوں محبوب ڈھٹا ربّ بولیا وچہ زبان عربی
طیبہ پاک عربی مکہ پاک عربی اللہ پاک دا پاک قرآن عربی

قرآن اور محبوب کی ادائیں

گرامی حضرات!

پھر اگر محبوب مکہ میں تو قرآن مکی
اگر محبوب مدینہ میں تو قرآن مدنی
پھر اگر محبوب نے زیتون کا تیل زلفوں کو لگایا تو بنا قرآن وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ
اگر کملی اوڑھ لی تو بنا قرآن یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ
اگر چادر لے لی تو بنا قرآن یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ
اگر معراج کی شب سیر فرمائی تو بنا قرآن سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا
اگر گفتگو فرمائی تو بنا قرآن اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ

غرضیکہ قرآن نام ہے محبوب کی اداؤں کا۔ بلکہ ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ

کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۳۳۲)

نبی اکرم علیہ السلام کے اخلاق کا نام ہے قرآن

رحمت خداوندی

گرامی سامعین عرض کر رہا تھا کہ

قرآن ہدایت کا سرچشمہ ہے
قرآن مومن کے لئے شفا ہے

بلکہ میں عرض کروں کہ قرآن شروع کرنے سے پہلے جب کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے تو اسی لمحہ رحمت خداوندی جوش میں آ جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو مفسر قرآن حکیم الامت حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں کہ

’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر پر گزرے تو دیکھا کہ اس میت کو سخت عذاب ہو رہا ہے یہ دیکھ کر چند قدم آگے تشریف لے گئے اور وہاں سے استنجا کر کے واپس ہوئے اب جو اس قبر پر گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ اس کی قبر میں نور ہی نور ہے اور وہاں رحمت الٰہی کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ بہت حیران ہوئے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ مجھے اس کا بھید بتایا جائے۔ ارشاد ہوا کہ روح اللہ یہ شخص سخت گنہگار اور بدکار تھا اس وجہ سے عذاب میں گرفتار تھا لیکن اس نے اپنی بیوی حاملہ چھوڑی تھی اس کے لڑکا پیدا ہوا اور آج اس کو مکتب میں بھیجا گیا استاد نے اس کو بسم اللہ پڑھائی ہمیں حیا آئی کہ میں زمین کے اندر اس شخص کو عذاب دوں کہ جس کا بچہ زمین پر میرا نام لے رہا ہے۔ (تفسیر نعیمی پارہ اول ص ۳۰ مطبوعہ گجرات)

ثابت ہوا کہ

پورا قرآن پڑھنے والا تو بہت بڑی شان کا مالک ہے

پہلے دن صرف بسم اللہ پڑھنے کی وجہ سے پڑھنے والے بچے کے باپ کو عذاب سے مامون و محفوظ کر دیا گیا۔

تو جو شخص پورا قرآن پڑھے گا اس کے والدین جہنمی کیسے ہو سکتے ہیں؟
اور جس شخصیت پر یہ سارا قرآن نازل ہوا اس میرے آقا کے والدین کا مقام کیا ہو گا؟

دین سے بے رغبتی

گرامی قدر حضرات! میں آپ سے درخواست کروں گا ہر آدمی اپنے بچوں میں سے کم از کم ایک بچے کو ضرور قرآن پاک حفظ کروائے اور دینی تعلیم سے آراستہ کرے
ہم لوگ انگریزی اور دنیاوی تعلیم کے لئے ہر قسم کا انتظام بھی کرتے ہیں اور اس کے اخراجات بھی بخوشی برداشت کرتے ہیں مگر قرآنی و دینی تعلیم مفت بھی ملے تو حاصل نہیں کرتے
دنیاوی تعلیم کے لئے ہمارے پاس دولت اور وقت موجود ہے مگر جب دینی تعلیم کے لئے توجہ دلائی جائے تو نہ وقت نکلتا ہے اور نہ ہی دولت
دنیاوی ڈگریوں کے لئے ہم انگلینڈ اور امریکہ تک کا سفر کرتے ہیں مگر دینی تعلیم کے لئے محلے کی مسجد تک نہیں جا سکتے۔ بتایئے اگر قیامت کے روز میدان محشر میں اللہ اور اس کے رسول نے یہی سوال فرما دیا کہ دین سے اتنی بے رغبتی کیوں کی تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہو گا؟

جب وہ پوچھیں گے سر محشر بلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گے پھر خدا کے سامنے

دنیاوی و انگریزی تعلیم کا نتیجہ

گرامی حضرات
دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ کس قدر جرائم کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں ایک واقعہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ آپ کو بھی سنانا چاہتا ہوں

غریب والدین نے بچے کو پڑھایا
نا معلوم کیا کیا محنت شاقہ کرنے کے بعد اس کو امریکہ بھیجا
اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور واپس آنے کی اطلاع کی
وہ غریب والدین اپنے تمام راشتہ داروں اور دوستوں کو ساتھ لے کر ائیر پورٹ پر اپنے نور نظر کو بڑے اشتیاق سے لینے کے لئے گئے
جب وہ ان کا لخت جگر ائیر پورٹ سے باہر آیا تو سب سے علیک سلیک کرنے کا انداز کیا تھا ہاتھ ملانے کی بجائے ایک ایک انگلی ملاتے ہوئے نہ سلام نہ دعا اور جب وہ اپنے والد کے پاس پہنچا تو دیکھا
میلے کچیلے کپڑے
بدن سے بدبو
تو والد کو بغل گیر ہونے کے بجائے اشارے سے پیچھے ہٹنے کا کہا اور اپنے ساتھ جو ملازم تھا اس نے پوچھا سر یہ کون ہیں
جواب دیا یہ میرے نوکر اور ملازم ہیں
اس وقت وہ والد خون کے آنسو رو رہا تھا
اور وہ والدہ کف افسوس مل رہی تھی
یہ وہی والد تھا کہ جس نے
مزدوریاں کر کے
محنت کا بار گراں اٹھا کے
اپنے بچے کو امریکہ میں تعلیم دلوائی
اور یہ وہی والدہ تھی کہ جس نے
لوگوں کے گھروں میں برتن دھو دھو کر
سلائیاں کر کر کے

لوگوں کے کپڑے دھودھو کر اس بچے کو پڑھایا لکھایا تھا

آج وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ بچہ ان کو اپنے نوکر اور ملازم کہہ کر ان کی تحقیر کر رہا تھا اور ان سے ملنا اپنی توہین سمجھتا تھا

مگر یہ تعلیم جسے ہم اہمیت نہیں دیتے سب سے پہلے احترام والدین سکھاتی ہے کیونکہ حکم خداوندی یہ ہے کہ

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

(پ۱۵ سورۃ الاسریٰ آیت ۲۳)

اور آپ کے رب نے فیصلہ فرما دیا کہ عبادت صرف اور صرف میری کرو اور والدین سے حسن سلوک کرو

والدین کا احترام سکھائے تو	تعلیم دین
حسن معاشرت کا سلیقہ بتائے تو	تعلیم دین
نیکی کی راہ پر چلائے تو	تعلیم دین
برائی سے دور ہٹائے تو	تعلیم دین

اس کے برعکس جسے ہم ترقی کا نام دیتے ہیں وہ تعلیم ہمیں کیا دیتی ہے سنئے

ترقی کر گئی اجکل دی دھی اے
ایہہ منڈیاں نال پولو کھیڈ دی اے
تیرے چنگے نہیں کرتے ایہہ چالے
جدوں ویکھو سینما نوں ٹری اے
نیں مائیں کتھے مینوں منگیا ای
میں سنیاں ایں اوہ منڈا مولوی اے
کیوں نہ شوہر بیوی کولوں دبے
جے شوہر ہے اَن پڑھ تے کڑی اے بی اے

جیہڑا کھلو کے موترے اوہ ہے بابو
تے جیہڑا پاک ہے اوہ جانگلی اے
مدیر ماہ طیبہ جیویں جم جم
نویں تہذیب تو سنگیوں پھڑی اے

(قبلہ ابوالنور صاحب کوٹلی لوھاراں والے)

اور کسی نے کیا خوب کہا کہ

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

کیا تم مسلمان ہو؟

گرامی قدر سامعین

انگریز نے اسی لئے دین اور علماء سے لوگوں کو دور رکھا اور اب تک اس انگریز کی تابعداری میں یہ لوگ دین اور علماء سے نفرت کرتے ہیں کہ اگر قوم علماء دین کے قریب ہوگئی تو پھر نہ ہم رہیں گے اور نہ ہماری یہ انگریزی تعلیم

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

ان کا لباس	انگریزی بنا دو
ان کی وضع قطع	انگریزی بنا دو
ان کی صورت	انگریزی بنا دو
ان کی سیرت	انگریزی بنا دو

ان کو پینٹ شرٹ پہنا دو تا کہ یہ اپنے آقا کے لباس سے دور ہو جائیں

ان کی داڑھی منڈوا دو تا کہ یہ اپنے آقا کی صورت نہ اپنا سکیں

ان کی تعلیم انگریزی کروا دو تا کہ یہ اپنے آقا کی سیرت نہ اپنا سکیں

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
یہ تو بتلاؤ کہ کیا تم مسلمان بھی ہو

کہنے کو تو ہم مسلمان ہیں لیکن گلے میں پٹہ انگریز کی غلامی کا ہے
اور جو شخص اس روش سے ہٹائے وہ ہے ملاّں
جو شخص اپنے آقا سے ملائے وہ ہے دقیانوس

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

مبارکباد کے مستحق

مبارکباد کے مستحق ہیں وہ لوگ
جو اس بے رغبتی کے باوجود بھی
دین کی شمع جلائے ہوئے ہیں
مدرسوں میں قال اللہ وقال الرسول کا درس دے رہے ہیں
اور اپنے آقا کی غلامی کا حق ادا کر رہے ہیں
ان کا یہ نعرہ ہے کہ

غلامیٔ رسول میں موت بھی قبول ہے
جو ہو نہ عشق مصطفیٰ تو زندگی فضول ہے

قیامت کے میدان میں پتہ چلے گا

کل قیامت کے میدان میں پتہ چل جائے گا

جن کو ہم ملاں کہہ کر تحقیر کرتے ہیں ان کا کیا مقام ہے؟

پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا
سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا

میدان محشر میں تم اپنی صورت انگریزی پیش کرنا
اور یہ مولوی ملاں اپنی صورت محمدی پیش کریں گے
بس پھر فیصلہ ہو جائے گا کہ
جفا والے کون ہیں اور وفا والے کون؟
اپنے کون ہیں اور بیگانے کون؟

دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ تعلیمات قرآنی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے (آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ لِاَهْلِهَا اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

صاحب صدر و حاضرین محفل سامعین گرامی قدر

آج جو موضوع مجھے دیا گیا ہے یہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔

خود ذاتِ باری تعالیٰ جل جلالہ نے قرآن کریم میں جا بجا اس موضوع کو بیان فرمایا ہے اور تمام انبیاء و رسل عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے خطبات کا مرکزی نکتہ یہی موضوع رہا ہے۔ اس موضوع پر لب کشائی کرنے کے لئے طویل وقت درکار ہے اور آج سٹیج سیکرٹری صاحب نے اسی بنا پر مجھے بہت جلدی دعوتِ خطاب دی ہے اور دوسرے کسی مقرر کو مدعو نہیں کیا گیا تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت میں بیان جاری رہ سکے اور اس کی زیادہ وضاحت ہو سکے چنانچہ میں کوشش کروں گا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس

کی وضاحت کرسکوں۔ آپ حضرات نہایت اطمینان اور دلجمعی سے تشریف رکھیں اور غور سے سماع فرمائیں۔

وَمَاتَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ اللہ تعالیٰ حق بیانی کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین

جدید دور کے ماڈرن مفسرین

حضرات گرامی! آج کل اس جدید دور کے ماڈرن مفسرین و مترجمین نے اس تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ غلط کر کے بہت گمراہی پھیلائی ہے اور سادہ لو مسلمانوں کو تذبذب کا شکار کر دیا ہے اور نہایت بے دردی سے مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکہ زنی کی ناکام کوشش کی ہے چنانچہ وہ اس آیت کریمہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ

اِنَّ الَّذِيْنَ تدعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوا زُبابًا وَّ لَوِا جْتَمَعُو الَهٗ

بے شک جو لوگ پکارتے ہیں اللہ کے علاوہ کسی اور کو جو لکھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ وہ سب اکٹھے بھی ہو جائیں۔

جملہ ندائیہ کہنا شرک ہے؟

اور اس کی تفسیر میں یہ ماڈرن مفسرین کہتے ہیں کہ یہ سارے نبی اور ولی جن کو تم بوقتِ ضرورت پکارتے ہو یہ سب اکٹھے ہو کر مکھی کا پیر بھی نہیں بنا سکتے اور ان کو پکارنا شرک ہے یعنی

یا رسول اللہ کہنا

یا علی کہنا

یا غوثِ اعظم کہنا

یہ سب شرک ہے کیونکہ یہ من دون اللہ ہیں اور یہ سب ایک مکھی کا پر نہیں بنا سکتے۔

تین اہم باتیں

گرامی حضرات! اب اس آیت کریمہ کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کے لئے تین باتیں نہایت اہم ہیں۔

۱۔ کیا تدعون کا ترجمہ اس آیت کریمہ میں یہی ہے جو ان لوگوں نے کیا؟

۲۔ کیا من دون اللہ سے مراد انبیاء کرام اور اولیاء عظام ہیں؟

۳۔ کیا انبیاء و اولیا مکھی کا پر بھی نہیں بنا سکتے؟

تفصیل تینوں باتوں کی

اب آپ حضرات توجہ فرمائیں تو میں ان تینوں باتوں کی تفصیل آپ حضرات کے سامنے عرض کرتا ہوں۔

پہلی بات تَدْعُوْنَ کا معنیٰ کیا ہے؟

پہلی بات کہ تَدْعُوْنَ کا ترجمہ کیا ہے؟

تلاوت کردہ آیت میں تَدْعُوْنَ کا معنیٰ تَعْبُدُوْنَ ہے۔ ان جدید و ماڈرن مفسرین سے قبل تمام مفسرین نے اس لفظ کا یہی معنیٰ بیان کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر اب تک کی تفاسیر کا مطالعہ کیجئے تو ہر مفسر نے اس آیت میں یہ ترجمہ کیا ہے کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ اَیْ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ

بے شک جو لوگ اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرتے ہیں

حوالجات کے لئے دیکھیں تنویر المقیاس تفسیر حضرت ابن عباس، صادی، جلالین معالم التنزیل، روح المعانی، روح البیان و دیگر تفاسیر

مطلب یہ نکلا کہ

جو شخص اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرلے وہ مشرک ہے۔

خواہ وہ کوئی نبی ہو یا ولی...... اگر کسی نبی ولی کی عبادت کی تو وہ عبادت کرنے والا ضرور مشرک ہو جائے گا۔

تدعوا، تعبدو کے معنیٰ میں ہے

گرامی حضرات! اسی مفہوم کی وضاحت ایک دوسری آیت کریمہ سے ہوتی ہے

ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا (پ۲۹ سورۃ الجن آیت نمبر ۱۸)

اور تمام مساجد اللہ کے لئے ہیں پس تم نہ عبادت کرو اللہ کے ساتھ کسی ایک کی

یعنی کہ ان مساجد میں عبادت کی جاتی ہے لہٰذا تم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو

کیونکہ مَسْجِدٌ اسم ظرف کا صیغہ ہے جس کا معنیٰ ہے سجدہ کرنے کی جگہ اور سجدہ صرف اور صرف ذات باری تعالیٰ کے لئے ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ وَاعْبُدُوْا (پ۲۷ سورۃ النجم آیت نمبر ۶۲)

پس تم خالص اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو اور عبادت کرو

تو پتہ چلا کہ تَدْعُوْا کا معنیٰ تَعْبُدُ اور تَدْعُوْنَ کا معنیٰ تَعْبُدُوْنَ ہے۔

ہم کسی نبی یا ولی کی عبادت نہیں کرتے

ہمیں قسم ہے عظمت پروردگار کی کہ ہم

کسی نبی کی عبادت نہیں کرتے

کسی ولی کی عبادت نہیں کرتے

کسی نبی اور ولی کو سجدہ کے لائق تصور نہیں کرتے

پھر بھی یہ ملاں ہمیں دن رات مشرک کہتے ہیں۔

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے

حضرات محترم! سب سے بڑی گالی یہ ہے کہ کسی ایمان والے کو مشرک کہہ دیا جائے اور کسی مسلم کو کافر قرار دے دیا جائے۔ میرے لجپال آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ (بخاری شریف جلد ثانی ص ۸۹۳)

مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اس کا قتل کفر

بلکہ اگر کسی مسلمان کو کافر کہہ دیا تو کہنے والا خود کافر ہو جائے گا...... ملاحظہ ہو

مومن کو کافر کہنے والا کافر

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ لَا یَرْمِی رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا یَرْمِیهِ بِالْکُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْهِ اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُهٗ کَذٰلِكَ (بخاری شریف جلد ثانی ص۸۹۳)

کوئی شخص دوسرے شخص کو فسق اور کفر سے منسوب نہ کرے کیونکہ اگر وہ شخص جسے کفر یا فسق سے منسوب کیا گیا اگر کافر و فاسق نہیں تو وہ کفر و فسق کہنے والے کی طرف لوٹے گا یعنی کہنے والا کافر و فاسق ہو جائے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اَیُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِاَخِیْهِ کَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا اِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَیْهِ (مسلم شریف جلد اوّل ص۵۷)

اگر کسی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا اگر کہنے والے نے جیسا کہا تو وہ ویسا ہی تھا تو وہ کافر اور اگر وہ ایسا نہ تھا تو کفر کہنے والے کی طرف لوٹے گا۔

اگر تدعوا کا معنی پکارنا ہو تو؟

سامعین حضرات! اگر اس آیت میں تَدْعُوْن کا معنی پکارنا ہو تو کیا

یَا اَبِی اے میرے ابا جان

یَا اُمِّی اے میری اماں جان

یَا اَخِی اے میرے بھائی جان

کہنے والے اور باپ، ماں، بھائی کو پکارنے والے سب ملاں کے فتویٰ کے مطابق کافر اور مشرک ہو گئے؟ حالانکہ یہ روز مرہ زندگی میں ہر آدمی پکارتا اور کہتا رہتا ہے۔

اگر پکارنا شرک ہے تو؟

اگر اللہ کے علاوہ کسی کو پکارنا شرک ہے تو پھر بتایئے پھر کون کون مشرک ہے؟ سنیئے قرآن پاک

حضرت یوسف علیہ السلام نے پکارا

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام اپنے والد ماجد حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کو اپنا خواب بیان کرتے ہوئے عرض کیا

یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ۝ (پ۱۲ سورۃ یوسف آیت نمبر۴)

اے ابا جان! میں نے گیارہ ستاروں، سورج اور چاند کو دیکھا کہ مجھ کو سجدہ کرتے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹے کو پکارا

حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پکارتے ہوئے فرمایا

یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤی اِخْوَتِكَ (پ۱۲ سورۃ یوسف آیت نمبر۵)

اے بیٹے اپنے خواب کو اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا

حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے بیٹے کو پکارا

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے حضرت اسماعیل کو فرمایا

یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ (پ۲۳ سورۃ الصافات آیت نمبر۱۰۲)

اے بیٹے میں نے دیکھا ہے خواب میں کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں۔

حضرت ابراہیم کو اسماعیل علیہ السلام نے پکارا

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے جواب عرض کرتے ہوئے کہا

یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (پ۲۳ سورۃ الصافات آیت نمبر۱۰۲)

اے ابا جان آپ ویسا ہی کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ کو پکارا

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جب چالیس دن (عبادت کرنے کے بعد) قوم میں آئے تو قوم کو بچھڑے کی پرستش کرتے ہوئے پایا اور غصہ میں آ کر حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی مبارک کو پکڑا تو حضرت ہارون علیہ السلام نے کہا

يَا ابْنَ اُمَّ لَاتَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي (پ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت نمبر۹۴)

اے میری ماں کے بیٹے (میرے بھائی) نہ پکڑو میری داڑھی کو اور نہ میرے سر کو

ملائکہ نے حضرت زکریا کو پکارا

ملائکہ نے حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کو پکارا

یَا زَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ (پ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۷)

اے زکریا ہم آپ کو لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

حضرت یحیٰ علیہ السلام کو پکارا گیا

قرآن کریم میں موجود ہے کہ

یَا یَحْیٰ خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّۃٍ (پ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر۲۱)

اے یحیٰ کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لیجئے۔

ان سب پر کیا فتویٰ ہے

گرامی حضرات! ایسی بے شمار مثالیں قرآن کریم سے پیش کی جا سکتی ہیں تو کیا یہ سب پکارنے والے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد ملاں کے فتویٰ کے مطابق مشرک ہو گئے۔

درست ترجمہ یہ ہے

ثابت ہوا کہ محض پکارنا شرک نہیں بلکہ اللہ کے علاوہ کسی کو معبود سمجھ کر پکارنا

شرک ہے۔ تو آیت کریمہ میں یہی بیان فرمایا گیا کہ جو اللہ کے علاوہ کسی کو معبود سمجھ کر پکاریں تو پھر صحیح ترجمہ یہی ہو گا کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ

وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں (عبادت کے طور پر پکارتے ہیں) اللہ کے علاوہ کسی اور کو اسی لئے تمام مفسرین نے یہی ترجمہ کیا مگر یہ مودودی، کانگریسی، دیوبندی، وہابی مولوی اور ان کے مفسرین یہاں غلط ترجمہ کرتے اور فریب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ

وہ لوگ جو اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں کسی کو

اور پھر فتویٰ دیتے ہیں کہ

اگر کسی نبی کو پکارا

اگر کسی ولی کو پکارا

اگر مولا علی کو پکارا

اگر غوث جلی کو پکارا

تو مشرک ہو جاؤ گے! کیونکہ یہ سب من دون اللہ ہیں۔

دوسری بات، من دون اللہ کون ہیں

اس آیت کریمہ میں لفظ "مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" سے مراد انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو لینا یہ بھی تمام مفسرین سابقین بلکہ خود کلام خداوندی کی مخالفت ہے۔ یہ ہی دوسری اہم بات ہے جو میں نے آپ کو سمجھانی ہے کہ

کیا انبیاء و اولیاء من دون اللہ ہیں؟

کیا اس آیت کریمہ میں من دون اللہ سے مراد یہی نفوس قدسیہ ہیں؟

ابراہیم علیہ السلام کا خطاب

گرامی حضرات آیئے قرآن کریم سے سوال کریں کہ من دون اللہ کون ہیں؟

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا قول اللہ کریم نے ذکر فرمایا کہ آپ نے اپنی قوم سے فرمایا یہ جن کے متعلق پوچھتے ہو کہ کس نے انہیں توڑا ہے اگر یہ بولتے ہیں تو پوچھو ان سے؟ پھر فرمایا

اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (پ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۶۷)

تف ہے تم پر اور جو عبادت کرتے ہیں اللہ کے علاوہ کسی اور کی ان پر

قوم کسے پوجتی تھی

ایمان داری سے بتاؤ یہ قوم کسے پوجتی تھی

کیا یہ کسی نبی کی عبادت کرتے تھے؟

کیا یہ کسی ولی کی عبادت کرتے تھے؟

نہیں! بلکہ یہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کو پکارتے تھے ...... انہیں الٰہ اور معبود تصور کرتے تھے۔

ثابت ہوا

ثابت ہوا کہ

من دون اللہ انبیاء نہیں بلکہ بت ہیں

من دون اللہ اولیاء نہیں بلکہ بت ہیں

انبیاء تو من دون اللہ کی عبادت سے منع کرنے کے لئے جلوہ گر ہوتے رہے

اولیاء تو من دون اللہ سے قوم کو ہٹانے کے لئے آتے ہیں

لیکن ملاں نے معاملہ الٹ کر دیا۔

انبیاء کو من دون اللہ کہہ دیا

اولیاء کو من دون اللہ کہہ دیا

خرد کو جنوں کہہ دیا جنوں کو خرد

کیا یہ تفسیر بالرائے نہیں؟

کیا یہ قرآن کی تحریف نہیں؟

یہ ملاں

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

اپنا عقیدہ قرآن و حدیث میں دکھاؤ

مولویو!

کوئی ایک آیت بتاؤ جس میں انبیاء کو من دون اللہ کہا گیا ہو؟

کوئی ایک روایت ایسی دکھاؤ جس میں اولیاء کو من دون اللہ کہا گیا ہو؟

کسی صحابی کا

کسی قرونِ اُولیٰ کے مفسر کا

کسی سابقہ محدث کا

ایک قول دکھاؤ جس میں من دون اللہ سے مراد بت نہ ہوں بلکہ جو تم بکتے ہو وہ ہوں؟

ایک آیت نہیں دکھا سکتے

ایک حدیث نہیں دکھا سکتے

ایک قول نہیں دکھا سکتے

تم زہر کا پیالہ تو پی سکتے ہو مگر اپنا یہ زہریلا عقیدہ قرآن، حدیث، اجماع صحابہ سے ثابت نہیں کر سکتے۔

امام بخاری نے فرمایا

میں نے اپنا عقیدہ قرآن سے دکھایا کہ من دون اللہ بت ہیں اور سنو میں بخاری سے دکھاتا ہوں ملاحظہ کیجئے امام بخاری نے نقل کیا کہ

وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ (پ۲۴ سورۃ الزمر آیت نمبر ۳۶)

اور آپ کو ڈراتے ہیں ان لوگوں سے جو اللہ کے سوا ہے

مِنْ دُوْنِهٖ بِالْاَ وْثَانِ (بخاری شریف جلد ثانی ص ۱۰۱۷)

من دونہ سے مراد اوثان یعنی بت ہیں

ہر لمحہ بخاری بخاری کے نغمے الاپنے والو اور قرآن کے بعد صحیح بخاری کا درجہ بتانے والو کیا تم نے بخاری میں یہ پڑھا نہیں ہے؟ لیکن بات دراصل یہ ہے کہ

بے عشق نبی جو پڑھتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو بخاری نہیں آتی

قرآن میں من دون اللہ بتوں کو فرمایا گیا

بخاری میں من دون اللہ بتوں کو فرمایا گیا

لیکن ملاں نے شرارت کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ میں نہیں کہتا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جسے امام بخاری نے ہی نقل کیا کہ

یہ شرارتی لوگ ہیں! ابن عمر کا ارشاد

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرٰهُم شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ اِنْطَلَقُوا اِلٰى اٰيٰتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ○

(بخاری شریف جلد ثانی ص ۱۰۲۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے لوگوں کو اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ شرارتی تصور فرماتے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو منطلق کرتے ہیں ایسی آیات کو جو کفار کے لئے نازل ہوئیں مومنوں پر

یعنی یہ شرارتی ٹولہ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو مومنوں پر چسپاں کرتا ہے۔

کافر من دون اللہ کو پکارتے اور ان کی عبادت کرتے تھے یہ شرارتی ملاں مومنوں کے متعلق ایسی باتیں کرتا ہے کہ

یہ مسلمان بت پرست ہیں

یہ مسلمان من دون اللہ کو پکارتے ہیں

یہ مسلمان من دون اللہ کی عبادت کرتے ہیں

معلوم یوں ہوتا ہے کہ ان مولویوں سے پہلے ان کے آباؤ اجداد بھی حضرت ابن عمر کے زمانہ میں یہی کام کرتے تھے اور یہ ان کا جدی پشتی فعل ہے ان کا موروثی کام ہے

دین ملاں فی سبیل اللہ فساد
الفساد الفساد الفساد

محبوب ان کافروں سے فرما دیجئے

گرامی قدر حضرات! جتنے انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے سب نے اپنی اپنی اقوام کو من دون اللہ کی عبادت سے روکا...... وہ سب کی سب قومیں بتوں کی پوجا کرتی تھیں تو پتہ چلا کہ ہر نبی نے من دون اللہ بتوں کو ہی کہا حتیٰ کہ میرے آقا علیہ السلام کو باری تعالیٰ نے حکم فرمایا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ○ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ○

(پ ۳۰ سورۃ الکافرون آیت نمبر ۱۔۲۔۳)

(اے حبیب!) فرما دیجئے اے کافرو! میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اور تم اس کی عبادت نہیں کرتے جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔

یہ کافر کس کی عبادت کرتے تھے؟

مولویو! تمہیں اپنے آپ کی قسم ہے بتاؤ

میرے آقا علیہ السلام کس کی عبادت کرتے تھے؟

اور یہ کافر کس کی عبادت کرتے تھے؟

صاف ظاہر ہے

حضور عبادت کرتے تھے — اللہ کی

کافر عبادت کرتے تھے — بتوں کی

تو پتہ نہ چل گیا کہ کافر جن کی عبادت کرتے تھے وہ بت ہیں...... من دون اللہ

اور میرے حبیب پاک جس کی عبادت فرماتے تھے وہ ہے...... اللہ

ہم جس کی عبادت کرتے ہیں وہ ہے...... اللہ

ملاں ہمیں بھی بت پرست کہتا ہے اور آپ موحد بنا پھرتا ہے...... دن رات من دون اللہ...... من دون اللہ کے وظیفے کرتا رہتا ہے...... کثرت سے من دون اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے اور بتوں کا پجاری ہمیں کہتا ہے۔ اقبال مرحوم کہتے ہیں کہ ؎

سمجھ میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
تیرا دماغ ہی بت خانہ ہو تو کیا کہیے

تیسری بات

معزز سامعین!

تیسری بات جو ملاں کہتا ہے کہ یہ نبی اور ولی مکھی کا پر نہیں بنا سکتے معاذ اللہ اور پڑھتا ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ

(پ۱۷ سورۃ الحج آیت نمبر ۷۳)

یہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ کے سوا ان کو جو اکٹھے ہو کر مکھی نہیں بنا سکتے

ملاں کی جہالت

ملاں کی جہالت دیکھیں

اس نے اس آیت کو پڑھ کر خود تسلیم کیا اور تعین کر دیا کہ

''من دون اللہ وہ ہیں جو مکھی نہیں بنا سکتے''

دراصل یہ ہمارا عقیدہ مان گیا ہم بھی تو یہ کہتے ہیں کہ

لاکھوں من دون اللہ اکٹھے ہو جائیں وہ مکھی نہیں بنا سکتے۔

کروڑوں لات منات عزیٰ اہل و ہبل مل کر مکھی نہیں بنا سکتے۔

یہ بات ملاں نے تسلیم کر لی اس کے بعد اپنی طرف سے مفہوم گھڑ کے اپنی جہالت کا اعلان کر دیا کہ اس سے مراد انبیاء و اولیاء ہیں معاذ اللہ

عقیدہ درست کرو

ہم کہتے ہیں ملاں جی عقیدہ درست کرو اور اپنے پہلے قول پر ہی رہو اور وہ یہ ہے کہ

تمام دنیا کے من دون اللہ مکھی نہیں بنا سکتے

مگر اللہ کی عطا فرمودہ طاقت سے اللہ کا ایک ہی پیغمبر پرندے بنا کر اڑا سکتا ہے۔

تو تیسری بات یہی تھی کہ

کیا انبیاء و اولیاء مکھی نہیں بنا سکتے؟

عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں

آیئے قرآن کا مطالعہ کیجئے تو ہمارا عقیدہ اس کتابِ لاریب سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اعلان فرماتے ہیں

أَنِّيْ أَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ (پ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۹)

بے شک میں تمہارے لئے تخلیق کروں گا مٹی سے جیسے کہ پرندہ پھر میں اس میں پھونک ماروں گا تو وہ اللہ کے حکم سے اڑنے لگے گا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مکھی نہیں بنا سکتا

پیغمبر پرندہ بنا کر اڑا سکتا ہے

تو پتہ چل گیا من دون اللہ اور ہیں   انبیاء اللہ اور ہیں

من دون اللہ اور ہیں   اولیاء اللہ اور ہیں

ملاں من دون اللہ اور ولی اللہ میں تمیز نہیں کرتا

ملاں من دون اللہ اور نبی اللہ میں فرق نہیں رکھتا

مگر اللہ تعالیٰ نے فرق ظاہر فرماتے ہوئے فرمایا کہ

من دون اللہ وہ ہیں کہ

لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا

مکھی تخلیق نہ کر سکیں

اور نبی اللہ وہ ہے کہ جو فرمائے

اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ ـ

میں مٹی سے پرندہ بنا کر اڑا سکتا ہوں

واقعۂ خلیل در کتاب جلیل

ادھر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو فرمایا

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ

چار پرندوں کو پکڑو...... ان کو پال پوس کر ذبح کرو

گوشت بنا کر قیمہ کرلو...... چاروں کا قیمہ ملا کر پھر اس کے چار حصے کرلو اور پھر

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا

ان چاروں حصوں کو پہاڑوں پر ایک ایک حصہ کر کے رکھ دو

ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا (پ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۶۰)

پھر ان کو آواز دو تو یہ دوڑتے ہوئے آپ کے پاس آجائیں گے

یہ اللہ کا قرآن ہے

ملاں جی!

یہ کوئی قصہ فرضی نہیں

کوئی گھڑی گھڑائی کہانی نہیں

کوئی ڈائجسٹ کا واقعہ نہیں

کوئی ناول کی اسٹوری نہیں

یہ اللہ کا قرآن ہے

وہ جانور

جن کو ذبح کرلیا گیا

گوشت ہڈیوں سے علیحدہ کردیا گیا

اس کا قیمہ بنالیا گیا

پھر چاروں کا قیمہ ملا دیا گیا

ملے ہوئے قیمہ کے چار حصے کردیئے گئے

ہر حصہ علیحدہ علیحدہ پہاڑ پر رکھ دیا گیا

ثُمَّ ادْعُهُنَّ

اے میرے خلیل اب ان کو آواز دے

گرامی حضرات! غور کریں یہاں "اُدْعُهُنَّ" کا ترجمہ کیا ہے

ان کو بلا   آواز دے

یہ نہیں کہ ان کی عبادت کر

پتہ چلا کہ پکارنا اور ہے عبادت کرنا اور ہے۔

ہم اولیائے کاملین کو پکارتے ہیں ملاں کہتا ہے شرک ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے پرندوں کو پکارا

ثُمَّ ادْعُهُنَّ

پکارو ان کو

اور کہو اے پرندو!

میں کیوں نہ کہوں یا حَبِیبِی اَغِثْنِی

ملاں یارسول اللہ کہنے سے روکتا ہے

ملاں یاعلی کہنے سے روکتا ہے

ملاں یاغوث کہنے سے روکتا ہے

اللہ خلیل کو حکم فرماتا ہے

ثُمَّ ادْعُهُنَّ

اب ان کو آواز دو

اگر قیمہ شدہ پرندوں کو پکارنے سے شرک نہیں ہوتا تو انبیاء و اولیاء کو پکارنے سے شرک کیوں ہوتا ہے؟

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

میں کیوں نہ کہوں یاحَبِیبِی اَغِثْنِی

اسی نام سے تو مصیبت ٹلی ہے

یارسول اللہ کے منکر کو صحابہ کے دھکے

حضرات گرامی! میں ثابت کرتا ہوں کہ جو یارسول اللہ نہ کہے صحابہ کرام علیہم الرضوان اسے دھکے دے دے کر مارتے۔ ملاحظہ ہو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ علیہ السلام کے پاس کھڑا ہوا تھا کہ علماء یہود میں سے ایک عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ

اے محمد السلام علیکم

حضرت ثوبان کہتے ہیں

فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا

میں نے اسے اتنے زور سے دھکا دیا کہ وہ گرنے کے قریب ہو گیا اور گرتے گرتے بچا

اس نے کہا کہ تم نے مجھے دھکا کیوں دیا ہے؟ میں نے کہا

اَلَا تَقُوْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

تو یارسول اللہ کیوں نہیں کہتا؟

(الصحیح المسلم المجلد الاول ص ۱۴۶)

پتہ چل گیا کہ

یہودی شروع سے یارسول اللہ کا منکر ہے

اور اگر کسی مجلس میں یارسول اللہ کا منکر آجائے تو دھکے دے کے نکال دو۔

اگر مسلم شریف میں حدیث نہ ہو جو سزا چاہو میں بھگتنے کو تیار ہوں؟

اگر حدیث ہو تو کہو یارسول اللہ

میں کیوں نہ کہوں یاحَبِیبِی اَغِثْنِی

اسی نام سے تو مصیبت ٹلی ہے

ابوجہل، ابولہب، عتبہ، عتیبہ، شیبہ اور ان کی پارٹی نے نہ کبھی یارسول اللہ کہا نہ کہتی ہے نہ کہے گی۔

صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی، حیدر کرار اور ان کی پارٹی یارسول اللہ کہتی رہی ہے کہتی ہے اور کہتی رہے گی۔

فرمایا اے خلیل اب دے آواز ان پرندوں کو

آواز دی تو وہ دوڑتے ہوئے آ گئے۔

مِن دونِ اللہ مکھی نہیں بنا سکتے

خلیل اللہ مردہ پرندوں کو اڑا سکتے ہیں۔

پتہ چلا

نبی اللہ من دون اللہ نہیں

اور من دون اللہ نبی اللہ نہیں

ولی اللہ من دون اللہ نہیں اور من دون اللہ ولی اللہ نہیں۔

اسے نہ پکارو جو کبھی نہیں بنا سکتا

اسے پکارنے کا کیا فائدہ

وہ تو سن بھی نہیں سکتا...... دیکھ بھی نہیں سکتا

من دون اللہ سنتے دیکھتے پکڑتے چلتے نہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (پ۹ سورۃ الاعراف آیت نمبر۱۹۴)

(اے کافرو) بے شک وہ جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا بندے ہیں تمہاری طرح تو پکارو انہیں پس چاہئے کہ قبول کریں تمہاری پکار کو اگر تم سچے ہو۔

اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَآ

کیا ان کے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلیں

اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَآ

کیا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑیں

اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَآ

کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں

اَمْ لَھُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا ط (پ۹ سورۃ الاعراف آیت نمبر۱۹۵)

کیا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنیں

یہ بت چل نہیں سکتے جنہیں فرمایا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ

یہ بت پکڑ نہیں سکتے جنہیں فرمایا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ

یہ بت دیکھ نہیں سکتے جنہیں فرمایا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ

یہ بت سن نہیں سکتے جنہیں فرمایا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ

تو پھر انہیں پکارنے کا کیا فائدہ

فرمایا:

فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ

اگر یہ تمہیں جواب دیتے ہیں تو انہیں پکارو

یہ من دون اللہ تو جواب تک نہیں دے سکتے پھر انہیں پکارنے کا کیا فائدہ۔

نبی اور ولی سنتے ہیں

پکارو اس نبی اللہ کو جو گنبد خضریٰ سے تمہیں جواب دے

پکارو ان اولیائے کاملین کو جو اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً

جن کو حیات طیبہ مل چکی ہے

جن کے پاؤں ہیں اور وہ چل سکتے ہیں

جن کے ہاتھ ہیں اور وہ پکڑ سکتے ہیں

جن کی آنکھیں ہیں اور وہ دیکھ سکتے ہیں

جن کے کان ہیں اور وہ سن سکتے ہیں

اور وہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں

عبادت نہ کرو...... انہیں معبود نہ کہو...... ہاں پکارو

محبوبانِ خدا سمجھ کر

مقربانِ خدا سمجھ کر

اولیاء اللہ سمجھ کر

من دون اللہ کو نہ پکارو	اولیاء اللہ کو پکارو
من دون اللہ کو نہ پکارو	انبیاء اللہ کو پکارو

ملاں کا اعتراض

اب ملاں ایک اعتراض کر سکتا ہے کہ جو آیت پیش کی گئی ہے اس میں لفظ ہے "عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ"، یہ بھی تمہارے جیسے بندے ہیں تو بت بندے تو نہیں ہوتے؟

اعتراض کا جواب امام قرطبی سے

اس کا جواب امام قرطبی نے دیا کہ

وَسُمِّیَتِ الْاَوْثَانُ عِبَادًا لِاَنَّهَا مَمْلُوْكَةٌ لِلّٰهِ مُسَخَّرَةٌ (تفسیر قرطبی)

بتوں کو عباد کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بھی تمہاری طرح اللہ کے مملوک ہیں اور تمہاری طرح اس کے پیدا کردہ اور مخلوق

اَلْمَعْنٰی اَنَّ الْاَصْنَامَ مَخْلُوْقَةٌ اَمْثَالُكُمْ (قرطبی)

مطلب یہ ہے کہ بے شک یہ بت بھی تمہاری طرح مخلوق ہیں۔

جواب امام رازی سے

امام رازی فرماتے ہیں کہ ان بتوں کو بندے اس لئے کہا کہ ان مشرکین مکہ کا یہ اعتقاد تھا کہ یہ زندہ ہیں اور سنتے سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کے اعتقاد کے مطابق ان سے بات کی گئی۔ (تفسیر کبیر امام رازی)

جواب فقیر کی طرف سے

فقیر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (پ ۲۸ سورۃ التغابن آیت نمبر ۱)

زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ بھی ہے وہ تمام کا تمام اللہ کی تسبیح کرتا ہے

تو وہ بت بھی اللہ کی تسبیح کرتے تھے اس لئے فرمایا کہ یہ بھی تمہاری طرح میری

عبادت کرتے ہیں۔

لیکن ان کی زبان نہیں جس سے اس عبادت کی سمجھ آئے تو یہ بے کیف عبادت کرتے ہیں۔

بہرکیف ان مفسرین کرام کی وضاحت سے ثابت ہوا کہ اس آیت میں من دون اللہ سے مراد بت ہی ہیں۔

ان کو نہ پکارو جنہیں تم نے آپ بنایا ہے اور گھڑ لیا ہے۔

ان کو پکارو جنہیں میں نے بنایا ہے اور اپنے نور سے بنایا ہے۔

بت نور سے بہت دور	نبی نورٌ علٰی نورٌ
بت نار ہی نار ہے	نبی نوری نوری سرکار ہے
بت مادیت ہے	نبی حقانیت ہے
بت پہ رب کی مار ہے	نبی سے رب کو پیار ہے
بت مٹی کی مورت ہے	نبی قدرت کی صورت ہے
وہ من دون اللہ ہے	یہ نبی اللہ ہے
وہ غیر اللہ ہے	یہ ولی اللہ ہے

بت دیکھتا سنتا نہیں

بت دیکھتا نہیں ...... بت سنتا نہیں فرمایا

اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَا

اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا

کیا ان بتوں کی آنکھیں ہیں جن سے یہ دیکھیں

کیا ان بتوں کے کان ہیں جن سے سنیں

ولی کے کان اور آنکھیں

اور ولی کے متعلق فرمایا

فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ (صحیح البخاری المجلد الثانی ص ۹۶۳)

کُنْتُ بَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ (ایضاً)

ولی کا کان میں ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے

ولی کی آنکھ میں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے

بت چلتا پکڑتا نہیں

من دون اللہ کے متعلق فرمایا

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا

اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا

کیا من دون اللہ کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلے

کیا من دون اللہ کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑ لے

ولی کا ہاتھ اور پاؤں

ولی اللہ کے متعلق فرمایا

کُنْتُ رِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا (بخاری شریف جلد ثانی ص ۹۶۳)

کُنْتُ يَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا

ولی کا قدم میں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے

ولی کا ہاتھ میں بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے

فرمایا یہ من دون اللہ جن بتوں کو تم پکارتے ہو جواب نہیں دے سکتے

اور یہ ولی اللہ جنہیں میں نے بنایا ہے۔

ولی کی زبان

کُنْتُ لِسَانَهُ الَّذِي يَنْطِقُ بِهِ (مشکوۃ شریف)

اس کی زبان میں بن جاتا ہوں جس سے یہ بولتا ہے

بت شفاعت نہ کریں گے

کل قیامت کو میدان محشر میں

یہ بت شفاعت نہ کر سکیں گے

اور میرے نبی اور ولی شفاعت کریں گے

انبیاء علماء شہداء شفاعت کریں گے

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا

تین گروہ قیامت کے دن شفاعت کریں گے

پہلے انبیاء

دوسرے علماء

تیسرے شہداء (ابن ماجہ شریف)

یہ بت جنہیں تم زندہ سمجھتے ہو اور ان کو پوجتے ہو یہ تمہیں جان پہچان نہیں سکتے ...... مگر میرے آقا اپنی تربت مقدسہ پر آنے والے کو پہچانتے بھی ہیں اس کی شفاعت بھی فرمائیں گے۔ فرمایا

مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي (جذب القلوب از شیخ محقق دہلوی ص ۲۰۲)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی

سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی

یہ بت اپنے پاس بیٹھے ہوئے کو دیکھ نہیں سکتے مگر اللہ کا نبی کئی میلوں سے چیونٹی کو دیکھ بھی سکتا ہے اس کی آواز سن بھی سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (پ۱۹ سورۃ النمل آیت نمبر ۱۸)

چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو اپنے اپنے مساکن میں داخل ہو جاؤ سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں روند ڈالے گا اور انہیں پتہ بھی نہیں چلے گا

کئی میل سے چیونٹی کی آواز کو سن کر سلیمان علیہ السلام نے تبسم فرمایا اور مسکرا دیئے۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا (پ۱۹ سورۃ النمل آیت نمبر۱۹)

پس مسکرادیئے سلیمان (علیہ السلام) اس چیونٹی کے قول سے

مولویو! تم نبی اور ولی کی بصارت کے منکر ہو اور وہ چیونٹی اپنی بصارت کا اعلان کر رہی ہے کہ میں سلیمان اور ان کے لشکر کو آتے ہوئے دیکھ رہی ہوں اور یہ تمہیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کیونکہ قرآن کریم کی آیات ہیں

اگر تسلیم نہ کرو تو	قرآن کے منکر
اگر تسلیم کرو تو	اپنے غلط عقیدہ کے منکر

تو پھر جب ایک چیونٹی کی بصارت تسلیم کرتے ہوئے تمہاری توحید تمہیں من دون اللہ کا سبق یاد نہیں کرواتی

تو انبیاء و اولیاء کی بصارت تسلیم کرتے ہوئے تمہیں من دون اللہ کا جنون کیوں سوار ہوتا ہے؟

گرامی قدر سامعین میں نے تین باتیں آپ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ

۱۔ ہم من دون اللہ کو نہیں پکارتے بلکہ رسول اللہ کو اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں۔

۲۔ من دون اللہ اور ہیں انبیاء اللہ...... اولیاء اللہ اور ہیں۔

۳۔ من دون اللہ مکھی نہیں بنا سکتے اور انبیاء پرندے بنا کر اڑا سکتے ہیں۔

اور ایک اپنی سی کوشش کی ہے کہ جس آیت کو صبح و شام اور شب و روز ملاں نے حرزِ جان بنا کر اس کا ترجمہ توڑ مروڑ کر عوام اہلسنّت کو گمراہ کرنے پر کمر باندھ رکھی ہے اس آیت کا صحیح مفہوم پیش کرسکوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ

اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ

بے شک اے وہ لوگو جو عبادت کرتے ہو تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ بتوں کی وہ بت جو ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے

جو کچھ عرض کیا اسے قبول فرمایئے اللہ تعالیٰ عقیدہ درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

زیارت و شفاعت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ (جذب القلوب ص۲۰۲ اردو)

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

مقام محبوب

گرامی حضرات! میں نے ایک حدیث پاک اس وقت تلاوت کی ہے جس کا مفہوم سمجھنے کے لئے پہلے ایک بات تمہیدی طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری کائنات کے انسانوں میں ایک اعلیٰ و ارفع اور امتیازی مقام و مرتبہ ہے اور آپ کے مرتبہ کو انسان تو کیا نوری ملائکہ اور ان کے سردار جبریل امین علیہ السلام بھی نہیں پا سکتے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا — تجھے یک نے یک بنایا
وہ کنواری پاک مریم وہ نَفَختُ فِیْهِ کا دم
ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا — وہی سب سے افضل آیا

ساری کائنات کے عام انسان — ایک ولی کے برابر نہیں
ساری کائنات کے ولی — غوثِ جلی کے برابر نہیں
ساری کائنات کے غوث — تبع تابعی کے برابر نہیں
ساری کائنات کے تبع تابعین — ایک تابعی کے برابر نہیں
ساری کائنات کے تابعین — ایک صحابی کے برابر نہیں
سارے کے سارے صحابہ — صدیق اکبر کے برابر نہیں
سارے کے سارے صدیقین — ایک نبی کے برابر نہیں
سارے کے سارے نبی — حضور علیہ السلام کے برابر نہیں

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا دوبالا ہمارا نبی

قبر انور سب قبور سے افضل

اسی طرح تمام کائنات کی قبریں میرے آقا کی قبر مبارک کے برابر نہیں ہیں ...... جس طرح میرے آقا تمام کائنات کے انسانوں سے اعلیٰ اسی طرح آپ کی قبر مبارک تمام قبور سے افضل ہے۔

جنت سے اعلیٰ

حضرات گرامی! میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ و السلام کی قبر انور تو جنت سے بھی

اعلیٰ مقام ہے کیونکہ جنت میں کوئی مقام اب تک ایسا نہیں جس سے میرے آقا علیہ السلام کے جسد مبارک کو نسبت ہو مگر وہ قبر انور حضور علیہ السلام کے جسد منورہ سے منسوب ہے۔

بلند مقام

ذرا توجہ فرمائیں!

میرے آقا علیہ السلام کی زیارت کرنے والا انسان بہت ہی بلند مقام کا حامل ہے کیونکہ اسے صحابیت کا درجہ حاصل ہے اور صحابی کا درجہ نبوت کے بعد سب سے بلند و بالا ہے۔ اسی طرح جس نے حضور علیہ السلام کی قبر منورہ کی زیارت کی ہو وہ بھی عام انسانوں اور زیارت نہ کرنے والوں سے بلند مقام کا حامل ہے۔

عبادت اور زیارت

ایک ہے عبادت اور ایک ہے زیارت

ساری کائنات عبادت کر کے اس کے درجہ کو نہیں پا سکتی جس نے حضور علیہ السلام کی زیارت کی ہو۔

یہی وجہ ہے کہ زیارت کا مقام عبادت سے بلند ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب عبادت کے بالمقابل زیارت آجائے تو عبادت کو چھوڑ دو اور زیارت کرو...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

اِسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ اِذَا دَعَاكُمْ (پ۹ سورۃ الانفال آیت نمبر۲۴)

جب اللہ کے رسول تمہیں یاد فرمائیں تو تم فوراً حاضر ہو جاؤ

تم کسی حالت میں بھی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضر ہو جاؤ۔

نماز عبادت ہے

حج عبادت ہے

اور حضور کے پاس حاضر ہونا زیارت ہے

جب رسول اللہ بلائیں تو نماز و حج کو چھوڑ دو اور پہلے آپ کے پاس حاضر ہو جاؤ۔

عبادت قربان زیارت پر

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس پر عمل کر کے دکھایا...... مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ نے سرکار بدقرار علیہ السلام کے آرام و استراحت کے لئے نماز قربان کر دی اور عبادت پر زیارت کو ترجیح دی

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز

وہ بھی عصر کہ سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

جس نے میری قبر کی زیارت کی

گرامی قدر سامعین! اسی طرح آج بھی عبادت کرنے والوں کو وہ مقام حاصل نہیں ہوتا جو روضۂ انور کی زیارت کرنے والوں کو حاصل ہو جاتا ہے...... میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ (جذب القلوب ص۲۰۲)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہو گئی

نماز عبادت ہے مگر نمازی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میرے لئے سرکار کی شفاعت واجب ہے

روزہ عبادت...... حج و زکوٰۃ عبادت مگر حاجی و روزے دار کے لئے شفاعت یقینی نہیں اس لئے کہ نا معلوم یہ نماز...... یہ روزہ...... یہ حج مقبول ہے یا مردود مگر جس نے حضور کی قبر انور کی زیارت کی اسے یقین کر لینا چاہئے کہ اس کی شفاعت حضور پر واجب ہے کیونکہ سرکار علیہ السلام نے اس پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔

مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے

لوگ کہتے ہیں

لوگ بڑی دلیری سے کہتے ہیں قبروں پر نہ جاؤ یہ شرک ہے یہ قبریں مٹی کی ڈھیریاں ہیں ان سے کیا ملتا ہے؟

یہ قبر رسول ہے

فرمایا مولوی

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ

ٹھہر جا یہ تیرے باپ کی قبر نہیں

یہ کسی مولوی ملاں کی قبر نہیں

یہ کسی وزیر یا مشیر کی قبر نہیں

یہ کسی دنیاوی بادشاہ کی قبر نہیں

قَبْرِیْ

یہ میری قبر ہے

یہ امام الانبیاء کی قبر ہے

یہ فاطمہ کے بابل کی قبر ہے

یہ حسنین کے نانا جان کی قبر ہے

یہ صدیق اکبر کے آقا کی قبر ہے

یہ فاروق اعظم کے مولا کی قبر ہے

یہ عثمانِ غنی کے ملجا کی قبر ہے

یہ مولا علی کے ماویٰ کی قبر ہے

یہ اللہ کے یار کی قبر ہے

یہ نبیوں کے سردار کی قبر ہے

اگر کسی مولوی کی قبر ہو

کسی مولوی کی قبر ہو تو وہاں سے کچھ نہیں ملتا

کسی مفتی کی قبر ہو تو وہاں سے کچھ نہیں ملتا

کسی وزیر کی قبر ہو تو وہاں سے کچھ نہیں ملتا

کسی بادشاہ کی قبر ہو تو وہاں سے کچھ نہیں ملتا

اگر میری قبر ہو تو

مگر میری قبر ہو تو

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ

اے میرے امتی

اے میرے ساتھ محبت رکھنے والے

اے میری الفت کو سینہ میں سجانے والے

اے میرے عشق کو دل میں رکھ کر میری قبر پر آنے والے

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ

اب تو یہ نہ سوچ کہ میرا کیا بنے گا؟

اب تو یہ نہ سوچ کہ میرے گناہوں کا کیا بنے گا؟

بس میری قبر پہ آ جا

وہاں آنا تیرا کام

تجھے بخشوانا میرا کام

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ

جتنے گناہ تو نے کئے ہیں

جتنے جرم تو نے کئے ہیں

جتنی غلطیاں تو نے کی ہیں

میری قبر کی زیارت تو کر لے قیامت کو دامن میں تجھے میں چھپالوں گا

میری قبر کی زیارت تو کر لے قیامت کو معافی میں دلوادوں گا

آ بس میری قبر پر آ جا

اس خاک مقدس کی زیارت کر

اس پاک زمین کی زیارت کر

ان منور ذروں کی زیارت کر

جہاں میں آرام فرما ہوں

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ

میری قبر کی زیارت کر

یہ میری قبر ہے

کسی زہد و عابد ریاکار کی قبر نہیں

کسی مولوی مفتی ملاں کی قبر نہیں

قَبْرِیْ میری قبر

جب تو آ گیا میری قبر پر

جب تو آ گیا میرے روضۂ انور پر

بڑے ذوق کے ساتھ

بڑے شوق کے ساتھ

بڑی محبت کے ساتھ

بڑی الفت کے ساتھ

بڑے عرفان و وجدان کے ساتھ

بڑے ایمان کے ساتھ

آ گیا تو سن لے پھر مجھے اپنی مصطفائی کی قسم میں تیری شفاعت کروں گا

شفاعت واجب

وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ

نفسی نفسی کا عالم ہوگا

ماں بیٹی سے بیٹی ماں سے دور بھاگے گی

باپ بیٹے کا بیٹا باپ کا اجنبی ہوگا

یار کو یار نہیں پہچانے گا

جب آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک سب کہیں گے

نَفْسِیْ نَفْسِیْ

تو میں پکاروں گا اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ

جب آدم کہیں گے مجھے اپنی فکر ہے کیونکہ میں نے جنت میں شجر ممنوعہ کا دانہ کھا لیا تھا۔ مجھ سے بھول ہوگئی تھی۔ (مسلم شریف جلد اول ص ۱۰۹)

جب عیسیٰ علیہ السلام کے ہر رونگٹے سے خون جاری ہوگا اور سوال ہوگا

اے عیسیٰ کیا تم نے کہا تھا کہ لوگو میں اور میری ماں تمہارے الٰہ ہیں؟ اللہ کے سوا

تو وہ جواب دے رہے ہوں گے

تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ (پ ۷ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۶)

جب سارے نبی آدم خوف سے تھرتھرا رہے ہوں گے اور آواز آئے گی۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (پ ۲۴ سورۃ المؤمن آیت نمبر ۱۶)

آج کس کی بادشاہت ہے؟

اس خوف کے وقت میں

اس بے کسی کے عالم میں

اس بے بسی کی دنیا میں

اس کسمپرسی کے دور میں

میں تجھے کہوں گا أَنَا لَهَا

میں ہوں تیرے لئے

بس تو آجا میری قبر پر

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ

میں تیری شفاعت کروں گا

میں تجھے کملی میں چھپالوں گا ؎

ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

اے میرے غلام! اگر تو میدانِ محشر میں پیاسہ ہوگا تو تجھے وہ جام کوثر عطا کروں گا کہ جسے پی لینے کے بعد کبھی پیاس ہی نہ لگے۔

اگر تو میزان پر پریشان ہوگا تو میں تیری نیکیوں کے پلے میں وہ پرچی ڈال دوں گا کہ پھر وہ پلہ ہمیشہ بھاری ہی رہے۔

اگر تو پل صراط سے گرنے لگے تو میں تجھے خود تھام لوں گا۔

تین مقامات

حضرات گرامی! یہ کوئی مصنوعی منظر کشی نہیں ...... یہ کوئی لیلیٰ مجنوں کا قصہ نہیں ...... یہ میرے محبوب کے ارشادات طیبات ہیں۔ حدیث مصطفویہ میں موجود ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ

اَیْنَ اَطْلُبُکَ

قیامت کے ہولناک دن میں محشر کے اس خوفناک میدان میں میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ تو میرے آقا نے فرمایا کہ اَوَّلُ مَا تَطْلُبُنِیْ عِنْدَ الصِّرَاطِ سب سے پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔ عرض کیا اگر وہاں آپ کی ملاقات نہ ہو تو فرمایا

فَاطْلُبْنِیْ الْمِیْزَانَ

مجھے تلاش کرنا میزان کے پاس

اور اگر وہاں نہ پاؤ تو پھر

فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ

مجھے تلاش کرنا حوض (کوثر) کے پاس

فَاِنِّیْ لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلٰثَ الْمَوَاطِنَ (ترمذی مشکوۃ ص ۴۹۳)

میں ان تینوں مقامات پر ہی مل سکوں گا

یا پل صراط پر یا میزان پر یا حوض کوثر پر

چوتھا کوئی مقام نہ ہوگا جس پر میدان محشر میں میری ملاقات ہو۔

شاعر نے منظر کشی کی کہ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا ؎

یا ہوؤں گا کوثر پہ پلاتا ہوا پانی
یا میزان پہ ہوؤں گا تمہاری نگہداری
یا پل پہ کھڑا ہوؤں گا حفاظت کو تمہاری
گر گرنے لگے کوئی تو میں اس کو اٹھا لوں

عاشق وجد میں آ گیا اور کہنے لگا اگر ایسا ہی ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے تو پھر

گر حکم جہنم کا مجھے دی بھی الٰہی
بھیجے وہ پکڑنے کو میرے اپنے سپاہی
میں اس وقت یہ چلاؤں گا اور دوں گا دہائی
ٹھہرو میں ذرا اپنے محمد کو بلا لوں

اور جب میں سرکار کے اسم پاک کو پکار کر یا رسول اللہ یا رسول اللہ کی صدائیں بلند کروں گا تو

آئیں گے پھر سرکارِ والا اسی دم
فرمائیں گے اے امتی نہ کر تو کوئی غم

میں بن کر کہ آیا ہوں تیرا مونس و ہمدم
آ میرے گنہگار میں دامن میں چھپا لوں

فرمایا کہ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ

انس میں تیری شفاعت کروں گا

بلکہ اس وسیع شفاعت کو ملاحظہ کرکے حضرت انس نے عرض کیا جسے وہ خود ہی بیان فرماتے ہیں کہ

سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْفَعَ لِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا کہ آپ بروز قیامت میری شفاعت فرمائیں......تو آپ نے ارشاد فرمایا...... اَنَـا فَـاعِلٌ ...... میں تیری شفاعت کروں گا۔ (ترمذی......مشکوٰۃ ص۴۹۳)

خدا کی قسم مجھ کو حشر کا کھٹکا نہیں رہتا
مجھے جب یاد آتا ہے کہ میرا کون والی ہے

فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِيْ

ملاں اپنی جگہ ٹھیک ہے

ملاں کہتا ہے قبر نہ جانا...... یہ شرک ہے

دراصل ملاں اپنی جگہ ٹھیک کہتا ہے کیونکہ ہر کوئی کارکن اپنے لیڈر کی بات کو اہمیت دیتا ہے۔ ملاں کے لیڈر نے جو قبر پر جانے سے انکار کیا تھا تو ملاں کیوں نہ کرے؟

کشتی نوح اور ابلیس

حضرت ملا معین کاشفی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں کہ ”جب نوح علیہ السلام نے کشتی کا جائزہ لیا تو ابلیس کو ایک گوشہ میں چھپا ہوا دیکھا تو اس سے دریافت فرمایا تو کس کی اجازت سے کشتی میں آیا ہے؟...... کہنے لگا آپ کی اجازت سے نوح علیہ

السلام نے فرمایا مجھے تو تیری آمد کا علم نہیں۔ کہنے لگا آپ نے دراز گوش (گدھے) سے نہیں کہا تھا کہ اُدْخُلْ وَاِنْ كَانَ مَعَكَ الشَّيْطَانُ تو میں اس وقت اس کی دم میں لٹکا ہوا تھا اور اس کو آنے نہیں دے رہا تھا جب آپ نے اجازت دیدی تو ہم دونوں کشتی میں آ گئے۔“

نوح علیہ السلام نے فرمایا اس کو کشتی سے نکال دیں لیکن اس نے کہا کہ آپ کے لئے میری نگہداشت کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ میں کشتی سے نکلنے والا نہیں ہوں۔

اس وقت وحی آئی کہ اے نوح اسے چھوڑ دو۔ اس کے یہاں رکھنے میں حکمتیں پوشیدہ ہیں لہٰذا نوح علیہ السلام نے اس کو نکالنے کا خیال ترک کرکے اس کو نصیحتیں فرمائیں اور اس سے معلوم ہوا کہ وہ کیا وجوہ تھے جن کی وجہ سے تو نے خود کو مردودِ ازلی بنایا اور بنی آدم کو ورغلانے اور راہِ حق سے بھٹکانے کا کام کیا ایمان وعرفان کی بنیاد اپنے ضمیر سے اکھاڑ پھینکی اور کفر وطغیان کے پرچم لہرا دیئے۔

قبر آدم کو سجدہ کر

کہنے لگا اب آپ مجھے کیا کہتے ہیں اگر ان غلطیوں کا تدارک ہوسکتا ہے تو میں حاضر ہوں اور ان باتوں کی اگر تلافی ممکن ہوسکے تو میں تیار ہوں۔

نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ بارگاہِ احدیت میں توبہ کر اور استغفار کر شاید کہ ان غلطیوں کی تلافی ہو جائے۔

کہنے لگا ابھی تو یہ بھی معلوم نہیں کہ میری توبہ قبول بھی ہو جائے گی کہ نہیں؟

نوح علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تو جواب ملا

”اس کی توبہ صرف اس شرط پر قبول ہوگی کہ وہ تابوتِ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرلے“

نوح علیہ السلام نے ابلیس سے کہا کہ اب سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں کہ

تو تابوت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر لے۔

زندہ کو نہیں کیا قبر کو سجدہ کروں؟

کہنے لگا واہ یہ بھی کوئی بات ہوئی

''میں نے اس وقت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا جب وہ حیات تھے اب مردہ مٹی کے ڈھیروں کو سجدہ کروں؟ ناممکن ہے۔''

(معارج النبوت جلد اول ص ۱۵۸، ۱۵۹)

لیڈر نہیں گیا تو ماننے والا کیسے جائے؟

حضرات گرامی! بتائیے یہ ملاں اپنی پارٹی کے سب سے بڑے لیڈر کی بات کیسے ٹال سکتا ہے؟

جب لیڈر قبر پر نہیں گیا

جب قائد قبر پر نہیں گیا

جب ابلیس قبر پر نہیں گیا

تو اس کا ماننے والا کیسے جا سکتا ہے

مرقد داتا علی ہجویری

قبر ہو داتا علی ہجویری کی

حاضری ہو خواجہ اجمیری کی

تو علامہ اقبال بھی وجد میں آ کر کہتے ہیں کہ ۔

سید ہجویر مخدومِ اُمم

مرقدِ او پیر سنجر را حرم

قبروں پہ جاتے ہیں اپنے وقت کے وہ ولی جن کی ایک نظر کیمیا سے ننانوے لاکھ ہندو مسلمان ہوں۔

شیطان اور اس کے حواری قبروں پہ نہیں جاتے۔

میرے آقا اپنی والدہ کی قبر پر تشریف لے گئے

آئیے میں آپ کو اس نبی مکرم کی سنت بتاؤں کہ جس کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں جس سے پتہ چلے کہ قبر پہ جانا شرک نہیں بلکہ محبوب علیہ السلام کی سنت ہے۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَكٰى وَ اَبْكٰى مَنْ حَوْلَهٗ

(مسلم شریف جلد ثانی ص ۳۱۴)

نبی کریم علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی تو گریہ فرمایا اور جو لوگ آپ کے ارد گرد تھے وہ بھی روئے۔

حضرات گرامی! جو نبی خود قبر والدہ پر تشریف لے جاتا ہے وہ ہمیں کیا روکتا ہے کہ تم نہ جانا؟

تم قبروں کی زیارت کیا کرو

سنیئے ایک اور حدیث پاک

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے راوی ہیں کہ نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا

(مسلم شریف جلد ثانی ص ۳۱۴)

میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع فرماتا تھا پس تم ان کی زیارت کیا کرو

حضور بقیع کے قبرستان تشریف لے جاتے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ الخ

(مسلم شریف جلد ثانی ص ۳۱۳)

نبی کریم علیہ السلام جب رات اپنے آخری مراحل کو پہنچتی تو بقیع (قبرستان)
کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ الخ

حضور نے قبر پر نماز جنازہ ادا کی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت جو مسجد کی خادمہ
تھی وہ فوت ہوگئی اور سرکار علیہ السلام کو بغیر اطلاع کئے اس کی تدفین کر دی گئی تو
میرے حبیب علیہ السلام نے فرمایا:
وَدُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِہٖ فَدَلُّوْہُ فَصَلّٰی عَلَیْھَا (مسلم شریف جلد ثانی ص ۳۱۰)
مجھے اس کی قبر بتاؤ کہ کہاں ہے پس صحابہ کرام نے آپ کو نشاندہی کی تو آپ
نے اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی۔

میرا نبی علیہ السلام مسجد کی خادمہ کی قبر پر تشریف لے گیا
میرا نبی علیہ السلام مدینہ کے قبرستان بقیع میں تشریف لے جاتا رہا
میرا نبی علیہ السلام اپنی والدہ کی قبر پر تشریف لے گیا

تم اسے شرک کہتے ہو

مولویو! تم قبروں پر جانے کو شرک کہتے ہو۔
نا معلوم تم شرک کسے سمجھتے ہو؟
پتہ نہیں تمہارے شرک کا مفہوم کیا ہے؟

شرک کا مفہوم

گرامی قدر سامعین!
شرک کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود تصور کرنا
جس عبادت کے لائق اللہ تعالیٰ ہے کسی اور کو اس کے لائق سمجھنا

جب خدا قبر سے پاک ہے تو؟

اب مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ

قبروں پر جانے سے کیا کوئی کسی کو اللہ کے برابر جان لیتا ہے؟
قبروں پر جانے سے کیا کوئی اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرتا ہے؟
خدا تو قبر سے پاک ہے تو پھر شرک کیسے؟
شاید ملاں اس خدا کو مانتا ہو جو قبر میں آرام کرتا ہو
ہم تو اس خدا کے بندے ہیں
جو موت سے پاک
جو تکفین سے پاک
جو تدفین سے پاک
جو قبر سے پاک
تو جب اس کی قبر نہیں تو اس کی زیارت بھی نہیں تو جب اس کی قبر کی زیارت
نہیں تو پھر کسی کی قبر پر جانا اور قبر کی زیارت کرنا شرک کیسے؟

اس قبروں پر جانے والے آقا نے فرمایا

حضرات محترم! اس قبروں پر جانے والے آقا علیہ السلام نے فرمایا
مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ
جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی
جن کی قبروں پر میں تشریف لے گیا وہ بھی مغفور
جو میری قبر پر آ گئے وہ بھی مغفور
بات تو میرے وجود اقدس کی ہے
یہ جہاں بھی جلوہ گر ہوگا مغفرت و شفاعت وہیں جلوہ گر ہوں گی۔

والدین مصطفیٰ

ایک اور مسئلہ حل ہوگیا
یہ نبی جہاں جائے مغفرت اس کے ساتھ

یہ قبر پر جائے — مغفرت اُن کے ساتھ

اس کی قبر پر کوئی آئے — مغفرت اس کے ساتھ

تو جس باپ کی پشت منورہ میں یہ نبی رہے ہوں گے وہاں بھی مغفرت ساتھ

جس ماں کے شکم اطہر میں رہے ہوں گے وہاں بھی مغفرت ساتھ

آج گنہگار قبرانور پر حاضر ہو تو — بخشا جائے

آج سیاکار قبرانور پر حاضر ہو تو — شفاعت پائے

تو یہ شفاعت فرمانے والا جس شکم اطہر میں نو ماہ جلوہ گر رہا ہو وہ کیوں شفاعت نہ پائے اور وہ کیوں بخشا نہ جائے؟

مولویو! اگر تمہارے والدین مغفور اور جنتی ہیں

تو جس کا کلمہ پڑھتے ہو اس نبی کے والدین مغفور اور جنتی کیوں نہیں؟

پھر جس والدہ کی قبر انور پر نبی کریم خود بنفس نفیس تشریف لے جائیں

وہ نبی جو اعلان فرما رہے ہیں کہ

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ

جو میری قبر کی زیارت کر لے اس کے لئے میری شفاعت واجب

تو جس کی قبر پر یہ قبرانور والا خود تشریف لے جائے

جس کی قبر پر یہ شفاعت کے مژدے سنانے والا آپ جلوہ گر ہو جائے

وہ جنتی کیوں نہیں؟

وہ مشفوع کیوں نہیں؟

وہ مغفور کیوں نہیں؟

فرمایا کہ

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ

جس نے میری قبر کی زیارت کی

دو رنگی چال

ملاں دو رنگی چال چلتا ہے

ادھر نماز میں کہتا ہے

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ (پ۱ سورۃ الفاتحہ آیت نمبر۷)

یا اللہ ان لوگوں کے رستہ پر نہ چلانا جن پر تو نے غضب فرمایا اور جو گمراہ ہوئے

اب قرآن سے سوال کیجئے یہ ''مغضوب علیہم'' جن پر غضب ہوا کون لوگ ہیں؟

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝ (پ۲۸ سورۃ الممتحنہ آخری آیت)

اللہ نے ان پر غضب فرمایا جو آخرت سے ایسے ہی مایوس ہو گئے جیسے قبر والوں سے کافر مایوس ہو گئے۔

مغضوب کون؟

پتہ چلا جن پر اللہ کا غضب ہے — وہ آخرت سے مایوس

جن پر اللہ کا غضب ہے — وہ قبر والوں سے مایوس

نہ ہی وہ قبروں پر جائیں اور نہ ہی شفاعت پر ایمان رکھیں۔

ملاں نماز میں کہتا ہے اے میرے اللہ

مجھے ان مغضوب کے رستہ پر نہ چلا جو قبروں والوں سے مایوس

مجھے ان مغضوب کے رستہ پر نہ چلا جو آخرت میں شفاعت سے مایوس

اور جب اسے کہا جائے میرے حبیب کا ارشاد ہے

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی

تو پھر ملاں نماز کی بات بھول جاتا ہے اور انہیں ''مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ'' کا ہمنوا

ہو جاتا ہے

پھر نماز کے اندر والی بات بھول کر شرک کے فتوے دیتا ہے۔

اس سے پوچھیے میاں جی

نماز والی بات صحیح ہے یا باہر والی؟

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

یہ حنفی بھی ہیں — منفی بھی

یہ سنی بھی ہیں — وہابی بھی

یہ مقلد بھی ہیں — غیر مقلد بھی

فٹ بال کی طرح جس نے پاؤں مار دیا اسی کے ہو گئے

اگر کسی وہابی غیر مقلد نے کہہ دیا کہ نبی کا روضہ صنم اکبر ہے (معاذ اللہ) تو ملاں جی اس کے ساتھ

اگر کسی نے کہہ دیا تم کیسے عاشق ہو سرکار کے روضۂ انور پر نہیں جاتے تو فوراً پینترہ بدلا اور اس کے ساتھ

جی ہم تو جاتے ہیں

ہم مدینے بھی جاتے ہیں

نجف اشرف بھی جاتے ہیں

ہم کربلا بھی جاتے ہیں

ہم تمام مزارات پہ جاتے ہیں

ملاں ادھر بھی ہے ادھر بھی

اور ہم کہتے ہیں ملاں جی

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

منافقت چھوڑ دے

یا پکا عاشق بن جا

یا پورا فاسق بن جا

یا پکا سنی ہو جا

یا پورا وہابی ہو جا

اس طرح نہ کر کہ

مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ

(پ ۵ سورۃ النسآء آیت نمبر ۱۴۳)

بیچ میں تذبذب کا شکار نہ ادھر کے اور نہ ادھر کے

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

فرمایا

مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ

جس نے میری قبر کی زیارت کی مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہو گئی

جو کسی کو شفیع مانے مشرک

ملاں بھر گیا اور بڑی دھواں دار تقریر جھاڑ ڈالی۔

"جو اللہ کی بارگاہ میں کسی نبی پیغمبر شہید امام ولی کو شفیع مانے وہ بہت بڑا مشرک"

(تقویۃ الایمان مولوی اسماعیل دہلوی)

ملاں کہتا ہے! تم نے قرآن نہیں پڑھا کہ

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ

کون ہے جو رب کی بارگاہ میں شفاعت کرے؟

کوئی نہیں شفاعت کرنے والا؟

ملاں پوری آیت پڑھ

گرامی حضرات! ملاں جب بھی پڑھے گا آدھی آیت پڑھے گا کیونکہ پوری آیت پڑھنے سے اس کے عقیدہ کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹتا ہے۔ اسے کہیے کہ مولوی پوری آیت پڑھ، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (پ۳ سورۃ البقرہ آیت الکرسی)

کون ہے جو اللہ کی بارگاہ میں بغیر اس کی اجازت کے سفارش کرے

باذن اللہ شفاعت ہوگی

یہ لفظ بِاِذْنِهٖ ملاں کبھی نہ پڑھے گا

یہی لفظ سینوں کے عقیدۂ شفاعت کی دلیل محکم ہے کہ جسے اللہ اجازت فرمائے گا وہی شفاعت کرے گا۔

اب اللہ کسے اذن فرمائے گا میرے آقا علیہ السلام کی زبانی سنیے۔ حضور نے ارشاد فرمایا

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا اور وہ قیامت کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کریں گے (اور ابن عبید نے یوں بیان کیا ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی جائے گی کہ کس طرح قیامت کی پریشانی کو دور کیا جائے) ہم کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کے لئے لاتے ہیں تاکہ وہ ہمیں محشر کی پریشانی سے نجات دلائے۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر وہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے۔

اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو الْخَلْقِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ

الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا

آپ آدم (علیہ السلام) ہیں جو تمام مخلوق کے والد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ کے اندر اپنی پسندیدہ روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم فرمایا کہ وہ آپ کی تعظیم کے لئے سجدہ ریز ہوں۔ آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے تاکہ وہ ہم کو اس محشر کی پریشانی سے نجات دے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو اس موقع پر اپنی (اجتہادی) خطا یاد آجائے گی۔ وہ ان لوگوں سے معذرت کریں گے اور فرمائیں گے یہ میرا منصب نہیں ہے ان کو اپنے رب سے حیا آئے گی۔ البتہ تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے وہ پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔

پھر لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ ان کو بھی اس وقت اپنی ایک (اجتہادی) خطا یاد آئے گی اور وہ شفاعت سے معذرت کریں گے اور فرمائیں گے یہ میرا منصب نہیں ہے۔ ان کو اپنے رب سے حیا آئے گی البتہ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے۔

پھر لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے ان کو بھی اس موقع پر اپنی (اجتہادی) خطا یاد آئے گی اور وہ بھی معذرت کریں گے اور کہیں گے کہ یہ میرا منصب نہیں ہے۔ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے شرف کلام سے نوازا اور ان کو تورات عطا فرمائی۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ

پھر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ ان کو بھی اپنی (اجتہادی) خطا یاد آجائے گی وہ بھی معذرت کرکے فرمائیں گے میرا یہ منصب نہیں ہے البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔

پھر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ روح اور اس کے پسندیدہ کلمہ سے پیدا ہوئے لیکن وہ بھی یہ فرمائیں گے کہ یہ میرا منصب نہیں ہے البتہ تم (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہ میں حاضر ہو جن کے اگلے پچھلے (ظاہری) ذنوب کی اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں مغفرت سنا دی تھی۔

پھر لوگ میرے پاس آئیں گے

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا پھر لوگ میرے پاس آئیں گے۔

فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ

میں اپنے رب سے شفاعت کی اجازت حاصل کروں گا

فَیُؤْذَنُ لِیْ (مسلم شریف جلد اوّل ص ۱۰۹)

مجھے اجازت دی جائے گی۔

گرامی حضرات یہ ہے بِاِذْنِہٖ کا مطلب جسے ملاں ہضم کر جاتا ہے...... فرمایا

مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ

کون ہے جو اللہ کی بارگاہ میں کسی کی شفاعت کرے مگر اس کی اجازت کے ساتھ

مِنْ دُوْنِ اللّٰہ اور نبی اللہ

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے من دون اللہ اور نبی اللہ کا امتیاز فرما دیا۔

من دون اللہ وہ بت ہیں جو شفاعت نہیں کر سکتے کیونکہ انہیں اذن شفاعت ہی نہ ہو گا اور نبی اللہ وہ مقتدر ذاتِ گرامی ہے جو شفاعت کر سکتے ہیں کیونکہ انہیں اجازت دی جائے گی۔ ملاں کیونکہ ہر نبی ولی کو بھی من دون اللہ کہتا ہے اس لئے ان کی شفاعت کا قائل نہیں ہے۔

میں سجدہ کروں گا

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

حضرات محترم! جب اجازت ہو جائے گی تو میں اپنے آپ کو سجدے میں پاؤں گا اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا میں بحالت سجدہ رہوں گا پھر مجھے حکم فرمائے گا۔

یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ

(مسلم شریف جلد اوّل ص ۱۰۹)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سرِ مبارک اٹھائیے آپ کہیے آپ کی سنی جائے گی۔ مانگئے آپ کو دیا جائے گا شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

وہ سماں کیسا ذی شان ہو گا جب خدا مصطفیٰ سے کہے گا
اب تو سجدے سے سر کو اٹھا لو آپ کی ساری امت بری ہے

میں شفاعت کروں گا

میرے آقا ارشاد فرماتے ہیں

پھر میں اللہ تعالیٰ کے ان کلمات کے ساتھ حمد وثناء کروں گا جو اللہ تعالیٰ اس وقت مجھے تعلیم فرمائے گا پھر میں شفاعت کروں گا...... میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی میں اس حد کے مطابق لوگوں کو جہنم سے نکال لاؤں گا اور ان کو جنت میں داخل کروں گا...... پھر

دوسری مرتبہ سجدہ اور شفاعت

میں دوبارہ سجدہ میں گر جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا پھر کہا جائے گا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سرِ انور اٹھائیں آپ کہیے آپ کی بات سنی جائے گی مانگیے آپ کو دیا جائے گا شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول ہو گی۔

پھر میں سجدے سے اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ان کلمات سے حمد کروں

گا جن کی وہ مجھے اس وقت تعلیم دے گا پھر میں شفاعت کروں گا میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی اور میں لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ صحیح یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تین یا چار مرتبہ شفاعت کر کے لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کریں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے۔

جہنم میں دائمی جہنمی رہ جائیں گے

اے میرے رب اب جہنم میں صرف وہی لوگ رہ گئے ہیں جن کے حق میں قرآن میں دائمی عذاب واجب کر دیا گیا ہے۔ (یعنی کفار) (مسلم شریف جلد اوّل ص ۱۰۹)

شاعر کہتا ہے کہ ؎

کوئی رہ نہ جائے بہشتاں تھیں باہر
گنہگاراں نوں آپ ٹولے محمد

ملاں کہتا ہے — کوئی شفاعت نہیں کرے گا

حضور فرماتے ہیں — میں شفاعت کروں گا

فرمایا

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی

میں نے دعا روک رکھی ہے

سرکار دو عالم علیہ السلام کی ایک اور حدیث پاک سنئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ یَشْفَعُ فِی الْجَنَّةِ وَاَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا

(مسلم شریف جلد اوّل ص ۱۱۲)

میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت میں جانے کے لئے شفاعت کروں گا اور تمام انبیاء سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے

ہر نبی کے لئے دعا مستجاب کا کوٹہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ

ہر نبی کے لئے ایک خاص دعا ہوتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حتمی طور پر ضرور قبول فرماتا ہے۔ یہ دعا ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تو

فَتَعَجَّلَ کُلُّ نَبِیٍّ دَعْوَتَهٗ

ہر نبی نے (دنیا میں ہی) اپنی اس دعا کو مانگ کر خرچ کر لیا

یعنی جو خصوصی کوٹہ انبیاء کو اللہ تعالیٰ سے ملا تھا انہوں نے اپنی اس دنیاوی زندگی ہی میں ختم کر لیا ہے لیکن

اِنِّی اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِی شَفَاعَةً لِّاُمَّتِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ

میں نے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کرنے کے لئے اس دعا کو محفوظ کر رکھا ہے۔ (مسلم شریف جلد اوّل ص ۱۱۳)

آ اے میرے امتی میں نے تیرے لئے دعا کو روک رکھا ہے اور میں اس دعا کے ذریعہ بروز محشر تیری شفاعت کروں گا

ابراہیم علیہ السلام کی دعا

یہ دعا ابراہیم علیہ السلام نے بھی مانگ لی اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے مولا

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ج وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (پ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۶)

ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے پس جو میرا تابعدار ہو گا وہ میرے راستہ پر ہے اور جو نافرمان ہوا میرا تو تو اس کو بخشنے والا مہربان ہے

نوح علیہ السلام کی دعا

حضرت نوح علیہ السلام نے بھی یہ دعا مانگ لی اور کوٹہ ختم کر لیا جبکہ بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ٥

(پ۲۹ سورۃ نوح آیت نمبر۲۶)

اے میرے ربّ! زمین پر کافروں کا کوئی گھر نہ چھوڑ

عیسیٰ علیہ السلام کی دعا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اس دعا سے فائدہ اٹھالیا اور کوٹہ سرف کر لیا بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا یا اللہ

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٥

(پ۷ سورۃ المائدہ آیت نمبر۱۱۸)

اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو غالب حکمت والا ہے

نبی کریم کا گریہ امت کے لئے

میرے آقا علیہ السلام نے یہ آیات تلاوت فرمائیں اور پھر اپنی امت کا خیال آ گیا تو گریہ فرمانے لگے اور اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فرمانے لگے۔

فرمایا جبریل

عرض کی لبیک یا جلیل

فرمایا میرے محبوب کے پاس حاضر ہو اور آپ کو سلام کے بعد پوچھ اے محبوب

مَا يُبْكِيْكَ

کیا سبب ہے گریہ فرمانے کا

جبریل حاضر ہوئے اور سوال کیا اور معلوم کر کے اس کی خبر اللہ تعالیٰ کو دی (حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے) تو فرمایا جبریل جا اور میرے حبیب علیہ السلام سے کہہ دے

اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ (مسلم شریف جلد اوّل ص۱۱۳)

آپ کی امت کی بخشش کے معاملہ میں ہم آپ کو راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے

فرمایا کیونکہ سب انبیاء نے دعائیں مانگ کر کوٹہ ختم کر لیا ہے اس لئے ان کی اب ایسی دعا باقی نہیں گویا وہ اسی سبب سے بروزِ محشر نَفْسِیْ نَفْسِیْ پکاریں گے۔

میرے آقا علیہ السلام نے دعا محفوظ رکھی ہے۔ قیامت کو شفاعت کرنے کے لئے اسی وجہ سے سرکار اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ کے نعرے لگائیں گے

بروز محشر نبی بھی سارے پکار اٹھیں گے نفسی نفسی
قدم قدم پر میرے نبی کا نیا ہی ظاہر کمال ہو گا
نہ ہو گا کوئی کسی کا حامی نہ ہو گا کوئی کسی کا یاور
بنے گا محشر میں جو سہارا وہ آمنہ ہی کا لال ہو گا

ملاں کا بچہ تو شافع مشفع ہو؟

اتنی احادیث کے باوجود ملاں شفاعت کا انکار کرتا ہے کیونکہ وہ نبی اور ولی کو بھی من دون اللہ شمار کرتا ہے...... اور اگر ملاں کا خدانخواستہ اپنا یا اپنے کسی محلّہ دار کا بچہ مر جائے تو کہتا ہے کہ مسلمان کا بچہ قیامت کو شفاعت کرے گا اور اس بچے کے جنازے میں یہ دعا بھی پڑھتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا

شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا

یا اللہ اس بچے کو ہمارے لئے فرط بنا

باعث اجر اور ذخیرہ آخرت بنا

اسے شفاعت کرنے والا اور ایسا شافع جس کی شفاعت قبول کی جائے بنا دے

ایک گنہگار کا بچہ شافع مشفع

ایک مُصلّی کا بچہ شافع مشفع

ایک ملاں کا بچہ شافع مشفع

اور جس آقا نے اس بچے کے شافع مشفع ہونے کا ارشاد فرمایا وہ شافع اور مشفع نہیں؟

بدیں عقل و دانش بباید گریست

نابالغ بچے شفاعت کریں گے

میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

جس مسلمان کا ایک نابالغ بچہ یا دو بچے یا تین بچے فوت ہو گئے وہ قیامت کو اللہ تعالیٰ سے شفاعت کر کے اپنے والدین کو جنت میں لے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

جب یہ بیان فرمایا تو

بولی پھر صدیقہ ام المؤمنین

اک وہ ہیں کہ جن کا بچہ ہی نہیں

یا رسول اللہ جس کی شادی ہوئی اور بچہ ہوا ہی نہ ہو؟...... اے آقا

تین والا جنتی

دو والا جنتی

ایک والا جنتی

فرمایا عائشہ جس کا کوئی نہ ہو ـ

اس کی بخشش کے لئے ہیں مصطفیٰ

بھیج دے گا اس کو جنت میں خدا

میں نے جو حدیث تلاوت کی

گرامی حضرات میں نے حدیث پاک تلاوت کی تھی

مَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی

قبر رسول...... یہ تو بڑا بلند مقام ہے...... میرے آقا نے ارشاد فرمایا

زیارت قبور والدین

حدیث مرفوع میں ہے کہ

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ فِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ اَوْ اَحَدِهِمَا كُتِبَ بَارًّا وَاِنْ كَانَ فِی الدُّنْيَا مَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِهِمَا عَاقًّا (جذب القلوب ص ۲۲۵)

جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کر لے تو وہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا لکھا جائے گا اگرچہ دنیا میں وہ ان کا نافرمان ہی کیوں نہ رہا ہو۔

مولویو!...... چلو نبی کی قبر انور پر نہیں جاتے تو نہ سہی والدین کی قبروں پر تو جاؤ۔

ملاں کہتا ہے

ملاں کہتا ہے کہ نبی کریم ہی کا ارشاد ہے آپ نے دعا کی تھی کہ

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا يُّعْبَدُ (بخاری شریف)

یا اللہ میری قبر کو عبادت کی جانے والی نہ بنانا

میں کہتا ہوں

میں کہتا ہوں مولوی

تجھے کس بے وقوف نے کہا ہے عبادت کر

ہم تو کہتے ہیں کہ	زیارت کر
قبر کی عبادت نہ کر	یہ بھی نبی کا حکم
قبر کی زیارت کر	یہ بھی نبی کا حکم

دونوں حکموں کو تسلیم کر

ملاں کہتا ہے

ملاں کہتا ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا

لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا (بخاری شریف)

میری قبر کو عید نہ بنانا

میں کہتا ہوں

میں کہتا ہوں مولوی

نبی علیہ السلام کی قبر انور کو	عید نہ بنا
میرے آقا کی مرقد منورہ کو	مرکز دید بنا

کیونکہ عید تو سال کے بعد ہوتی ہے اور دید جب چاہو ہوتی ہے۔

یہی تو سرکار نے فرمایا

کہیں سال بعد میری قبر پر نہ آنا جیسے کہ عید سال بعد آتی ہے۔

جب بھی کہیں دل چاہے تو میرے پاس آ جانا ...... میرے دروازے تیرے لئے کھلے ہوئے ہیں۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ

میری قبر کی زیارت کرنا شفاعت میں کروں گا

اللہ تعالیٰ نے بار بار زیارت روضۂ انور کی سعادت مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ نبی الکریم علیہ التحیۃ و التسلیم

یہودی قبر رسول پر

زہر الریاض اور تاج المذکرین میں فقیہ ابو مالک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ شام میں ایک یہودی تھا۔ شنبہ کے روز ہمیشہ وہ تلاوت توریت میں مشغول ہوتا۔

ایک رات اس نے توریت کھولی اس نے چار جگہ میرے آقا کی نعت دیکھی۔ اس نے اسے پھاڑ دیا اور آگ میں جلا دیا۔

دوسری رات اس نے آٹھ جگہ پر سرکار علیہ السلام کی نعت دیکھی۔ اسے بھی اس نے پھاڑ کر جلا دیا۔

تیسری رات پھر تورات کو کھولا تو بارہ مقام پر میرے آقا کی منقبت کو پایا۔

حیران رہ گیا کہ میں جتنا اسے مٹاتا ہوں یہ اتنا زیادہ ہو رہا ہے اور "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کے مظاہرے اس سے برداشت نہ ہوئے۔

نوبت یہاں تک پہنچی کہ اسے محسوس ہوا کہ اس طرح تو تمام توریت نعت رسول سے بدل جائے گی۔ اپنے ساتھیوں سے رجوع کیا اور سرکار کے بارے پوچھا۔ حالات دریافت کئے تو انہوں نے بتایا کہ یہ محمد ہیں۔ حال ہی میں مبعوث ہوئے ہیں اور اعلان نبوت کیا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ان کا نہ : لکھنا بہتر ہے کیونکہ یہ کاذب ہیں۔ "نقل کفر کفر نہ باشد"

اس نے کہا تم جتنا مرضی مجھے روکو میں تو اب ضرور زیارت کروں گا۔

میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے ان کی زیارت سے منع نہ کرو۔

وہ وہاں سے نکلا اور اپنی سواری پر بیٹھ کر شب و روز سفر کرتا ہوا مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔

حضرت سلیمان فارسی سے ملاقات

سب سے پہلے اس کی ملاقات حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہوگئی۔

آپ بہت وجیہہ اور خوبصورت خوش وضع انسان تھے۔ اس نے خیال کیا کہ شاید یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضور کو وصال فرمائے تین دن ہو چکے تھے۔ اس نے سوال کیا۔

اَنْتَ مُحَمَّد"؟

کیا تم محمد ہو؟

سلیمان فارسی زاروقطار رونے لگے اور کہا

میں محمد نہیں ہوں

میں تو غلام محمد ہوں۔

یہودی نے کہا کہ

اَیْنَ مُحَمَّدْ؟

محمد کہاں ہیں؟

سلیمان پریشان ہو گئے اور سوچ میں پڑ گئے کہ کیا جواب دوں؟

اگر کہوں کہ آپ انتقال فرما گئے ہیں تو یہ نا امید واپس لوٹ جائے گا۔

اگر کہوں کہ آپ بقید حیات ظاہری ہیں تو خلاف واقعہ ہوگا۔

فرمایا...... آ میں تجھے اصحاب محمد کے پاس پہنچا دوں۔

سلیمان اس یہودی کو ساتھ لے کر مسجد شریف کے دروازہ پر آئے تو تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان تصویر غم بنے ہوئے تھے۔ اس نے اس خیال سے کہ حضور ان کے درمیان موجود ہوں گے کہا

السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

جب اجنبی نے سرکار کا اسم گرامی پکارا تو صحابہ کو یارائے ضبط نہ رہا اور ہر طرف سے گریہ و فغاں کی آوازیں مجلس میں بلند ہوئیں۔

حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا

آنے والے! تو کون ہے جس نے ہمارے غم کو تازہ کر دیا اور زخموں پر نمک چھڑک دیا؟

معلوم ہوتا ہے تو اس ملک کا باشندہ نہیں ہے۔ اس لئے تجھے معلوم نہیں کہ سرکار تو انتقال فرما گئے ہیں۔

تین روز کا عرصہ ہو گیا کہ ماہِ فلک رسالت پردہ میں چلا گیا ہے اور دوستوں کے دل آتش فراق میں ہیں۔

کاش میں دیدار سے مشرف ہوتا؟

یہودی ٹھنڈی آہیں بھرتا اور روتے ہوئے کہتا تھا کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور اگر میں پیدا ہو گیا تو تورات نہ پڑھتا اور اگر میں نے اسے پڑھا تو اس میں نعت محمد نہ پڑھتا اور اگر نعت پڑھ لی تھی تو ان کے دیدار سے مشرف ہوتا۔

کوئی ہے جو صورت وسیرت رسول بیان کرے

اس کے بعد اس نے کہا

یہاں کوئی ہے جو حضور علیہ السلام کی صورت وسیرت بیان کر سکے؟

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مجھ سے سنو۔

یہودی نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرا نام علی ہے...... اس نے کہا بلاشبہ میں نے آپ کا نام توریت میں لکھا ہوا پایا ہے۔ اب آپ حضور علیہ السلام کی تعریف کیجئے۔

حضور کی صورت وسیرت

فرمایا حضور علیہ السلام کی صورت مبارکہ اس طرح تھی کہ

آپ کا قد مبارک نہ بلند تھا نہ پست

آپ کا سر مبارک گول تھا

آپ کی پیشانی مبارک کشادہ، آنکھیں شہلا اور ابرو ہمایوں پیوستہ تھے۔

آپ کے دندانِ مبارک ایک دوسرے سے جدا تھے۔

جب آپ تبسم فرماتے تو سامنے کے دانتوں سے نور نکلتا

اور گھر کے کام اپنے ہاتھوں سے کرنے کی وجہ سے ہاتھوں کی ہتھیلیاں درشت اور کھردری ہوگئی تھیں

اور شکم اطہر پشت مبارک کے ساتھ ملا ہوا تھا۔

آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان قدرتی طور پر کلمہ طیبہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا اس کے اوپر تَـوَجَّهَ حَيْثُ شِئْتَ فَاِنَّكَ مَنْصُوْرٌ لکھا ہوا تھا۔

آپ نے سچ فرمایا

جب حضرت مولائے کائنات نے حضور کی نشانیاں اور علامات اس طرح بیان کیں تو اس یہودی نے کہا

صَدَقْتَ يَا عَلِيُّ

میں نے توریت میں اسی طرح پایا ہے جیسا کہ آپ نے بیان کیا

اے علی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس سے کوئی کپڑا چاہیے جسے میں سونگھوں

حضرت علی نے فرمایا ہاں

اے سلیمان فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے گھر جاؤ اور ان سے حضور علیہ السلام کا جبہ مبارک طلب کر کے مجلس میں لاؤ۔

سلیمان حضرت فاطمہ کے دروازے پر آئے۔ حضرت فاطمہ کے رونے کی آواز سنی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رو رہی تھیں۔ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ مل کر رو رہے تھے۔

کون یتیموں کا حال پوچھتا ہے؟

جب سلیمان نے دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت فاطمہ نے اندر سے آواز دی کہ یتیموں کا دروازہ کون کھٹکھٹاتا ہے اور کون ہے جو یتیموں کا حال پوچھتا ہے؟

سلیمان نے جواب دیا آستانہ اہلبیت کا خادم سلیمان ہے۔ حضرت علی نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک لینے کے لئے بھیجا ہے۔

سات پیوند لگا جبہ مبارک

حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار کا جامہ کون پہنے گا۔ اس خطرناک کام کرنے کی کس میں ہمت ہے۔ سلیمان نے یہودی کے واقعہ کو بیان کر کے صورت حال بیان کی۔ حضرت فاطمہ پیوند لگا ہوا خرقہ لائیں چنانچہ کہتے ہیں کہ سات جگہ پر اس کے کھجور کے چھلکے کا پیوند لگا ہوا تھا۔

یہودی نے کلمہ پڑھا اور جان دیدی

سلیمان کے ہاتھ جبہ مبارک مجمع میں بھیجا۔ پہلے صحابہ نے اسے سونگھا بوسہ دیا، سر اور آنکھوں پر ملا پھر یہودی کے سپرد کیا۔ یہودی نے سونگھا اور اس کی پاکیزہ خوشبو حاصل کی۔ نبی کریم علیہ السلام کی قبر مبارک پر آیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا......

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خدایا! میں نے تیری وحدت کا اقرار کیا اور اس قبر والے کی نبوت و رسالت کا اقرار کیا پھر کہا

اَللّٰهُمَّ اِنْ قَبِلْتَ اِسْلَامِىْ فَاقْبِضْ رُوْحِى السَّاعَةَ

خداوند! اگر تو نے میرے اسلام کو قبول کر لیا ہے تو میری جان کو اسی وقت قبض فرما یہ کہا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اس کی تجہیز و تکفین کر کے جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔ (معارج النبوت جلد نمبر ۳ ص ۵۲۴۔۵۲۵۔۶۲۵۔۵۲۷)

فرمایا کہ

مَنْ زَارَ قَبرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی

بتایئے اس نومسلم نے

کتنی نمازیں پڑھیں

کتنے روزے رکھے

کتنے حج کئے

کتنی زکوتیں دیں

کتنا جہاد کیا

نہ نماز، نہ روزہ، نہ حج، نہ زکوۃ، نہ جہاد مگر اس کے جنتی ہونے کی مہر اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کی دعا قبول کر کے لگا دی کہ

اگر میرے محبوب کی زیارت کرنے والا کلمہ پڑھتے ہی فوت ہو جائے تو وہ سیدھا جنتی ......اسی طرح میرے محبوب کی قبر انور پر آنے والا کلمہ پڑھتے ہی فوت ہو جائے تو وہ بھی سیدھا جنتی

کیونکہ اس نے قبر محبوب کی زیارت کی

اور محبوب کا ارشاد ہے کہ

مَنْ زَارَ قَبرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی

کسی عاشق نے کہا

تیرے روضے کو دیکھا سکوں مل گیا
سبز گنبد کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

امام حسین رضی اللہ عنہ کی مدینہ سے روانگی

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا o اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

گرامی حضرات! تقریر بلا تمہید شروع ہے بس ایک دو باتیں آپ ذہن میں رکھیں کہ

۱- یہ مدینہ طیبہ کو الوداعی سلام کر کے روانہ ہونے والا کون ہے؟

۲- یہ کیوں روانہ ہو رہے ہیں؟

۳- کیا ان کو روانہ ہونا چاہئے تھا؟

یہ مدینۃ الرسول سے جانے والا کون ہے؟

پہلی بات کہ روضۂ رسول پر آخری سلام عرض کر کے یہ روانہ ہونے والا کون ہے؟

یہ کوئی معمولی شخصیت نہیں ہے

یہ شخصیت نواسۂ رسول ہے

یہ جگر گوشۂ بتول ہے

یہ نور دیدۂ مرتضیٰ ہے

یہ سید الشہداء ہے

یہ تمام اولیاء کی جان ہے

یہ تمام مومنوں کا ایمان ہے

خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ نے فرمایا ؎

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سرداد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسین

خواجہ اجمیری کی رباعی

گرامی قدر سامعین! یہ کسی ملاں ملوانے کی رباعی نہیں ہے

یہ اس ہند الولی کی رباعی ہے جسے عطاء رسول کہا جاتا ہے۔

یہ اس خواجہ اجمیری کی رباعی ہے جسے دربار نبوی سے معین الدین کا لقب عطا ہوا تھا۔

یہ اس مرد درویش کی رباعی ہے جس کی نگاہِ کیمیا سے ننانوے لاکھ ہندو نے کلمہ پڑھا۔

وہ خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

حسین بادشاہ ہے، حسین دین پناہ ہے، حسین دین ہے اور ایمان ہے اور حسین ہی کلمہ توحید کی بنیاد ہے۔

بناءِ لا الٰہ است حسین

ذرا غور کیجئے

نماز کی بنیاد ہے — کلمہ طیبہ

روزے کی بنیاد ہے — کلمہ طیبہ

حج وزکوٰۃ کی بنیاد ہے — کلمہ طیبہ

آپ کسی بڑے سے بڑے عالم سے پوچھ لیں وہ یہی کہے گا کہ دین و اسلام کی بنیاد ہے کلمہ طیبہ

آپ کسی مقرب بارگاہِ خدا سے پوچھ لیں وہ یہی فرمائے گا کہ ایمان کی بنیاد ہے کلمہ طیبہ

میں نے سب سے پوچھا دین و اسلام کی بنیاد کیا ہے؟

ایمان کی بنیاد کیا ہے؟

تو سب نے کہا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مگر یہ بھی بتاؤ کہ اس کلمہ طیبہ کی بنیاد کیا ہے؟

اس لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد کیا ہے؟

تو ایک آواز آئی

اجمیر کے شہنشاہ کی آواز! آ میں تجھے بتاؤں کہ کلمہ کی بنیاد کیا ہے؟

حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسین

اس کلمہ کی بنیاد حسین ہے

اس لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد حسین ہے

حشر تک آکھے گی دنیا کربلا والا حسین
دین دا بانی تے بنیا لا الٰہ والا حسین

نقشۂ رسولِ اکرم

یہ کون آج مدینۃ الرسول کو چھوڑ رہا ہے
جو روضۂ رسول کا سجادہ نشین ہے
جو مسجد نبوی کا امام و خطیب ہے
جو مدرسہ مصطفویہ کا محدثِ اعظم ہے
جو شہر مدینہ کی زینت ہے
جو حرم رسول کا محافظ ہے

جب صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جی چاہتا ہے کہ اپنے آقا علیہ السلام کے خطبات سنے جائیں تو وہ اس خطیب مسجد نبوی کو نبی کے نمبر پر بٹھا کر اس کے خطبے سنتے ہیں۔

اس کے خطبوں میں مصطفیٰ کے خطبات کا نقشہ
اس کی تقریروں میں امام الانبیاء کی تقریروں کی چاشنی
اس کے مواعظ میں سید المرسلین کے مواعظ کی فصاحت و بلاغت
اس کا وجود حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ کا مصداق
اس کی خوشبو هُمَا رَيْحَانَتَيَّ مِنَ الدُّنْيَا کی مہک
یہ مسکرائے تو محسوس ہو کہ نبی مسکرا رہے ہیں
یہ کلام فرمائے تو ایسا لگے حضور کلام فرما رہے ہیں
اس کا چہرہ دیکھو تو وَالضُّحٰی کا چہرہ سامنے آجائے
اس کی زلفیں دیکھو تو وَالَّیْلِ کی زلفوں کا نظارہ ہو جائے

صحابہ کرام اگر اپنے محبوب کی جھلک دیکھنے کے لئے بے قرار ہوں تو ایک جگہ اکٹھے ہو کر اس نواسۂ رسول کو سامنے بٹھا لیتے ہیں اور اپنے محبوب کا نقشہ اس حسین کے سراپا میں دیکھ لیتے ہیں۔

شوکت وہی صولت وہی دستور وہی ہے
چہرہ وہی آئینہ وہی نور وہی ہے

حضرت فاطمہ کی لوری

بنت رسول زوجۂ مرتضیٰ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اسی حقیقت کا انکشاف فرماتی ہیں اور اپنے فرزند ارجمند کو گود میں لے کر یہ کہتی ہیں ......

اے میری آنکھوں کے نور اور میرے دل کے سرور

أَنْتَ شَبِيْهٌ بِأَبِيْ — لَسْتَ شَبِيْهًا بِعَلِيٍّ (سعادت الکونین)
تو میرے ابا جان کی شبیہ ہے — تو مولا علی سے مشابہ نہیں ہے
بیٹا تو تو ہے علی کا — نقشہ ہے میرے نبی کا
تیری صورت — نبی کی صورت
تیری سیرت — نبی کی سیرت
تیری گفتار — نبی کی گفتار
تیری رفتار — نبی کی رفتار
تیرا کردار — نبی کا کردار

کیونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
اَلْحُسَيْنُ مِنِّيْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ
حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں

حسین الوداع ہو رہے ہیں

آج یہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ سے الوداع ہو رہے ہیں
اپنی جائے ولادت کو چھوڑ کر
روضۂ رسول کو چھوڑ کر
مسجد نبوی کو چھوڑ کر

منبر رسول کو چھوڑ کر

پرنور فضاؤں کو چھوڑ کر

مہکتی ہواؤں کو چھوڑ کر

حسین الوداع ہو رہے ہیں

مدینہ چھوڑنا تو بہت مشکل ہے

مدینہ چھوڑنا تو اس آج کے دور میں بڑا مشکل ہے

پوچھیں ان سے جو مدینہ طیبہ حاضر ہوتے ہیں

جب جاتے ہیں تو کیفیت کیا ہوتی ہے

جب واپس آتے ہیں تو حالت کیا ہوتی ہے

جب روضۂ رسول نظر آتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ دل سینہ سے نکل کر ہم سے پہلے وہاں حاضر ہو جائے گا اور وہ خوش نصیب یہ کہتا ہوا آگے بڑھتا ہے کہ ـ

مدینہ سے بلاوا آ رہا ہے

میرا دل مجھ سے پہلے جا رہا ہے

وہ دیکھو حاجیو بڑھ علی سے

نظر کعبے کا کعبہ آ رہا ہے

اور جب واپس آتے ہیں تو الوداعی سلام کرتے ہوئے رو رو کر دربارِ رسول میں عرض کرتے ہیں۔

آستانے سے جدا ہوتا ہوں اب

یہ تو فرماؤ کہ بلواؤ گے کب

یا رسول اللہ! غلام آئے تھے اب جا رہے ہیں اگر پھر یاد فرمایا گیا تو پھر حاضر ہو جائیں گے۔

بہت سے لوگ الوداعی سلام کرتے روتے روتے بے ہوش ہو جاتے ہیں۔

یہ وہ غلام ہیں جن کو معلوم ہے کہ کبھی دوبارہ یاد کیا گیا تو حاضر ہو جائیں گے۔

کیفیت کیا ہوگی

مگر امام حسین علیہ السلام کو بخوبی معلوم ہے اب گیا تو پھر کبھی نہ آؤں گا کیونکہ سارا خاندانِ اہل بیت جانتا تھا کہ حسین شہید ہوں گے اور ارض کربلا میں ان کا مقتل ہوگا...... تو پھر یہ جانتے ہوئے جب حسین علیہ السلام نے مدینہ چھوڑا ہوگا تو کیا کیفیت ہوئی ہوگی۔

محمد نام پر سودا سر بازار ہو جائے

وہی مدینہ طیبہ جس کے متعلق عشاق کا یہ نظریہ ہے کہ ـ

غلام مصطفیٰ بن کر میں بک جاؤں مدینے میں

محمد نام پر سودا سر بازار ہو جائے

کاش ہمارا سودا محبوب کی گلی میں ہو جائے

اور یہ سودا

درہموں سے نہ ہو

دیناروں سے نہ ہو

سونے سے نہ ہو

چاندی سے نہ ہو

روپیہ پیسہ سے نہ ہو

بلکہ

محمد نام پر سودا سر بازار ہو جائے

وہ مدینہ جب اس والی مدینہ نے چھوڑا ہوگا

وہ روضہ رسول جب اس سجادہ نشین نے چھوڑا ہوگا

وہ جائے ولادت جب زہرا کے لال نے چھوڑی ہوگی

وہ تربت زہرا جب حسین پاک نے چھوڑی ہوگی

خالہ رقیہ...... ام کلثوم اور زینب کا مزار جب میرے امام نے چھوڑا ہوگا تو کیا کیفیت ہوگی۔

جس نے مدینہ چھوڑا ہو

یہ تو اسے ہی پتہ چل سکتا ہے جس نے کبھی مدینۃ الرسول میں روضۂ رسول پر الوداعی حاضری دی ہو اور آخری سلام عرض کیا ہو۔

جو کبھی طیبہ کے روح پرور مناظر سے علیحدہ ہوا ہو
جو کبھی مدینہ کے در و دیوار سے جدا ہوا ہو
جو کبھی درِ محبوب سے واپس لوٹا ہو

سامان مدینے میں رہے

میں نے حسان پاکستان میاں محمد اعظم چشتی مرحوم سے پوچھا کہ آپ نے کیسے مدینہ کو چھوڑا تو انہوں نے فرمایا

چھوڑ آیا ہوں دل و جان یہ کہہ کر اعظم
جا رہا ہوں میرا سامان مدینے میں رہے
یاد آتی ہے مجھے اہل مدینہ کی یہ بات
زندہ رہنا ہے تو انسان مدینے میں رہے

اور حضرت حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسن
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

حسین روضۂ رسول پر

نصف شب گزر چکی ہے...... وقت تہجد ہے اور روضۂ رسول پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ معہ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے حاضر ہیں اور حضرت سیدہ سکینہ

بنت الحسین رضی اللہ عنہا بھی ابا حضور کے ساتھ نانا جان کو سلام کرنے آئی ہیں۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ۔

سلام اے جد امجد اے میرا منہ چومنے والے
مجھے دوشِ نبوت پر اٹھا کر گھومنے والے
ذرا نظریں اٹھا کر دیکھ کس کا نور عین آیا
اٹھ اے نانا محمد تیرے در پر ہے حسین آیا
میری منزل کٹھن ہے اور مسافر بے نوا ہوں میں
مدد اے رہبر کامل کہ تنہا رہ گیا ہوں میں

اور پھر ۔

ہتھ جوڑ امام نے عرض کیتی تیرا پیارا حسین ذی شان چلیا اے
تیری مہر نبوت نے چمن والا چڑھ کے نیزے تے پڑھن قرآن چلیا اے
ویکھ زینب سکینہ تے شہر بانو اتے اکبر عباس جوان چلیا اے
اساں فیر مسافراں آوناں نہیں تیرے دین تو ہون قربان چلیا اے

اے نانا جان آج آپ کا نواسہ حسین آخری الوداعی سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہے۔

وہی حسین جو کبھی آتا تو آپ اسے سینے سے چمٹا لیا کرتے

وہی حسین کہ اگر کبھی دوران خطبہ اسے آپ لڑکھڑاتے ملاحظہ فرماتے تو اپنا خطبہ چھوڑ دیتے اور اس حسین کو سنبھالتے

وہی حسین کہ اگر کبھی سواری کا تقاضہ کرتا تو آپ خود اس کی سواری بن جاتے

ہاں ہاں نانا جان آج وہی حسین حاضر ہے جو کبھی بتقاضائے طفولیت جبرائیل سے تحفہ کا مطالبہ کرتا تو جنتی تحفے آجاتے اور اگر کبھی ضد کر بیٹھتا تو ہرنی اپنا بچہ لے کر آجاتی

وہی حسین جو کبھی آپ کی پشت منورہ پر آ جاتا تو آپ سجدہ طویل فرما دیتے

وہی حسین اے نانا جان آپ کا وہی لاڈلا نواسہ جس کے لئے جنتی جوڑے منگوایا کرتے تھے

آج الوداعی ملاقات کے لئے حاضر ہے اور آپ سے دعائیں لینا چاہتا ہے۔

اے میرے نانا جان! میں طویل سفر کے لئے روانہ ہونے کی اجازت چاہتا ہوں اور آپ مجھے رخصت فرما دیں۔

یہ روایت ہے لوگوں کی

جب وہ کسی سفر پر روانہ ہوں تو ان کے بزرگ انہیں دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتے ہیں آج میں رخصت ہو رہا ہوں۔

آج میرے ابا جان نہیں ہیں جو مجھے رخصت فرما دیں

آج میری اماں حضرت خاتونِ جنت نہیں ہیں جو دعاؤں کے ساتھ روانہ کر دیں

اے میرے نانا جان مجھے اپنی دعاؤں کے ساتھ روانہ فرما دیں۔

آخری مرتبہ دیدارِ روضۂ رسول

سامعین کرام! امام پاک حضور علیہ السلام کے روضۂ اقدس پر آنسو بہا رہے ہیں اور روضۂ رسول ان آنسوؤں سے تر ہو چکا ہے۔

آخری مرتبہ

قبرِ انور کو دیکھا

مزارِ مبارک کو ملاحظہ کیا

روضۂ رسول کا مشاہدہ کیا

اور عرض کیا نانا جان

اب قیامت تک آنے والے آئیں گے ...... آپ کے روضۂ انور کی حاضری

کے لئے لوگ

شرق سے آئیں گے

غرب سے آئیں گے

جنوب سے آئیں گے

شمال سے آئیں گے

ملائکہ آئیں گے

نوری آئیں گے

اولیاء آئیں گے

صلحاء آئیں گے

آتے رہیں گے مگر حسین اب نہ آئے گا

تیرا یہ پیارا نواسہ اب حاضر نہ ہوگا

تیری زلفوں سے کھیلنے والا یہ حسین اب نہیں آئے گا

اے نانا جان الوداع

اے روضۂ رسول الوداع

اے قبر مبارک الوداع حسین جا رہا ہے

یہ کربلا کا مسافر جا رہا ہے

اے شگوفو السلام اے خفتہ کلیو الوداع

اے مدینے کی نظر افروز گلیو الوداع

لوگو!

نبی سے جدائی کی کیفیت پوچھو بلال رضی اللہ عنہ سے

نبی سے جدائی کی کیفیت پوچھو خبیب رضی اللہ عنہ سے

نبی سے جدائی کی کیفیت پوچھو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے

نبی سے جدائی کی کیفیت پوچھو   جبل احد سے

دو گھڑیاں کملی والے نے جتھے بیٹھ کے اشک بہائے سن

راہ تکدیاں عربی ماہی دا اج تیک اوہ غاراں رو رو کے

میرے آقا حسین علیہ السلام آستانہ نبوی سے جدا ہو رہے ہیں ...... آنسو بہا رہے ہیں ...... گریہ فرماتے ہوئے آنکھ لگ گئی اور خواب میں نانا جان کا دیدار ہو گیا ...... دیکھا سرکار علیہ السلام کے دست مبارک اٹھے ہوئے ہیں اور لب مبارک سے یہ کلمات جاری ہیں

اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّ اَجْرًا

اے مولا حسین کو صبر و اجر عطا فرما

دل کو قرار آ گیا ...... طبیعت مطمئن ہو گئی ...... سکون و راحت ہو گئی

سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے بھی نانا جان کی خدمت میں سلام عرض کیا اور حضرت سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قبر انور کے بوسے لئے اور معصوم سے لہجہ میں عرض کی۔

اے جد امجد! ہم آپ کا شہر مدینہ چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ ہم پر سایہ شفقت برقرار رکھنا۔

امام تربت زہرا پر

نانا جان کی خدمت میں سلام عرض کر کے امام عالی مقام اور سیدہ زینب اماں جان کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے اور سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور کو کلاوے میں لے لیا اور

چھہ مار کے ماں دی قبر اتے سیدہ پاک زینب کرلان لگی

اٹھ کے دیو پیلو تے کرو ودیا تیری دھی مدینیوں جان لگی

اے مادر محترمہ!

آپ کی لاڈلی بیٹی زینب اپنے بھائی کے ساتھ جانے کی اجازت چاہتی ہے

اور آپ کی دعاؤں کی طالبہ ہے

آج زینب اپنی اماں جان کے کاشانہ اقدس کو چھوڑ رہی ہے ...... اماں جان بیٹیاں جب اپنی ماؤں کے گھروں سے رخصت ہوں تو مائیں انہیں سینے سے لگاتی اور بہت پیار کرتی ہیں۔

میں بھی چاہتی ہوں آپ مجھے سینہ سے لگائیں اور مجھ سے خوب پیار فرمائیں اور پھر رخصت کریں۔

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے ہاتھ بارگاہِ خداوندی میں اٹھائے اور فاتحہ پڑھی

پڑھ کے فاتحہ ماں دی قبر اُتے شاہ امام حسین پکار دا اے

میرا بولیا چالیا معاف کرنا ایہہ سلام ہن آخری وار دا اے

تیری گود اندر لکھاں سکھ پائے ہن دکھاں دا بھار پیا مار دا اے

میرے خون دی دین نوں لوڑ پے گئی تاہیوں کربلا قصدا سوار دا اے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ روزانہ کا معمول تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد نانا جان کے روضۂ انور سے سیدھے نانی جان حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو اس وقت تک بقید حیات تھیں ان کی خدمت میں حاضر ہوتے کیونکہ وہ انتہائی ضعیف اور عمر رسیدہ تھیں اور آپ کی نانی جان (بوجہ زوجہ رسول ہونے کے) تو آپ ان کے پاس کچھ دیر ٹھہرتے پاؤں دباتے اور وہ دعائیں دیتی تھیں۔ پھر آپ آرام فرما ہوتے۔

اب روضۂ رسول کی حاضری کے بعد نانی جان کے پاس حاضر ہوئے تو عرض کیا نانی جان آج میں آپ کو آخری سلام عرض کرنے آیا ہوں۔

حضرت ام سلمہ نے سنا تو اٹھنے کی کوشش کی مگر شدتِ ضعف آڑے آ گیا۔ فرمایا

میرے لاڈلے بیٹے حسین آخری سلام کا کیا مطلب؟

عرض کیا نانی جان آپ کو یاد ہوگا کہ میرے نانا جان نے میری پیدائش کے وقت میرے مقتل کی مٹی شیشی میں بند کر کے آپ کو دی تھی اور کہا تھا کہ جب میرا حسین شہید ہوگا تو یہ مٹی خون بن جائے گی۔

فرمایا بیٹا وہ شیشی میرے پاس اب بھی محفوظ ہے مگر تم مجھے کیوں یاد دلا رہے ہو۔

عرض کیا نانی جان اب اس کے سرخ خون بن جانے کا وقت قریب آ گیا اور میرا سفر اپنے مقتل کی طرف شروع ہونے والا ہے۔

فرمایا، بیٹا اگر مجھے تمہاری یاد بے چین کرے تو میں کیا کروں گی۔

عرض کیا نانی جان میں اپنی شہزادی صغریٰ اور ان کے شوہر کو تمہارے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں تا کہ آپ میری جگہ پر اسے دیکھیں اور وہ میری طرح روزانہ آپ کی خدمت کرے۔

صغریٰ نہ جائیں گی

حضرات گرامی! ادھر امام یہ فرما رہے ہیں۔ ادھر صغریٰ رضی اللہ عنہا تیاری میں مصروف ہیں کہ میں بھی ابا جان اور بھائیوں کے ساتھ ہی روانہ ہو جاؤں گی۔ جب پتہ چلا کہ سب لوگ جا رہے ہیں اور میں نہیں جا رہی تو بڑی بے تابی سے خدمت امام میں عرض کیا ۔

کہدے آسرے تے چھڈ چلیا ایں ایتھے کون میرا غمخوار بابا
بعد مرن دے جندرے وجدے نیں توں تے جیوندیاں ای چلیاں ایں مار بابا
روندی رہواں گی ویراں نوں یاد کر کے کون دیوے گا مینوں پیار بابا
چکی جاواں گی جائے نماز تیرا کر لے باندیاں وچ شمار بابا

اے میرے ابا جان آپ مجھے ساتھ لے چلیں میں اپنے بھائیوں کے بغیر نہ رہ

سکوں گی۔

مجھے اصغر کی یاد ستاتی رہے گی
مجھے اکبر کی یاد بے قرار رکھے گی
آپ مجھے یہاں کیوں چھوڑ رہے ہیں۔

فرمایا بیٹی! سکینہ چھوٹی ہیں۔ وہ خدمت وہ انجام نہیں دے سکتیں جو تم دے سکتی ہو۔ تم شادی شدہ ہو اور میں تمہیں تمہارے شوہر کے پاس اور تم دونوں کو اپنی نانی حضرت ام سلمہ کے پاس ان کی خدمت کے لئے چھوڑ رہا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کچھ عرصہ بعد علی اکبر آئیں گے تو وہ تم سب کو بھی لے جائیں گے۔

تیرا جانا ایں نال محال صغریٰ آوے رون تے بچے رولیں توں
نانے پاک دے روضے تے جا کے تے بیٹی داغ جدائی دے دھولیں توں
جے کر بوہتی ستاوے تینوں یاد میری دادی فاطمہ دی چکی جولیں توں
گلیاں وچہ نہ پھریں بے تاب روندی کلیاں بہہ کے بیٹی رولیں توں

بھائی سفارش کر دے

سیدہ صغریٰ نے جب دیکھا کہ میں کسی صورت بھی ساتھ نہ جا سکوں گی تو ایک مرتبہ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا کہ بھائی ہی میری سفارش کرے تو شاید کام بن جائے۔

علی اکبر سمجھ گئے کہ بہن میری سفارش کی خواہاں ہے...... آگے بڑھ کے ابا جان سے عرض کی ...... ابا جان آپ کی ہمشیرہ بھی تو آپ کے ساتھ جا رہی ہیں تو میری ہمشیرہ میرے ساتھ جائے گی۔

امام عالی مقام نے فرمایا: بیٹا

میری ہمشیرہ علی کی بیٹی
تیری ہمشیرہ حسین کی بیٹی

میری ہمشیرہ نے دودھ پیا　　فاطمۃ الزہرا کا

تیری ہمشیرہ نے دودھ پیا　　ام لیلیٰ کا

تیری ہمشیرہ کا مقابلہ میری ہمشیرہ سے کیسا؟

وہ ایک طرف بچے قربان کرے گی تو دوسری طرف بھائی اور صبر و رضا پر قائم رہے گی۔

تیری ہمشیرہ صرف بھائی قربان کرلے گی تو دیکھ نہ سکے گی پھر اس کا باپ بھی شہید ہو جائے گا۔ یہ صدمہ کیسے دیکھے گی؟

یہ عزم و جزم ...... یہ ہمت و استقلال صرف شیر فاطمہ پینے والوں میں ہے۔

پھر اپنی شہزادی سے پیار کیا تو حضرت صغریٰ نے ایک گزارش کی۔

جی بھر کے اصغر کو دیکھ لے

عرض کی ابا جان ...... میں ساتھ نہیں جا سکتی تقدیر کا قلم چل گیا ہے تو بیٹیوں کا کیا ہوتا ہے۔ ایک آخری آرزو کرتی ہوں اگر جی چاہے تو پوری فرما دیں۔

بے قراری سے پوچھا بتا میری لاڈلی جلدی بتا تیری کیا آرزو ہے تاکہ میں اسے پورا کروں۔

عرض کیا مجھے ایک مرتبہ گود میں میرا اصغر دیدو تاکہ میں اسے جی بھر کے دیکھ لوں ...... میرے آقا نے ششماہا علی اصغر جو ابھی پورے چھ ماہ کا نہ تھا جب صغریٰ کی گود میں دیا تو ایک مرتبہ سینہ سے لگایا ایک چیخ بلند کی اور واپس دے دیا۔

فرمایا بیٹی کیا بات ہے؟ اتنی جلدی کیوں واپس کر دیا ہے اور یہ چیخ کیوں بلند ہوئی ہے؟

عرض کیا، ابا جان میرے بازو شدتِ بخار سے تپ رہے ہیں کہیں گرم بازو اصغر سے برداشت نہ ہوں۔ اس لئے اور دوسری وجہ اور یہ بات کہ چیخ کیوں بلند ہوئی، یہ ہے کہ آپ سب مجھے تسلیاں دیتے تھے کہ کچھ عرصہ بعد تجھے بلا لیا جائے گا

اور جب میں نے اصغر کو سینہ سے لگایا تو میرے کانوں میں آواز آئی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا۔

"صغریٰ جی بھر کے دیکھ لے اس کے بعد اصغر نہ ملے گا"

تو اس بات کی وجہ سے میری چیخ بلند ہوگئی۔

کسی کے روکنے سے ابن حیدر رک نہیں سکتا

یہ تو رات کے واقعات تھے۔ علی الصبح بعد فجر امام حسین کی روانگی کا علم جب صحابہ کرام کو ہوا تو صحابہ کرام کاشانۂ نبوی میں جمع ہوئے جہاں امام حسین جلوہ گر تھے۔

بوڑھے بوڑھے صحابہ نے حضرت امام حسین سے عرض کی

یا امام ...... جب سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے داغِ مفارقت دیا تھا، ہم آپ کے سراپا میں تصویر رسول دیکھ لیتے تھے ...... منبر پر بٹھا کر آپ سے نانا جان والے خطبے سن لیتے تھے ...... مسجد نبوی کی رونق بحال تھی۔

اب آپ جا رہے ہیں۔

ہم وہ خطبے کس سے سنیں گے؟

ہم وہ جلوۂ رسول کس میں دیکھیں گے؟

مسجد و منبر نبوی پر کون بیٹھے گا؟

آپ نہ جائیں۔

جوان حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اردگرد آگئے اور عرض کیا اے شہزادہ علی اکبر آپ تو ہمشکل پیمبر ہیں ہم آپ کا دیدار کرتے ہیں تو بزرگ کہتے ہیں جس نے رسول اللہ کو دیکھنا ہو وہ شہزادہ اکبر کو دیکھے۔

اب آپ جا رہے ہیں ...... تصویر رسول جا رہی ہے ...... آپ نہ جائیں

ادھر عورتوں نے سیدہ زینب سے درخواست کی

اے دختر سیدہ زہرا

اے قرآن کی تفسیر میں بیان کرنے والی بنت فاطمہ

اے حدیث سمجھانے والی سیدہ زینب

آپ نہ جائیں۔ اگر آپ چلی جائیں گی تو یہ قرآن کس سے پڑھیں گے اور حدیثیں کون سمجھائے گا۔

ایک کہرام ہے

ایک غم واندوہ کا پہاڑ ہے

ایک گریہ وزاری کا سیلاب ہے

صحابہ رو رہے ہیں...... میرے آقا نے فرمایا

تمہارے رونے کا شکریہ

تمہاری ہمدردی کا شکریہ

مگر

کسی کے رونے سے ابن حیدر رک نہیں سکتا

یہ سر کٹ سکتا ہے باطل کے آگے جھک نہیں سکتا

مجھے جانا پڑے گا عظمت قرآن کی خاطر

مجھے جانا پڑے گا خدمت ایمان کی خاطر

نہیں جاتا اگر حیدر کے گھر کی آن جاتی ہے

تمہارا دین میری غیرتِ ایمان جاتی ہے

امام حسین مکہ روانہ ہوئے

روانہ ہوئے حسین — مدینہ چھوڑ کر

روانہ ہوئے حسین — معصوم اصغر کو لے کر

روانہ ہوئے حسین — علی اکبر کو لے کر

روانہ ہوئے حسین — قاسم عباس کو لے کر

روانہ ہوئے حسین — رب کی تقدیروں کو لے کر

روانہ ہوئے حسین — قرآن کی تفسیروں کو لے کر

حسین کے پاس — اسلحہ نہ تھا

حسین کے پاس — ساز وسامان نہ تھا

حسین کے پاس — لاؤ ولشکر نہ تھا

کیا تھا میرے آقا حسین کے پاس

حسین کے پاس — قرآن تھا

حسین کے پاس — مصطفیٰ کا بیان تھا

حسین کے پاس — صبر واجر تھا

حسین کے پاس — شریعت وطریقت تھی

حسین کے پاس — تقویٰ وطہارت تھی

حسین کے پاس — امامت وسیادت تھی

حسین کے پاس — خدا تھا اور اس کی نصرت تھی

تو پھر

گلی گلی مدینے دی چیخ اٹھی جدوں کربلا دا شہسوار ٹریا

ٹردا کوئی نہیں گھراں نوں انج چھڈ کے جیویں علی دا ماہِ انوار ٹریا

ایہہ تے جگرا حسین دا ای جان والے کیویں صغریٰ نوں دے کے پیار ٹریا

روندا ہویا حسین ذی شان صائم جندرے اماں دے حجرے نوں مار ٹریا

سیدہ صغریٰ قافلے کو جاتے ہوئے دیکھتی رہیں اور جب قافلہ نگاہوں سے اوجھل ہونے لگا تو سرد آہ بھر کر فرمایا

مکے کو جانے والے حافظ تیرا خدا ہو

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

میرے آقا حسین مدینہ سے روانہ ہو گئے۔

حسین کیوں روانہ ہوئے

امام حسین علیہ السلام نے مدینہ کیوں چھوڑا اور کیوں روانہ ہوئے؟
لوگ کہتے ہیں اقتدار کی جنگ لڑنے گئے
میں کہتا ہوں!
عقل کے اندھو! جو جنگ لڑنے جائے وہ معصوم ششماہے بچے اور چھ سال کی بچی کو ساتھ نہیں لیتا۔
اور جو نبی کے کندھوں کا سوار ہو وہ اقتدار نہیں چاہتا
جو مسند رسول کا سجادہ نشین ہو وہ کرسی کو کیا سمجھتا ہے؟
جو منبر رسول کا وارث ہو وہ اس دنیاوی تخت کی طرف کب دیکھتا ہے۔
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف اور صرف بقائے دین واحیاء اسلام کے لئے گئے۔
میرے آقا تحفظ ناموس خلافت راشدہ کے لئے گئے
تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے

خلافت راشدہ

خلفاء راشدین کی خلافت برحق تھی اور یزید ملعون حق پر نہیں تھا
اگر آپ تشریف نہ لے جاتے تو قیامت تک لوگ کہتے
یزید بھی خلیفۂ راشد تھا اور خلفائے راشدین کی طرح تھا
میرے آقا حسین نے بتلا دیا
مسلمانوں کے امیر ایسے نہیں ہوتے جیسے یزید تھا
بلکہ وہ ایسے ہوتے ہیں
جیسے صدیق اکبر تھے

جیسے فاروق اعظم تھے
جیسے عثمان غنی تھے
جیسے حیدر کرار تھے
ان کی خلافت درست تھی اور جن کی خلافت درست ہو ان کے لئے میدان میں نہیں اترا جاتا۔
اگر یزید کی خلافت درست ہوتی تو میں اسی طرح خاموش رہتا جس طرح مولائے کائنات خلفاء راشدین کے دور میں خاموش رہے۔
میں اسی لئے میدان میں آیا ہوں کہ
یزید زانی ہے
یزید شرابی ہے
یزید فاسق وفاجر ہے
یزید منکر دین ہے
یزید بدمعاش وعیاش ہے
اور میرے نانا جان کا اعلان ہے
''تم میں سے جو کوئی منکر اور خلاف شرع بات کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روکے
اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتا تو زبان سے روکے
اگر زبان سے نہیں روک سکتا تو دل سے برا جانے
میں عام انسان نہیں...... میں مصطفیٰ کا نورِ نظر ہوں
میں حیدر کا پسر ہوں
میں فاطمۃ الزہرا کا لختِ جگر ہوں
میں اس فسق و فجور، زنا وُ شراب، بدمعاشی وعیاشی کو اپنے ان ہاتھوں سے

روکوں گا جن ہاتھوں کو مصطفیٰ نے چوما۔

جو ہاتھ صدیق و فاروق عثمان وحیدر کے ہاتھوں میں گئے۔

آپ پر روانہ ہونا واجب تھا

اسی لئے اہل حل عقد نے فیصلہ کیا کہ

امام حسین کا روانہ ہونا درست تھا

بلکہ یہ جہاد ان پر واجب تھا

کیونکہ ایک یا دو نہیں

دس یا بیس نہیں

سو یا دو سو نہیں

دس یا گیارہ سو نہیں

بلکہ ثقہ مورخین کے مطابق ڈیڑھ ہزار خطوط امام حسین کو ان لوگوں کے موصول ہوئے تھے جن کے دستخط خطوط پر موجود تھے اور یہ تقاضہ بھی کہ

"اگر آج آپ ہمارے بلانے پر نہ آئے تو کل قیامت کو
حشر کے میدان میں ہم معذور ہوں گے کہ ہم نے یزید جیسے
زانی شرابی کی بیعت اس لئے کی کہ نواسۂ رسول نے ہماری
دعوت کو قبول نہ کیا"

جب یہ خطوط موصول ہوئے تو اب امام حسین پر واجب تھا کہ وہ حق و باطل میں امتیاز کے لئے ...... دین کی کشتی کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے حق کی راہ میں نکلیں اور جہاد کریں

ورنہ

حسین گر نہ شہید ہوتے
تو آج گھر گھر یزید ہوتے

اور

جے کر ہستی رسول دے دوتہرے دی نہ کربلا آن قربان ہندی
نہ ایہہ حج زکوٰۃ نہ نماز روزہ نہ ایہہ دین اسلام دی شان ہندی
نہ کوئی منبراں اتے قرآن پڑھدا نہ ایہہ مسجداں وچہ اذاں ہندی
ایہہ تے صدقہ حسین دے صدقیاں دانئیں تے ہستی دی ہستی ویران ہندی

آج ہر ایک زانی شرابی کی بیعت جائز ہو جاتی اور اسلام کا شیرازہ بکھر کے رہ جاتا۔ اس لئے آپ کو روانہ ہونا چاہئے تھا چنانچہ آپ روانہ ہوئے اور

روحِ یزیدیت کو پشیمان کر گئے
اس قوم کی حیات کا سامان کر گئے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ (پ۵ سورۃ النسآء آیت نمبر ۱۰۰)

جس نے اپنے گھر سے نکل کر اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی پھر اس کو پایا موت نے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر واقع ہو گیا۔

امام حسین نے مدینہ چھوڑا — اللہ رسول کے لئے
امام حسین نے کوفہ کی طرف ہجرت کی — اللہ رسول کے لئے
امام حسین نے شہادت پائی — اللہ رسول کے لئے۔

ان کا اجر عظیم اللہ رسول کے پاس ہے

قیامت کے میدان میں

کل نمازی نماز پر فخر کرے گا — اور نماز حسین پر
روزے دار روزے پر فخر کرے گا — اور روزہ حسین پر
حاجی حج پر فخر کرے گا اور — حج امام حسین پر

شہید شہادت پر فخر کرے گا اور شہادت امام حسین پر

بلکہ

امام الانبیاء اس نواسے پر ناز کریں گے
علی مرتضیٰ اس جگر گوشہ پر ناز کریں گے
فاطمۃ الزہرا اس نور نظر پر ناز کریں گی
بلکہ خود ذات باری اس بندے پر ناز کرے گی

اس نواسے پر محمد مصطفیٰ کو ناز ہے
اس کی ہمت پر علی شیر خدا کو ناز ہے
سجدے تو سب نے کئے اس کا نیا انداز ہے
اس نے وہ سجدہ کیا جس پر خدا کو ناز ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حق چار یار

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ لِاَهْلِهَا

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

ذکر اصحابِ رسول

معزز سامعین کرام! گزشتہ تمام مہینہ ہم نے ذکرِ آلِ رسول و اہل بیت مصطفیٰ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کیا ہے لہٰذا یہ بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب ہم ذکر اصحابِ رسول رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی کریں کیونکہ ہم اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی ہیں۔

نہ حنفی منفی ہیں اور نہ ہی دو نمبر سنی
نہ تو رافضی ہیں اور نہ ہی خارجی
نہ گستاخانِ صحابہ اور نہ منکرین اہل بیت

ہم ہیں صحیح العقیدہ ایک نمبر اہلسنّت و جماعت اور پرانے اس وقت سے چلے آ
رہے ہیں جبکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ نجات یافتہ وہ ہوں گے جو

مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی (مشکوٰۃ شریف ص ۳۰)

میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوں گے

حضور علیہ السلام کا طریقہ ہے سنت

صحابہ کا طریقہ جو کہ اجماعِ صحابہ سے ملتا ہے اس لئے اسے کہتے ہیں جماعت
سنت اور جماعت کے پیروکار ہوتے ہیں اہلسنّت و جماعت جو کہ سرکار علیہ
السلام کے ظاہری عصر حیات سے چلے آرہے ہیں۔

جعلی سنی

اور ایک اہلسنّت و جماعت وہ بھی ہیں کہ جن کو تیار ہوتے ہوئے ہم نے دیکھا
اور وہ ہمارے سامنے اہلسنّت بنے حالانکہ اندر سے وہ وہابیوں کے ساتھی ہی ہیں۔
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے غلاموں نے جب اپنی طاقت کا مظاہرہ ملتان اور مصطفیٰ
آباد یعنی رائے ونڈ میں کیا تو ان جعلی سنیوں کو مروڑ لگ گئے اور انہوں نے وہابی سنی گٹھ
جوڑ کے ساتھ مختلف ساتھی سات تنظیموں پر مشتمل سوادِ اعظم اہلسنّت تنظیم کا اعلان کیا۔

جس میں غیر مقلد بھی شامل
جس میں خارجی بھی شامل
جس میں یزید کے فرزند بھی شامل

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا
ملاں جی نے کنبہ جوڑا

ہم ایک جماعت کے سوادِ اعظم ہیں

ہم جو سوادِ اعظم ہیں تو ایک ہی جماعت کے اور ہم
سب داتا ہجویری کے ماننے والے

سب خواجہ اجمیری کے ماننے والے
سب غوثِ جلی کے ماننے والے
سب مولا علی کے ماننے والے
سب صحابہ کرام کے ماننے والے
سب اہل بیت عظام کے ماننے والے

مگر ملاں جی نے سوادِ اعظم تیار کی تو مختلف سات تنظیموں کو ملا کر اس لئے ہم
ان کے اہلسنّت نمبر دو ہونے کے گواہ ہیں۔ انہوں نے بہت بڑا ''سواد'' لیا ہے۔
صوفی ضیاء الحق

اہلسنّت و جماعت کون ہیں

تعلیمی اداروں میں پڑھائی جانے والی اصول کی کتاب نور الانوار میں صراطِ
مستقیم (جس راستہ پر اہلسنّت گامزن ہیں) کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ یہ ایک درمیانی
راستہ ہے افراط وتفریط ...... جبر وقدر اور رقص وخروج کا صاحب نور الانوار کہتے ہیں
کہ

بَیْنَ الْاِفْرَاطِ وَالتَّفْرِیْطِ
بَیْنَ الْجَبْرِ وَالْقَدْرِ
بَیْنَ الرَّقْصِ وَالْخُرُوْجِ
(نور الانوار)

صراط مستقیم کیا ہے؟

وہ رستہ جو افراط وتفریط ..... جبر وقدر اور رفض وخروج کے درمیان ہے۔

افراط وتفریط کے درمیان

گرامی حضرات! افراط وتفریط کا مطلب ہے گھٹانا اور بڑھانا
مثلاً نبی کریم علیہ السلام کو اپنے مرتبہ سے بڑھا دینا یا گھٹا دینا جیسا کہ

کچھ لوگوں نے نبی کریم علیہ السلام کو خدا کہہ دیا — معاذ اللہ

کچھ لوگوں نے میرے آقا علیہ السلام کو بڑا بھائی کہہ دیا — معاذ اللہ

خدا کہنے والوں نے حضور کو مرتبہ نبوت سے بڑھا دیا اور بھائی کہنے والوں نے گھٹا دیا

اہلسنت اس کے درمیان ہیں

وہ حضور علیہ السلام کو خدا بھی نہیں کہتے اور بڑا بھائی بھی نہیں سمجھتے

بلکہ ان کا پیارا پیارا اور میٹھا میٹھا عقیدہ یہ ہے کہ

سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا مولا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہا میں کیا کیا کہوں تجھے

حضور سیدی محدثِ اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کے درباری شاعر حضرت ابر شاہ وارثی ملتانی علیہ الرحمۃ نے اسی عقیدہ کو پنجابی میں یوں بیان فرمایا کہ

کچھ سمجھ دے وچہ نئیں آوندا اے کیہہ میں آپ نوں اے خیر الوریٰ آکھاں
شمس الضحیٰ آکھاں بدر الدجیٰ آکھاں کہف الوریٰ یا کہ نور الہدیٰ آکھاں
شرع روکدی اے جے خدا آکھاں عشق روکدا اے جے جدا آکھاں
اے پر حفظ مراتب ایہہ امر دیوے ابر آپ نوں محبوبِ خدا آکھاں

جبر و قدر کے درمیان

جبر اور قدر کے درمیان

جبر کا مطلب ہے انسان کو مجبورِ محض خیال کرنا جیسا کہ جبری فرقہ کا عقیدہ ہے۔

قدر کا معنی ہے انسان کو قادرِ مطلق کہنا جیسا کہ قدریوں کا عقیدہ ہے۔

اہلسنت اس صراطِ مستقیم پر گامزن ہیں جو اس کے درمیان ہے یعنی کہ انسان نہ تو مجبورِ محض ہے اور نہ ہی قادرِ مطلق بلکہ قادر مطلق کی ذات کریمہ نے کچھ اختیارات انسان کو بھی عطا فرمائے ہیں۔

اسی قادرِ مطلق نے اپنے محبوب کو مختارِ کل بنا کر بھیجا اور فرمایا

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ (پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۵)

آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو حاکم تسلیم نہ کر لیں۔

ثابت ہوا کہ نبی کریم اللہ تعالیٰ کے مختار اور حاکم رسول ہیں۔ حضرت مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

رفض و خروج کے درمیان

رفض و خروج کے درمیان

رافضی اسے کہتے ہیں کہ جو اصحابِ رسول کا گستاخ ہو

خارجی اسے کہتے ہیں کہ جو آلِ رسول کا منکر ہو

جو سیدنا صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمانِ غنی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تسلیم نہ کرتے ہوئے مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مانے وہ ہے رافضی

جو مولائے کائنات کو تسلیم نہ کرتے ہوئے حضرات اصحاب ثلاثہ کو ہی مانے وہ ہے خارجی

اہلسنت اس کے درمیانی راستہ پر ہیں وہ صحابہ و اہلبیت سب کو ماننے والے ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ

اسلامِ ما محبت خلفاءِ راشدین
ایمانِ ما محبت آلِ محمد است

اہلسنّت کا لیبل

اس نازک دور میں اہلسنّت و جماعت کا لیبل ان لوگوں نے لگا رکھا ہے جو اندر سے کٹر وہابی ہیں یا رافضی بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ...... اوپر اوپر سے تو شانِ صحابہ کے نعرے لگاتے ہیں مگر اندر سے گستاخِ صحابہ ہیں۔

مولوی رشید گنگوہی کا فتویٰ

ان گمراہوں کے سرخیل مولوی رشید گنگوہی سے کسی نے سوال کیا کہ
''کیا صحابہ کرام کو گالی گلوچ کرنے والا مسلمان رہتا ہے''
تو مولوی گنگوہی نے جواب دیا
''مسلمان رہتا ہے سنت جماعت سے خارج نہیں ہوتا'' (فتاویٰ رشیدیہ)

ذِیابٌ فِیْ ثِیَابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد پر یہ تسلیم زبانی ہے

مجھے آج تک اس معمہ کی سمجھ نہیں آئی کہ ذریت گنگوہیہ کس منہ سے شانِ صحابہ زندہ باد اور کافر کافر فلاں کافر کے نعرے لگاتی اور اپنے بزرگ بلکہ اپنے رشید الملۃ والدین کے فتویٰ کی مخالفت کرتی ہے۔

یہ منافقین کا گروہ خطرناک ہے

حضرات گرامی! یہ گروہ کتنا خطرناک ہے نہ کھل کر خارجی ہونے کا اعلان کرتا ہے نہ عظمت صحابہ کو تسلیم کرتا ہے...... ملاں جب
خارجیوں سے ملتا ہے تو کہتا ہے کہ ہم مولا علی کی خلافت تسلیم نہیں کرتے
رافضیوں سے ملتا ہے تو کہتا ہے صحابہ کو گالی دینے والا سنی ہی رہتا ہے
مخنث کی طرح کبھی مذکر ہوتا ہے کبھی مونث

مذکروں میں جائے تو مذکر کہلاتا ہے
مونثوں میں جائے تو مونث کہلاتا ہے
اس کی صحیح نوعیت کا پتہ ہی نہیں چلتا
وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا
جب ایمان والوں سے ملیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے
اور جب اپنے بے ایمانوں سے ملیں
وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ
اور جب تنہا ہوتے ہیں اپنے شیاطین کے پاس تو کہتے ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں
اور جب وہ کہیں کہ تم تو ایمان والوں کی محفل میں بھی بیٹھے ہوئے تھے تو کہتے ہیں
اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ (پ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر۱۴)
ہم تو ٹھٹھہ کرتے ہیں۔

ایک کے منکر ہیں خارجی

یہ لوگ ہیں جو چار یار کا نعرہ تو لگاتے ہیں مگر ان چاروں میں سے تسلیم تین کو کرتے ہیں اور چوتھے کا انکار کرتے ہیں۔ حضرت مولائے کائنات سے بغض و عداوت رکھتے ہیں ملاحظہ ہو مولوی فیض عالم صدیقی (خارجی) لکھتا ہے کہ

۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو حضرت عثمان شہید ہوئے۔ ۲۱ ذی الحجہ ۳۵ھ کو قاتلین عثمان نے سیدنا علی کے ہاتھ پر بیعت کرکے انہیں خلیفہ منتخب کرلیا (حقیقت مذہب شیعہ ص ۶۷)

علی کی نام نہاد حکومت سے معزولی کا فیصلہ سینکڑوں صحابہ سے مشورہ کے بعد ہوا تھا۔ (حقیقت مذہب شیعہ ص ۷۰)

اس مولوی نے یزید کو امیر تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اسی کتاب کا صفحہ نمبر ۷۳ اور

اسی ملاں نے مروان تک کو امیر لکھا ہے ملاحظہ ہو ص ۶۷ ''امیر مروان بن حکم بھاگ گئے'' اور پھر لکھا ہے ''یہ دور سیدنا علی کی برائے نام خلافت کا دور ہے'' ص ۲۵

حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں اکثریت قاتلین عثمان کی تھی ص ۲۴

حضرت امیر یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے کبار صحابہ کے اسماء گرامی اپنے مقام پر آئیں گے ص ۲۷

امیر یزید کی خلافت پر اجماع امت نے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ آپ خلیفہ برحق تھے ص ۳۰

امیر یزید کو حضرت حسین کا قاتل گردان کر انہیں جہنمی بنانے کی فکر میں اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنانے کا سامان کر رہے ہیں ص ۳۱-۳۰

اسی ملاں نے اپنی دوسری کتاب ''خلافت راشدہ'' میں لکھا

اللہ کے بنائے ہوئے خلیفہ کے ان تمام اوصاف کا خاتمہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت پر ۳۵ھ میں ہو گیا اور پھر یہ نظام کہیں پانچ سال بعد ۴۱ھ میں حضرت امیر معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں قائم ہوا۔ (خلافت راشدہ ص ۱۳)

سامعین محترم آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ بغض علی کی انتہا ہو گئی یعنی حضرت علی کی خلافت سے قبل اور بعد کی ساری خلافت راشدہ ہے۔ صرف حضرت علی کی خلافت راشدہ نہیں ہے۔

یہ لوگ یزید کو امیر المومنین لکھیں اور حضرت علی کو خلیفہ تسلیم نہ کریں۔ ملاحظہ ہو لکھا ہے

مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ، شرف مجد کے بلند مقامات پر فائز ہونے کے باوجود تاریخ اسلام میں کوئی ایسا نقش چھوڑنے پر قادر نہ ہو سکے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکے کہ آپ بھی خلیفہ حق تھے۔

مولا علی کو حق پر سمجھنے والے

(خلافت راشدہ ص ۱۳)

حضرت علی کو حق پر سمجھنے والے رافضی ہیں۔ (خلافت راشدہ ص ۳۳)

جو شخص یہ کہے کہ حضرت علی حضرت عثمان سے بہتر ہیں وہ رافضی ہے۔
(ص ۳۳)

گرامی حضرات! حالانکہ یہ عقیدہ بعض ائمہ کرام کا ہے۔ ملاحظہ ہو مولانا غلام رسول سعیدی رقمطراز ہیں کہ

''کوفہ کے بعض اہلسنت حضرت علی کو حضرت عثمان پر مقدم رکھتے ہیں (امام عبدالرزاق بن ہمام امام احمد بن شعیب النسائی اور علامہ تفتازانی کا یہی مسلک ہے)'' (شرح مسلم سعیدی جلد نمبر ۶ ص ۸۸۱)

حضرت علی پر حضرت عثمان کی فضیلت ظنی ہے کیونکہ سفیان ثوری جیسے بعض اکابرین اہلسنت حضرت علی کو حضرت عثمان سے افضل قرار دیتے ہیں۔
(الشرف المؤبد لآل محمد ص ۱۶۸-۱۶۷)

ذاتی طور پر امام صاحب (امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ) اگرچہ حضرت عثمان کے مقابلہ میں حضرت علی کی طرف میلان رکھتے ہیں کیونکہ خاندانِ نبوت سے ان کا رشتہ بھی ہے۔ (امام اعظم ابو حنیفہ از مفتی عزیز الدین دیوبندی ص ۲۴۹ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ابو حنیفہ درجہ میں حضرت عثمان کو حضرت علی سے مقدم نہیں سمجھتے تھے
(حیات حضرت امام ابو حنیفہ از ابو زہرہ مصری ص ۳۰۳ مطبوعہ فیصل آباد)

امام ابو حنیفہ کے بیٹے حماد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا علی ہمیں عثمان سے زیادہ عزیز ہیں۔ (حیات حضرت امام ابو حنیفہ ص ۲۹۱)

ایک روایت صحیحہ کے مطابق امام ابو حنیفہ عثمان پر علی کو فضیلت دیتے ہیں
(امام احمد بن حنبل از ابو زہرہ مصری ص ۲۵۸ مطبوعہ فیصل آباد)

معلوم یہ ہوتا ہے کہ حضرت علی کے افضل الصحابہ ہونے کے عقیدہ میں شیعہ منفرد نہ تھے بلکہ بعض صحابہ بھی اس کے قائل تھے چنانچہ عمار بن یاسر، مقداد بن الاسود، ابوذر غفاری، سلیمان فارسی، جابر بن عبداللہ، ابی ابن کعب، حذیفہ، بریدہ، ابوایوب بن سھل بن حنیف عثمان بن حنیف، ابوالہیثم خذیمہ بن ثابت، ابوالطفیل عامر بن واثلہ، عباس بن عبدالمطلب اور ان کے بیٹے اور تمام نبی ہاشم تفضیل علی کا عقیدہ رکھتے تھے ابتدأ زبیر کا بھی یہی خیال تھا پھر اس سے رجوع کرلیا۔

(حیات حضرت امام ابوحنیفہ ص ۱۹۸ مطبوعہ فیصل آباد)

بنوامیہ میں بھی بعض لوگ اس کے قائل تھے مثلاً خالد بن سعید بن العاص اور عمر بن عبدالعزیز (حیات حضرت امام ابوحنیفہ ص ۱۹۸)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

سلف میں جو تمام خلفاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حسن عقیدت رکھتا اور حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان میں افضل جانتا شیعی کہلاتا بلکہ جو صرف امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تفضیل دیتا اسے بھی شیعی کہتے حالانکہ یہ مسلک بعض علماء اہلسنت کا تھا۔ اسی بناء پر متعدد ائمہ کوفہ کو شیعہ کہا گیا بلکہ کبھی محض غلبۂ محبت اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شیعت سے تعبیر کرتے حالانکہ یہ محض سنیت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ثانی ص ۲۱۹ مطبوعہ مکتبہ علویہ فیصل آباد)

گرامی قدر سامعین! اب یہ خارجی ملوانے جو کہتے ہیں کہ ایسا عقیدہ رکھنا رفض ہے اور یہ عقیدہ رکھنے والے رافضی ہیں جیسا کہ مولوی خارجی فیض عالم کا میں نے حوالہ آپ کو سنایا تو کیا

یہ تمام صحابہ رافضی تھے؟

یہ بنوامیہ رافضی تھے؟

امام اعظم ابوحنیفہ رافضی تھے؟

امام نسائی رافضی تھے؟

یہ بعض ائمہ کوفہ رافضی تھے؟

حضرت سفیان ثوری رافضی تھے؟

اور یزید کو فاسق و فاجر کہنے والے سب کے سب رافضی ہیں؟

اور مومن کون ہیں جو امام حسین کو باغی کہیں؟

رشید ابن رشید میں متعدد مولویوں نے امام حسین کو باغی لکھا ہے

مومن وہ ہیں جو یزید کی روح پر سلام پڑھیں

اُسَلِّمُ رُوْحَ سَیِّدِنَا یَزِیْدًا (رشید ابن رشید ص)

مومن وہ ہیں جو پنجتن پاک کو پانچ بت قرار دیں

پنجتن پاک دراصل پانچ بت تھے (مروجہ ماتم حسین از برق التوحیدی ٹوبہ)

یہ لوگ ہیں تینوں کے ماننے والے اور ایک کے منکر

تین کے منکر ہیں رافضی

دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو ایک کو تسلیم کرتے ہیں مگر تینوں کا انکار کرتے ہیں۔ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے علاوہ کسی اور کو ماننے کے لئے تیار ہی نہیں اور بڑی ڈھٹائی سے حضرت ابوبکر الصدیق، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمانِ غنی رضوان اللہ علیہم کی خلافت راشدہ کا انکار کرتے ہیں بلکہ ان نفوسِ قدسیہ کو صحابی ہی تسلیم نہیں کرتے ان کی تقاریر میں صداقت صدیق، عدالت فاروق، حیاء عثمان پر سوقیانہ حملے بڑی دیدہ دلیری سے کئے جاتے ہیں اور ان کی کتب اس قسم کی خرافات سے بھری پڑی ہیں۔ انہوں نے لکھا

كَانَ النَّاسُ اَهْلِ رُدَّةٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا ثَلٰثَةٍ

(دھنہ کافی ص ۱۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سوائے تین آدمیوں کے سب مرتد ہو گئے

اِرْتَدَّ النَّاسُ اِلَّا ثَلٰثَةَ نَفَرًا اَبُوْذَرٍّ سُلَيْمَانٌ وَّمِقْدَادٌ قُلْتُ فَعَمَّارُ قَالَ كَانَ حَاصَ حَيْصَةً ثُمَّ رَجَعَ (رجال کشی)

حضرت باقر نے کہا سلیمان ابوذر مقداد کے علاوہ سب مرتد ہو گئے۔ ابوبکر حضرمی نے پوچھا کہ عمار تو امام نے کہا ایک بار اس کو حیض آیا پھر رجوع کر گیا۔

آگے چل کر امام نے کہا کہ سچا مسلمان صرف مقداد رہ گیا تھا (رجال کشی) ایک بھی نہ رہ گیا، حضور کی وفات کے بعد تمام بنی ہاشم مرتد ہو گئے (مجالس المومنین جلد سوم)

اس قسم کے سینکڑوں حوالہ جات حلاء العیون، حیات القلوب الحق المبین الاحتجاج الطبرسی سے بھی پیش کیے جا سکتے ہیں۔

خصوصاً شیعہ کتب کے وہ ابواب جن میں خروج المہدی کا ذکر ہے ان ابواب کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ سارے کا سارا شیعہ مذہب صرف مخالفت اصحابِ رسول کا نام ہے یا ازواجِ مطہرات کی گستاخیوں اور بے ادبیوں کا

یہ ہیں رافضی جو صرف ایک کو مانتے ہیں اور باقیوں کا انکار کرتے ہیں اور وہ ہیں خارجی جو حضرت علی کی مخالفت کے لئے سب کو مانتے ہیں۔

عقیدہ حقہ اہلسنّت و جماعت

صحیح اہلسنّت و جماعت وہ ہیں جو نہ ایک کے منکر نہ تین کے منکر بلکہ وہ حضرت علی کو اور اصحاب ثلاثہ کو باہم جان و جگر تسلیم کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا

تیرے چاروں ہمدم ہیں یکجان و یکدل
ابوبکر و عمر عثمان و علی ہے

قرآن اور حق چار یار

گرامی حضرات! اللہ تعالیٰ نے بھی اسی ترتیب سے ان چاروں کا ذکر فرمایا جو ترتیب خلافت کی ہے اور جسے آج تک اہل ایمان تسلیم کرتے چلے آئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا

(پ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر۲۹)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے صحابہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل جب تو انہیں دیکھے تو رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے اللہ کا فضل تلاش کرنے والے نظر آئیں گے اور اس کی رضا کے طلب گار

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے مراد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ سے مراد حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا سے مراد حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم

(تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی ماتحت آیت مذکورہ)

امام جعفر الصادق بن امام محمد باقر علیہما السلام اپنے آباؤ اجداد سے اس آیت کی یہی تفسیر فرماتے ہیں۔ (الریاض النضرہ جلد اوّل مترجم ص۸۳)

سنی کا عقیدہ اسی ترتیب کے مطابق ہے جو قرآن میں ہے
سنی کا عقیدہ اس ترتیب کے مطابق ہے تفسیر میں ہے
سنی کا عقیدہ اسی ترتیب کے مطابق ہے جو ائمہ اہل بیت نے بیان فرمائی ہے

تیرے چاروں ہمدم ہیں یک جان و یک دل
ابوبکر و عمر عثمان و علی ہے

سورۃ العصر اور حق چار یار

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

(پ۳۰ سورۃ العصر)

اور قسم ہے زمانے کی انسان خسارے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے صبر کی تلقین کرتے رہے اور حق کی تلقین کرتے رہے

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت سے اس کی تفسیر پوچھی تو ارشاد ہوا

وَالْعَصْرِ	زمانہ مصطفویہ کی قسم
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ سے مراد	ابوجہل ہے
اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے مراد	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے مراد	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ سے مراد	حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں
وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ سے مراد	حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں

(الریاض النضرہ ص۱۰۲ اردو جلد اوّل)

کسی نے کیا خوب فرمایا کہ

صدیق عکس حسن کمال محمد است
فاروق ظل جاہ و جلال محمد است
عثمان ضیاء شمع جمال محمد است
حیدر بہار باغ خصال محمد است

کشتی نوح اور حق چار یار

حضرت علامہ مومن شبلنجی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں جب حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ہوا کہ کشتی تیار کرو تو آپ نے کشتی بنانی شروع کی۔

’’حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی کا کچھ حصہ بناتے تو رات کو اسے زمین کا کیڑا کھا جاتا انہوں نے خالق ارض و سماء کے حضور شکوہ کیا۔ پروردگارِ عالم نے فرمایا اس پر میری مخلوق کے اکابر کے نام لکھ دو

عرض کیا وہ کون ہیں۔

فرمایا وہ میرے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

سیدنا نوح علیہ السلام نے کشتی کے چاروں کونوں پر یہ اسماء تحریر کر دیے اور وہ کیڑے سے محفوظ ہو گئی۔ (تنویر الازھار ترجمہ نور الابصار ص۱۱)

تیرے چاروں ہمدم ہیں یکجان و یک دل
ابوبکر و عمر عثمان و علی ہے

مولانا ظفر علی خان بولے

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی بوبکر و عمر عثمان و علی
ہم مسلک ہیں یارانِ نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

مصطفیٰ کی کھیتی اور حق چار یار

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ (پ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۹)

ان کی مثل توریت میں اور ان کی مثل انجیل میں جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اپنی سوئی کو قوی کیا اور پھر وہ اور موٹی ہوئی اور پھر

اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

كَزَرْعٍ یعنی کھیتی — حضور علیہ السلام ہیں

شَطْأَهُ یعنی اس کی سوئی — حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں

فَآزَرَهُ یعنی سوئی کی قوت — حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں

فَاسْتَغْلَظَ یعنی سوئی کا طاقتور ہونا — حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے

فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یعنی سوئی کا تنے پر سیدھی کھڑی ہونا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ہے۔ (الریاض النضرہ اردو ص ۱۰۱، ۱۰۲ مطبوعہ فیصل آباد)

حضور کے بعد حق چار یار

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں عرض کیا اے امیر المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں بہتر کون ہے؟

آپ نے فرمایا! ابوبکر رضی اللہ عنہ
میں نے عرض کی پھر کون؟
آپ نے فرمایا! عمر رضی اللہ عنہ
میں نے عرض کی پھر کون؟
آپ نے فرمایا! عثمان رضی اللہ عنہ
میں نے عرض کی پھر کون؟
آپ نے فرمایا میں

(الریاض النضرہ ص ۱۰۱، ۱۰۲ مطبوعہ فیصل آباد)

تیرے چاروں ہمدم ہیں یک جان و یک دل
ابوبکر و عمر عثمان و علی ہے

لواء الحمد اور حق چار یار

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے لواء الحمد کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کے تین پرت ہوں گے۔ ان کے دونوں گوشوں میں سے ہر گوشہ آسمان اور زمین کے درمیان ہوگا۔

پہلے پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور سورۃ الفاتحہ لکھی ہوگی

دوسرے پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مرقوم ہوگا

اور تیسرے پر ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق، عثمان ذی النورین اور علی المرتضیٰ لکھا ہوگا۔ (الریاض النضرۃ اردو ص ۹۸۔۹۷)

تیرے چاروں ہمدم ہیں یک جان و یک دل
ابوبکر و عمر عثمان و علی ہے

عرشِ معلیٰ اور حق چار یار

حضرت امام جعفر الصادق بن محمد باقر علیہما السلام اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کیا میں تمہیں عرش پر لکھے ہوئے کی خبر دوں؟
ہم نے کہا! ہاں یا رسول اللہ
آپ نے فرمایا! عرش پر لکھا ہوا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّیْقُ عُمَرُ الْفَارُوْقُ عُثْمَانُ الشَّهِیْدُ عَلِیُّ الرِّضَا

(الریاض النضرہ ص ۹۷ اردو: شرف النبی ص ۲۷۶ اردو)

تیرے چاروں ہمدم ہیں یک جان و یک دل
ابوبکر و عمر عثمان و علی ہے

حوضِ کوثر اور حق چار یار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میرے حوض کے چار گوشے ہیں۔

ایک گوشہ میرے صدیق کے پاس ہوگا، دوسرا میر عمر بن الخطاب کے پاس، تیسرا عثمان ذی النورین کے پاس ہوگا اور چوتھا میرے علی ابن طالب کے پاس...... وہ جسے چاہیں گے پانی پلائیں گے...... جو ابوبکر کا دشمن ہوگا وہ سیدنا عمر سے پانی نہیں لے سکے گا...... جو علی کا دوست ہوگا اور حضرت عثمان کا دشمن ہوگا حضرت علی اسے پانی نہیں دیں گے۔ (شرف النبی ص ۲۸۰: الریاض النضرہ ص ۹۶)

تیرے چاروں ہمدم ہیں یک جان و یک دل
ابوبکر و عمر عثمان و علی ہے

روز قیامت اور حق چار یار

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... منادِ قیامت کے دن عرش کے نیچے سے منادی کرے گا اصحاب محمد کہاں ہیں؟ (صلی اللہ علیہ وسلم)

پھر ابوبکر و عمر عثمان و علی رضی اللہ عنہم آئیں گے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے کہا جائے گا

اے ابوبکر! جنت کے دروازے پر ٹھہر جائیں اور جسے چاہیں اللہ کی رحمت کے ساتھ داخل کریں اور جسے چاہیں اللہ کے علم کے ساتھ منع کریں

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کہا جائے گا

میزان کے پاس ٹھہر جائیں جسے چاہیں اللہ کی رحمت کے ساتھ بھاری کر دیں اور جسے چاہیں اللہ کے علم کے ساتھ ہلکا کر دیں

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دو حلے آئیں گے اور انہیں کہا جائے گا

دونوں پہن لیں میں نے دونوں کو تمہارے لئے اس وقت بنایا جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا اور...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عصائے مذین عطا کیا جائے گا جو اس درخت سے بنایا ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جنت میں لگایا تھا

(الریاض النضرہ ص ۹۷)

میدان محشر اور حق چار یار

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا
میں قیامت کے دن آؤں گا تو
میرے صدیق میرے دائیں ہاتھ ہوں گے
میرے عمر میرے دوسرے ہاتھ ہوں گے
میرے عثمان میرے پیچھے پیچھے ہوں گے
میرے علی میرے آگے آگے ہوں گے (شرف النبی ص ۲۷۶)

تیرے چاروں ہمدم ہیں یک جان و یک دل
ابوبکر و عمر عثمان و علی ہے

اوور کسی نے کیا خوب کہا کہ

چراغ و مسجد محراب و منبر
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

ہر مقام پر چار یار

حضرات گرامی ان تمام حدیثوں سے معلوم ہوا

قرآن میں	حق چار یار
حدیث میں	حق چار یار

تفسیر میں — حق چار یار

کشتی نوح پر — حق چار یار

مصطفیٰ کی کھیتی میں — حق چار یار

تمام امت سے افضل — حق چار یار

لواء الحمد اٹھانے والے — حق چار یار

جن کا نام عرش پر مکتوب ہے — حق چار یار

حوض کوثر پر — حق چار یار

باب جنت پر — حق چار یار

میدان محشر میں — حق چار یار

یوم قیامت میں — حق چار یار

تو تو بھی کہہ دے پھر — حق چار یار

جو منکر ہے ان چاروں کا

اب جو ایک کا منکر ہے وہ بھی بے دین

جو تین کا منکر ہے وہ بھی بے دین

جو ان چاروں کا منکر ہے وہ انہی کا منکر نہیں بلکہ وہ

قرآن کا منکر

حدیث کا منکر

تفسیر کا منکر

کشتی نوح کا منکر

مصطفیٰ کی کھیتی کا منکر

اخیارِ امت کا منکر

حاملین لواء الحمد کا منکر

عرش کے نام داروں کا منکر

ساقیانِ حوض کوثر کا منکر

واقفانِ ابواب جنت کا منکر

معززین عرصہ قیامت کا منکر

جب ان سب فرامین کا منکر تو مصطفیٰ کا منکر

جب مصطفیٰ کا منکر تو خدا کا منکر

ان کا محب — مصطفیٰ کا محب

مصطفیٰ کا محب — خدا کا محب

کیونکہ

خدا کی پہچان — مصطفیٰ

مصطفیٰ کی پہچان — اصحابِ مصطفیٰ

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

اس پہ گواہ ھو الذی شیشۂ حق نما نبی

دیکھ لو جلوۂ نبی شیشہ چار یار میں

انبیاء علیہم السلام کی نظیریں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ایسا نبی کوئی نہیں جس کی نظیر میری امت میں نہ ہو

فَاَبُوْبَکْرٍ نَظِیْرُ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ ابوبکر ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں

وَعُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ نَظِیْرُ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ عمر نظیر موسیٰ علیہ السلام ہیں

وَعُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانٍ نَظِیْرُ هَارُوْنَ عَلَیْهِ السَّلَام   عثمان ہارون علیہ السلام کی نظیر ہیں

وَعَلِیُّ ابْنُ اَبِی طَالِبٍ نَظِیْرِی   اور علی میری نظیر ہیں

(الریاض النضرہ عربی ص ۵۰ اردو ترجمہ ص ۹۱ چشتی کتب خانہ فیصل آباد)

طینت پاک چاروں کی

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اللہ تعالیٰ نے ابوبکر وعمر کو ایک مٹی سے تخلیق فرمایا ہے اور عثمان وعلی کی تخلیق ایک مٹی سے ہوئی ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۵۰ عربی) (اردو ترجمہ ریاض النضرہ ص ۹۶)

تخلیق آدم اور حق چار یار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے۔

"مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کے جسم میں روح داخل کی تو مجھے حکم دیا کہ جنت کا سیب لے کر ان کے حلق میں نچوڑ دے۔ پس جب میں نے سیب ان کے منہ میں نچوڑ دیا تو یا محمد اللہ تعالیٰ نے اس کے پہلے نقطے سے آپ کو پیدا فرمایا:

دوسرے سے ابوبکر کو

تیسرے سے عمر کو

چوتھے سے عثمان کو

اور پانچویں نقطے سے علی کو پیدا فرمایا

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا! یہ کون صاحبانِ کرامت ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ پانچوں جسم تیری ذرّیت سے ہیں اور یہ میرے نزدیک

میری تمام مخلوق سے مکرم ہیں۔

فرمایا کہ

جب آدم علیہ السلام سے لغزش واقع ہوئی تو انہوں نے کہا

"الٰہی ان پانچوں اشباح کی حرمت سے جنہیں تو نے فضیلت عطا فرمائی ہے میری توبہ قبول فرما"

پس اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ (الریاض النضرہ عربی ص ۵۱ اردو ص ۹۲)

تخلیق آدم سے قبل

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنی سند سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

كُنْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ نُوْرًا عَلٰى يَمِيْنِ الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ يُّخْلَقَ اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاَلْفِ عَامٍ

(الریاض النضرہ عربی ص ۵۲)

میں ابوبکر، عمر، عثمان اور علی حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ایک ہزار سال قبل یمین عرش پر انوار تھے

تیرے چاروں ہمدم ہیں یک جان و یک دل
ابوبکر و عمر عثمان و علی ہے

شق الارض کے بعد

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

زمین شق ہونے پر سب سے پہلے (اپنی قبر مبارک سے) میں نکلوں گا پھر ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی۔ (الریاض النضرہ اردو ص ۹۳)

گرامی قدر حضرات سامعین

ان چاروں کا نور	ایک
ان چاروں کی تخلیق	ایک
ان چاروں کی طینت	ایک
ان چاروں کا محشر	ایک

کیونکہ

ان چاروں کا آقا	ایک
ان چاروں کا محبوب	ایک
ان چاروں کا مطلوب	ایک
ان چاروں کا مقصود	ایک
وہ شمع	یہ پروانے
وہ آقا	یہ دیوانے
وہ گلشن	یہ اس کے پھول
وہ دریا	یہ اس کے کنارے
وہ سورج	یہ اس کی کرنیں
وہ چاند	یہ اس کی چاندنی

جو ان کا غلام	وہ	نبی کا غلام
جو ان کا دشمن	وہ	نبی کا دشمن
جو نبی کا دشمن	وہ	خدا کا دشمن

جو چاروں سے محبت رکھے

گرامی حضرات میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا

جو شخص ابوبکر صدیق سے محبت کرے گا اس کا دین کامل ہوگا

جو سیدنا عمر ابن الخطاب سے محبت رکھے گا اس کے لئے راہ حق روشن ہو جائے

گا

جو شخص سیدنا عثمان غنی سے محبت رکھے گا اسے اللہ کا نور نصیب ہوگا

جو سیدنا علی المرتضیٰ سے محبت کرے گا وہ ایمان میں مضبوط و مستحکم ہوگا

جو شخص میرے صحابہ کے بارے میں اچھے الفاظ کہے گا وہ نفاق سے پاک ہوگا

جو میرے صحابہ سے بغض رکھے گا وہ میری سنت کے مخالف ہوگا اس کی جگہ دوزخ ہوگی اور وہ اس بری جگہ پر ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ (شرف النبی ص ۲۸۰)

جو اصحاب رسول کو گالی دے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا

مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَایُقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا (شرف النبی ص ۲۷۳)

جس نے میرے صحابی کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو...... تمام فرشتوں کی لعنت ہو۔

اس پر سارے انسانوں کی لعنت ہو...... اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا نہ ہی اس کا فدیہ قبول کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اس جرم عظیم سے ہمیں محفوظ فرمائے...... آمین ثم آمین

اہل سنت و جماعت نبی کریم علیہ السلام کے تمام یاروں ...... ہدایت کے ستاروں ...... صحابہ پیاروں کو اپنے ایمانوں کی جان اور اپنی محبتوں کا مرکز تسلیم کرتے ہیں اور دشمنان صحابہ سے بیزار ہیں۔

اے اللہ! ہمیں اصحاب رسول علیہم الرضوان کا دامن مضبوطی سے تھامنے کی توفیق عطا فرما...... آمین

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

موافقاتِ عمر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِين ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ يَقُوْلُ بِهٖ

صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضرت عمر کی زبان سے حق جاری ہوتا ہے

گرامی قدر حضرات یکم محرم الحرام کے حوالہ سے فضائل فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں ایک حدیث نبوی آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ يَقُوْلُ بِهٖ (ابن ماجہ شریف ص۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق کو جاری فرما دیا ہے وہ جو کچھ کہتے ہیں حق ہی کہتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق متعدد مرتبہ قرآن کریم بھی نازل ہوا۔

ابن عساکر نے حضرت مولائے کائنات شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا قرآن میں ایسی باتیں بھی ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۹۷)

امام اجل حافظ الحدیث حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیس موافقتِ عمر کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے کچھ تو وہ مقامات ہیں جہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں آیات کا نزول ہوا اور کچھ ایسی ہیں کہ جو الفاظ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمائے وہی جبرئیل بارگاہِ خداوندی سے لے کر دربار مصطفوی میں حاضر ہوتے رہے۔

حضرت عمر کے حق میں نازل ہونے والی آیات

گرامی حضرات! پہلے ان آیات کا ذکر کیا جاتا ہے جو آپ کے حق میں نازل ہوئیں۔

پہلی آیت

جب حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایمان لائے حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام یہ آیت لے کر حاضر بارگاہِ رسالت ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

(پ۱۰ سورۃ الانفال آیت نمبر ۶۴)

اے نبی! کافی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اور جو آپ کے فرمانبردار ہیں مومنوں سے

طبرانی وغیرہ نے ابن عباس، ابن منذر، ابن جبیر اور ابو الشیخ نے ابن میتب سے روایت کی کہ

اِنَّهَا نَزَلَتْ يَوْمَ اَسْلَمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (روح المعانی)

حضرت عمر بن خطاب جس دن ایمان لائے اس دن یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی

اہل آسمان کی خوشی اسلام عمر پر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایمان لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا

يَامُحَمَّدُ لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ

(ابن ماجہ شریف ص ۱۱)

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آسمان والوں نے عمر کے اسلام لانے کی خوشی منائی

دوسری آیت

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ

(پ ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۷)

حلال کر دیا گیا تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا

ابتداء میں ماہِ رمضان کی راتوں میں بھی اپنی عورتوں سے قربت منع تھی۔ ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ روتے ہوئے اور اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ تعالیٰ اور آپ سے معافی کا خواستگار ہوں کہ میں نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد جب گھر گیا تو میں نے بڑی عمدہ خوشبو پائی اور میرے نفس نے مجھے (اپنی زوجہ کی) قربت پر آمادہ کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا! اے عمر تجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اتنی دیر میں متعدد

افراد نے بھی یہی عرض کیا۔

فَنَزَلَتْ فِي عُمَرَ وَاَصْحَابِهٖ (تفسیر خازن بحوالہ خلفائے رسول ص ۹۴-۹۳)

پس یہ آیت مبارکہ حضرت عمر فاروق اور ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس لغزش کا صدقہ قیامت تک کی امت مصطفویہ کے روزہ داروں کو یہ رخصت مل گئی۔

موافقات عمر

ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کچھ رائے کسی اہم مسئلہ میں دیتے تھے قرآن کریم کا حکم اسی کے مطابق نازل ہوتا تھا

(تاریخ الخلفاء ص ۱۹۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ اگر بعض امور میں لوگوں کی رائے کچھ اور ہوتیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی کچھ اور تو قرآن شریف حضرت عمر کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۹۷ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کراچی)

بخاری اور مسلم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے (مرفوعاً) روایت کرتے ہیں کہ میرے رب نے میری رائے سے تین موقعوں پر اتفاق فرمایا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۹۷)

اسی طرح مسلم نے چار باتوں کی بھی روایت کی ہے اب فقیر کچھ مقامات کا تفصیل سے ذکر کرتا ہے۔

تیسری، چوتھی، پانچویں آیت

گرامی حضرات! ایک یہودی اور ایک منافق کے درمیان جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا کرتا تھا جھگڑا ہو گیا۔ یہودی حق پر تھا اس نے اس بظاہر مسلمان کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فیصلہ کرانے کے لئے کہا۔ اس منافق کے دل میں چور تھا اسے معلوم تھا کہ وہاں تو سفارش نہ چلے گی اور نہ رشوت سے کام بنے گا اس لئے اس نے کہا کہ تمہارے عالم کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں۔ یہودی اس بات پر رضامند نہ ہوا چنانچہ چار وناچار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہودی حق پر تھا فیصلہ بھی اسی کے حق میں ہوا۔

منافق کو پسند نہ آیا وہ یہودی کو لے کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہٗ کے پاس گیا وہاں سے بھی وہی حکم ملا لیکن اس کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔ آخر دل میں سوچا کہ میں بظاہر تو مسلمان ہوں اور یہ یہودی ہے۔ عمر کے پاس چلیں وہ یقیناً میرے اسلام کا پاس کرتے ہوئے میرے حق میں فیصلہ دیں گے چنانچہ اس نے یہودی کو بھی اس پر رضامند کرلیا۔

جب وہاں پہنچے تو یہودی نے عرض کی کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقدمہ کا فیصلہ میرے حق میں کر چکے ہیں اب یہ مجھے آپ کے پاس لایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا "رُوَیْدَ کُمَا حَتّٰی اَخْرَجَ اِلَیْکُمَا" میرے واپس آنے تک ٹھہرو چنانچہ آپ گھر تشریف لے گئے تلوار بے نیام کئے واپس آئے اور اس منافق کا سر قلم کردیا اور فرمایا

تو فاروق ہے

ھٰکَذَا اَقْضِیْ عَلٰی مَنْ لَّمْ یَرْضَ بِقَضَاءِ اللّٰہِ وَقَضَاءِ رَسُوْلِہٖ وَنَزَلَتِ الْاٰیہ وَقَالَ الرَّسُوْلُ اَنْتَ الْفَارُوْقُ (قرطبی)

یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتا میں اس کا یوں فیصلہ کیا کرتا ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ

یَّکْفُرُوْا بِہٖ ؕ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۝

(پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۰)

کیا نہیں دیکھا آپ نے ان کی طرف جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس (کتاب) کے ساتھ جو اتاری گئی آپ کی طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے (اس کے باوجود) چاہتے ہیں کہ فیصلہ کے لئے (اپنے مقدمات) طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ انکار کریں طاغوت کا اور چاہتا ہے شیطان کہ بہکا دے انہیں بہت دور تک

اور نبی کریم علیہ السلام نے اس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کو الفاروق (حق و باطل میں فرق کرنے والا) کے لقب سے سرفراز فرمایا (تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل ص ۳۵۷)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ کا مدعا یہ تھا کہ اگر تمہارا کوئی جھگڑا ہو تو تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹو اور اگر اللہ رسول کا فیصلہ نہیں مانو گے تو میں تمہارا سر قلم کردوں گا

اس آیت سے پہلی آیت میں یہی الفاظ وارد ہوئے ہیں

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ

(پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۵۹)

پھر اگر جھگڑنے لگو تم کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور رسول کی طرف

اور بعض مفسرین نے اس آیت کا بھی اس واقعہ پر نازل ہونا لکھا ہے

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

(پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۵)

(اے مصطفیٰ) تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑے ان کے درمیان

پھر نہ پائیں اپنے نفسوں میں تنگی اس سے جو فیصلہ آپ نے کیا اور تسلیم کر لیں دل و جان سے

امام ابن جریر وغیرہ کا قول ہے کہ اس آیت کا تعلق بھی اسی سابقہ سے ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ص ۳۶۰)

امام ابن حجر مکی رقمطراز ہیں کہ

وہ یہودی بھاگ گیا اور جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ عمر نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں ایسا خیال نہیں کرتا کہ عمر ایک مومن کے قتل کی جرآت کرے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو اس (منافق) آدمی کا خون رائیگاں چلا گیا اور حضرت عمر اس آدمی کے قتل سے بری ہو گئے۔

(الصواعق المحرقہ ص برق سوزاں ص ۳۵۱)

گرامی حضرات ذرا توجہ کیجئے

جو فیصلہ زمین پر عمر کا — وہی فیصلہ آسمان پر خدا کا
عمر کا فیصلہ کہ نبی کو حاکم نہ ماننے والا — بے ایمان
اللہ کا فیصلہ کہ نبی کو حاکم نہ ماننے والا — بے ایمان
عمر نے منافق کو قتل کر دیا — رب نے اس منافق کا خون رائیگاں کر دیا

چھٹی آیت

حضرات محترم! میرے آقا علیہ السلام نے اس پتھر کہ جس پر قیام فرما ہو کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے خانہ کعبہ تعمیر فرمایا تھا کے متعلق صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ طلب فرمایا کہ اسے کہاں نصب کیا جائے تو مختلف صحابہ کرام نے مختصر مشورے دیئے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

لَوِ اتَّخَذْتُ مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى

کاش میں مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنا لوں ...... تو

"فَنَزَلَتْ" وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۵)

بنا لو ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز (تفسیر خازن تفسیر در منثور)

نازل ہو گئی ...... فرمایا جبریل جا کر میرے محبوب کے ذریعہ قیامت تک آنے والوں کو بتا دے کہ

جو فیصلہ زمین پر عمر کا — وہی فیصلہ آسمان پر خدا کا

اگر عمر مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنانا چاہتا ہے تو خدا بھی مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنانا چاہتا ہے

اب قیامت تک آنے والے حاجی میرے عمر کی اس رائے کے مطابق مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنائے رکھیں گے۔

اگر کسی کو عمر سے اختلاف ہے — تو مجھ سے اختلاف ہے

اگر کسی کو عمر سے اختلاف ہے تو مقام ابراہیم کے مصلیٰ بن جانے سے اختلاف ہے

تو اگر نہیں مانتا عمر کے فیصلے کو تو جائے جہنم مقام ابراہیم پر نہ آئے
اگر نہیں مانتا عمر کے فیصلے کو تو جائے جہنم حج کے لئے نہ آئے
اگر میرے عمر کے فیصلے کو مانو گے تو
میرے محبوب کو حاکم تسلیم کرنا پڑے گا
اگر میرے عمر کے فیصلے کو مانو گے تو
مقامِ ابراہیم کو مصلیٰ بنانا پڑے گا
جو میرے محبوب کو حاکم تسلیم نہیں کرتا
عمر کا فیصلہ ہے اس کی گردن اڑا دو

اور جو مقام ابراہیم کو مصلیٰ نہیں بناتا

میرا فیصلہ ہے اس کا حج قبول نہ کرو

کیونکہ میری اور عمر کی رائے   ایک

میرا اور عمر کا فیصلہ   ایک

اس نے کہا   محبوب حاکم ہے

میں نے آیت بنا دی

اس نے کہا   مقام ابراہیم مصلیٰ ہے

میں نے آیت بنا دی

اب منکرین حکومت مصطفیٰ قرآن سے یُحَکِّمُوْکَ نکال کر دکھائیں

اور منکرین مشورۂ عمر قرآن سے مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى نکال کر دکھائیں

تو اگر عمر کے یہ فیصلے تسلیم کرتے ہو تو پھر فیصلہ خلافت تسلیم کرتے ہوئے تکلیف کیوں ہوتی ہے؟

اگر عمر کے یہ فیصلے تسلیم کرتے ہو تو حکومت مصطفوی تسلیم کرتے ہوئے تکلیف کیوں ہوتی ہے؟

ساتویں آیت

گرامی حضرات!

ایک یہودی نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا

''وہ جبریل جو آپ کے دوست کو یاد کرتا ہے ہمارا دشمن ہے''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ

اور جو کوئی دشمن ہو اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور

جبریل کا اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا

فاروق اعظم نے فرمایا

اللہ اپنے دشمن کا   دشمن

اللہ اپنے فرشتوں کے دشمنوں کا   دشمن

اللہ اپنے رسولوں کے دشمنوں کا   دشمن

اللہ جبریل کے دشمنوں کا   دشمن

اللہ میکائیل کے دشمنوں کا   دشمن

یا اللہ تیرا کیا ارشاد ہے؟...... فرمایا جبریل جا میرے مصطفیٰ سے کہہ دے

جو فیصلہ زمین پر عمر کا   وہی فیصلہ آسمانوں پر خدا کا

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (پ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۹۸)

(تاریخ الخلفاء ص۱۹۹ الصواعق المحرقہ ص برق سوزاں ص۳۵۱ تفسیر روح المعانی)

آٹھویں آیت

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ملعون نے پلان بنا کر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اتہام تراشی کی

پاک بی بی   پریشان

تمام صحابہ   پریشان

میرے آقا علیہ السلام نے صحابہ کرام سے اس معاملہ میں رائے لی تو حضرت سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

عائشہ کو آپ کی زوجیت میں کس نے دیا؟

فرمایا؟   اللہ تعالیٰ نے

عرض کیا تو پھر

عائشہ پاک ہے

کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ آپ کے رب نے اس معاملہ میں آپ کو اشتباہ میں رکھا ہوا ہے؟ ایسا نہیں ہوسکتا ...... عائشہ بھی پاک اسے آپ کی زوجیت میں دینے والا بھی پاک

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

اے اللہ تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے

فرمایا جبریل

عرض کیا لبیک یا جلیل

فرمایا جا اور پیغام دے کہ

جو الفاظ عمر نے بولے — وہی میں کہہ رہا ہوں

جو فیصلہ زمین پر عمر کا — وہی فیصلہ آسمان پر خدا کا

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (پ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر۱۶)

(الصواعق المحرقہ ص۱۰۰: برق سوزاں ص۳۵۰: تاریخ الخلفاء ص۱۹۹)

فرمایا اگر عائشہ — پاک

عائشہ کا شوہر — پاک

عائشہ کو ان کی زوجیت میں دینے والا — پاک

تو اس پاکی کا اعلان کرنے والا عمر بھی — پاک

نویں، دسویں، گیارہویں آیت

گرامی حضرات! میرے آقا کا یہ پیارا یار حضرت سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کاشانہ اقدس میں آرام فرما رہے ہیں۔ آپ کا غلام آیا اور بلا اجازت بے دھڑک اندر چلا گیا تو اس وقت آپ نے دعا کی کہ اے اللہ بغیر اجازت اس طرح گھر میں داخل ہونا حرام فرما دے فوراً وحی آ گئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا

(پ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر۲۷)

اے ایمان والو نہ داخل ہوا کرو (دوسروں کے گھروں میں) اپنے گھروں کے سوا جب تک تم اجازت نہ لے لو

فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ (پ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر۲۸)

پس نہ داخل ہو ان (گھروں) میں یہاں تک کہ اجازت دی جائے تمہیں

اور ایک مقام پر صراحۃً غلاموں کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ الخ (پ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر۵۸)

اے ایمان والو! اجازت طلب کیا کریں تم سے (گھروں میں داخل ہوتے وقت) تمہارے غلام اور وہ لڑکے جو ابھی جوانی کو نہیں پہنچے تم میں سے تین مرتبہ الخ

فرمایا — میرا عمر بھی باحیا — میں بھی حیا کو پسند کرنے والا

پھر جو فیصلہ زمین پر میرے عمر کا وہی فیصلہ آسمان پر میرا

(تاریخ الخلفاء ص۲۰)

بارہویں آیت

میرے حبیب پاک علیہ السلام نے جنگ بدر کے لئے مشورہ طلب فرمایا تو حضرت عمر نے خروج کا مشورہ دیا جبکہ کچھ لوگوں نے نہ نکلنے کا بھی مشورہ دیا۔

تو پیغام خداوندی آ گیا

كَمَآ اَخْرَجَكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ٥

(پ۹ سورۃ الانفال آیت نمبر۵)

جس طرح نکال لایا آپ کو آپ کا رب آپ کے گھر سے حق کے ساتھ

اور بے شک اہل ایمان کا ایک گروہ (اس کو) ناپسند کرنے والا تھا

اے محبوب بے شک آپ کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ نہ نکلو مگر میرا فیصلہ ہے کہ نکلو

کیونکہ میرے عمر نے یہ رائے دی ہے تو پھر

جو فیصلہ زمین پر عمر کا — وہی فیصلہ آسمان پر میرا ہے

اَلصَّوَاعِقُ الْمُحْرِقَةُ (برق سوزاں ص ۳۵۰ تاریخ الخلفاء ص ۱۹۹)

تیرہویں آیت

حضرات گرامی! جب یہ آیت نازل ہوئی کہ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سَلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ o

(پ ۱۸ سورۃ المومنون آیت نمبر ۱۲)

ہم نے انسان کو گندھی خمیر کی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے

تو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے بے ساختہ نکلا

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ o (پ ۱۸ سورۃ المومنون آیت نمبر ۱۴)

پس برکت والا ہے وہ جو تمام خالقوں میں سب سے بہتر اور برتر خالق ہے

فرمایا جبریل! یا اللہ حکم فرما!

فرمایا یہ جملہ قرآن کی آیت بنا کر لے جا...... میرے عمر کی زبان سے نکل گیا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۰۰)

جو کچھ عمر بولے زمین پر — وہی میں بولوں گا آسمان پر

چودھویں آیت

حضرات گرامی! حضور کی ازواج مطہرات کا حضور علیہ السلام سے کوئی باہمی نزاع ہو گیا تو حضرت عمر نے ان کی فہمائش فرماتے ہوئے فرمایا

اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ

اگر نبی کریم (علیہ السلام) تم سب کو طلاق دیدیں تو آپ کا رب تمہارے عوض

آپ کو ایسی بیبیاں عطا فرما دے جو تم سے بہتر ہوں

بعینہٖ یہی آواز جبریل نے سنا دی

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ

(پ ۲۸ سورۃ التحریم آیت نمبر ۵)

کچھ بعید نہیں کہ اگر نبی کریم تم سب کو طلاق دیدیں تو آپ کا رب تمہارے عوض آپ کو تم سے بہتر بیبیاں عطا فرما دے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۹۷ برق سوزاں ص ۳۴۸)

فرمایا سن لو

جو فیصلہ عمر کا — وہی فیصلہ میرا

پندرھویں آیت

ضیاء الامت حضرت پیر کرم شاہ صاحب بھیروی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ ''عرب میں شراب کا رواج عام تھا گنتی کے چند آدمیوں کے علاوہ سب اس کے متوالے تھے جو ان گنت جسمانی اور روحانی بیماریوں کا سبب اخلاقی اور معاشی خرابیوں کی جڑ اور فتنہ وفساد کی علت ہے۔ اسلام کے پاکیزہ نظام حیات میں اس کی کیونکر گنجائش ہو سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قطعی حرام کر دیا لیکن حرمت کا حکم آہستہ آہستہ اور تدریجاً نازل ہوا تا کہ لوگوں کو اس پر عمل کرنا آسان ہو جائے چنانچہ سورہ بقر میں تو اتنا کہنے پر اکتفا کیا گیا کہ

فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور کچھ فائدے بھی ہیں لوگوں کے لئے

اس کے کچھ عرصہ بعد آیت نازل ہوئی

وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى

نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھا کرو

یہ آیات اس آخری حکم کا پیش خیمہ تھیں اگرچہ شراب کی حرمت کا صراحۃً ان میں

ذکر نہ تھا لیکن کئی سلیم طبیعتوں نے اس وقت ہی شراب چھوڑ دی تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ الٰہی میں اس کی قطعی حرمت کے لئے التجائیں کیا کرتے عرض کرتے۔

اَللّٰھُمَّ بَیِّنْ لَنَا بَیَانًا شَافِیًا (اے اللہ شراب کے بارے میں ہمیں شافی بیان دے)

اسی اثناء میں چند ایسے واقعات بھی رونما ہوئے جن سے شراب پینے کے مفاسد اور نقصانات کا صحابہ کرام کو زیادہ سے زیادہ احساس ہونے لگا جب ایمان پختہ ہو گئے تعلیماتِ اسلامیہ قلب و روح کی گہرائیوں میں بس گئیں اور اللہ اور اس کے رسول کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کی عادت فطرت بن گئی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ o (پ۷ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۹۰)

یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں۔ شیطان کی کارستانیاں ہیں، سو بچو ان سے تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ص ۵۰۷)

گرامی حضرات! میرے فاروق اعظم نے دعا کی یا اللہ شراب حرام فرما

آواز قدرت آئی

جو تیرا فیصلہ زمین پر — وہی میرا فیصلہ آسمان پر

سولہویں آیت

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ

جب عبداللہ ابن ابی مرگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نماز جنازہ کے لئے بلایا گیا تو آپ اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر آپ کے سینہ کے پاس کھڑے ہو گئے اور عرض کی

یارسول اللہ!

کیا خدا کے دشمن ابن ابی پر آپ نماز جنازہ پڑھیں گے حالانکہ اس نے فلاں دن اس اس طرح کہا تھا؟

خدا کی قسم ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی:

(الصواعق المحرقہ ص برق سوزاں ص ۳۴۹)

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ

(پ۱۰ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۸۴)

اور نہ پڑھئے کسی پر نمازِ جنازہ ان میں سے جو مرجائے کبھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر

اے محبوب رک جایئے

یہ منافق ہے

آپ کا گستاخ ہے

میرا عمر ٹھیک کہتا ہے اور میرا بھی فیصلہ یہی ہے

جو فیصلہ زمین پر عمر کا — وہی فیصلہ عرش پر میرا

سترھویں آیت

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے خبر دی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے لئے بکثرت استغفار کرنے لگے تو حضرت عمر نے کہا ان کے لئے استغفار کرنا یا نہ کرنا برابر ہے تو یہ آیت اتری کہ

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (پ۱۰ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۸۰)

آپ بخشش طلب کریں ان (منافقین) کے لئے یا نہ کریں اگر آپ
بخشش طلب کریں گے ان کے لئے ستر بار جب بھی نہ بخشے گا اللہ تعالیٰ
انہیں (الصواعق المحرقہ ص)

اے محبوب!
عمر صحیح کہتا ہے
یہ منافق ہیں
یہ آپ کے گستاخ ہیں
یہ بے دین ہیں
ان کے لئے استغفار نہ فرمائیں
جو فیصلہ عمر کا ہے اب وہی فیصلہ میرا ہے

اپنے حق میں منافق ٹھیک کہتے ہیں!

گرامی حضرات!
آپ نے اکثر مشاہدہ کیا ہوگا
کچھ لوگ کہتے ہیں میت کے لئے دعا نہ کیجئے
قبروں پر نہ جائیے
ان دونوں آیات سے مسئلہ واضح ہوگیا
لَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا
منافقوں کی نماز جنازہ کبھی نہیں پڑھنی چاہئے
ان کے لئے دعا کبھی نہیں کرنی چاہئے
وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ
ان کی قبروں پر نہیں جانا چاہئے
ان کے لئے استغفار نہیں کرنی چاہئے

یہ منع کرتے ہیں تو صحیح منع کرتے ہیں کیونکہ
منافقوں کے جنازہ سے اللہ نے منع فرمایا ہے
منافقوں کے لئے دعا سے اللہ نے منع فرمایا ہے
منافقوں کی قبروں پر جانے سے اللہ نے منع فرمایا ہے کیوں؟......اس لئے کہ
ان کی قبروں پر جانا
ان کے لئے دعا کرنا
ان کی نماز جنازہ پڑھنا
ان کو ایصالِ ثواب کرنا
میرے فاروق اعظم کو اچھا نہیں لگتا
کیونکہ وہ فاروق ہے
حق و باطل میں امتیاز کرنے والا
تو جب اسے ان کے لیڈر کا جنازہ پڑھنا اچھا نہیں لگتا
جب اسے ان کے لیڈر کے لئے دعا کرنا اچھا نہیں لگتا
جب اسے ان کے لیڈر کے لئے ثواب پہنچانا اچھا نہیں لگتا
جب اسے ان کے لیڈر کی قبر پر جانا اچھا نہیں لگتا
تو اس لیڈر کی ذرّیت کا یہ سب کچھ اچھا کیسے لگے گا
میرا فاروق کب چاہے گا کہ
ہوں میرے ماننے والے اور جائیں منافقوں کی قبروں پر
ہوں میرے ماننے والے اور دعائیں کریں منافقوں کے لئے
ہوں میرے ماننے والے اور نمازیں پڑھیں منافقوں کی میتوں پر

اے فاروق مت گھبرا

اللہ نے فرمایا:

میرے عمر مت گھبرا میں ایسا انتظام کروں گا کہ دیکھتے ہی رہ جائیں گے
اگر تو نے منع کیا تو ان کو اعتراض ہوگا
اگر تیرے ماننے والوں نے منع کیا تو ان کو اعتراض ہوگا
اگر تاجدارِ بریلی نے منع کیا تو ان کو اعتراض ہوگا
اگر محدث اعظم نے منع کیا تو ان کو اعتراض ہوگا
یہ خود ہی منع کریں گے
مرتے مرتے کہیں گے ہمارے جنازے کے بعد دعا نہ مانگنا
ہمیں ایصالِ ثواب نہ کرنا
ہماری قبروں پر نہ آنا
حضرات محترم! کتنا بڑا احسان ہے فاروق اعظم کا امت مصطفویہ پر
اگر شراب حرام ہو تو عمر کی سفارش سے
اگر آیت استیذان ملے تو عمر کی سفارش سے
اگر عورتوں پر پردہ واجب ہو تو عمر کی سفارش سے
اگر مقام ابراہیم مصلیٰ بنے تو عمر کی سفارش سے
اگر سنیوں کو نبی کے حاکم ہونے کا عقیدہ ملے تو عمر فاروق سے
اگر منافقوں کے جنازوں پر نہ جانے کا حکم ہو تو فاروق اعظم کے وسیلے سے
اگر منافقوں کے لئے دعا نہ مانگنے کا حکم ہو تو فاروق اعظم کے وسیلے سے
اگر منافقوں کی قبروں پر نہ جانے کا حکم ملے تو فاروق اعظم کے وسیلے سے

میرے آقا نے سچ فرمایا

میرے آقا علیہ السلام نے سچ فرمایا
إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عَمَرَ يَقُوْلُ بِهٖ
اللہ نے عمر کی زبان پر حق کو جاری فرما دیا ہے وہ کچھ کہتے ہیں حق ہی کہتے ہیں

میں سوال کرتا ہوں؟

تو پھر آج میں سوال کرتا ہوں
اگر فاروق اعظم نے خلافت صدیقی پر سب کو جمع کیا تو ناحق کیا؟
اگر صدیق کی بیعت کی تو ناحق کی؟
یہ کالا ٹولا بتائے کہ
جب سرکار نے فرما دیا عمر کی زبان پر حق جاری ہے
تو پھر خلافت صدیقی کا اعلان بھی حق تھا
جو اسے تسلیم نہ کرے وہ صرف دشمن فاروق ہی نہیں
وہ بیانِ مصطفیٰ کا دشمن ہے
اور جو بیانِ مصطفیٰ کا دشمن ہے وہ فرمان خدا کا دشمن ہے

اٹھارہویں، انیسویں آیات

امام مسلم علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا کہ
حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلَاثٍ فِيْ مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِيْ أُسَارٰى بَدْرٍ (مسلم شریف جلد ثانی ص۲۷۶)
میں نے اپنے رب کی تین چیزوں میں موافقت کی مقام ابراہیم میں، حجاب میں اور بدر کے قیدیوں میں
گرامی قدر سامعین مقامِ ابراہیم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شرفِ قدم سے نوازا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے جائے نماز بنانے کا مشورہ دیا جس کا بیان آپ نے سنا ایک مقام تو یہ ہے اور دوسرا مقام یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی بیویوں کو پردہ کرنا چاہئے تو

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۳)

اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو نبی کریم کے گھروں میں بجز اس (صورت) کے کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے اور نہ کھانے پکنے کا انتظار کیا کرو لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو اندر چلے جاؤ پس جب کھانا کھا چکو تو فوراً منتشر ہو جاؤ اور نہ وہاں جا کر دل بہلانے کے لئے باتیں شروع کر دیا کرو تمہاری یہ حرکتیں (میرے) نبی کے لئے تکلیف کا باعث بنتی ہیں پس وہ تم سے حیا کرتے ہیں (اور چپ رہتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کسی کا شرم نہیں کرتا حق بیان کرنے میں اور جب تم مانگو ان (ازواجِ مطہرات) سے کوئی چیز تو مانگو پس پردہ ہو کر

اور سورۂ نور میں فرمایا:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ الخ (پ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر ۳۱)

اور آپ حکم فرما دیجئے ایماندار عورتوں کو کہ وہ نیچی رکھا کریں اپنی نگاہیں اور حفاظت کیا کریں اپنی عصمتوں کی اور نہ ظاہر کیا کریں اپنی آرائش کو مگر جتنا خود بخود نمایاں ہو اس سے اور ڈالے رہیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر اور نہ ظاہر ہونے دیں اپنی آرائش کو الخ

تیسرا مقام اسیران بدر کے بارے میں

نبی کریم علیہ السلام نے رائے طلب فرمائی تو صحابہ نے مشورہ دیا کہ ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے مگر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان بدر کے قیدیوں کو ان کے رشتہ داروں کے حوالے کیجئے تا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے انہیں قتل کر دیں اور ان کو قتل کر دیا جائے مگر کثرت کا فیصلہ منظور کرتے ہوئے فدیہ لے لیا گیا تو اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ (پ۲۰ سورۃ الانفال آیت نمبر ۶۸-۶۷)

نہیں مناسب نبی کے لئے کہ ہوں اس کے پاس جنگی قیدی یہاں تک کہ غلبہ حاصل کر لے زمین میں تم چاہتے ہو دنیا کا سامان اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تمہارے لئے آخرت اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب دانا ہے اگر نہ ہوتا حکم الٰہی پہلے سے (کہ خطائے اجتہادی معاف ہے) تو ضرور پہنچتی تمہیں بوجہ اس کے جو تم نے لیا ہے بڑی سزا

یعنی کہ اگر اجتہادی خطا پر معافی کا حکم پہلے سے اللہ کی طرف سے نہ لکھا ہوتا تو بدر کے کافروں سے جو فدیہ تم نے لیا تھا اس میں ضرور تمہیں بڑا عذاب پہنچتا کہ تمہیں ان کو قتل کر دینا چاہئے تھا مگر تم نے ایسا نہیں کیا۔

میرے عمر کا مقام کیا ہے؟

گرامی سامعین!

فاروق اعظم نے رائے دی ازواج مطہرات پردہ کریں

پردہ کی آیات نازل ہوگئی

میرے عمر نے رائے دی　　اسیرانِ بدر کو قتل کر دیا جائے

صحابہ نے ایسا نہ کیا تو انہیں عتاب ہوا کیوں؟

اس لئے کہ اللہ قیامت تک کی امت محمدیہ کو بتانا چاہتا ہے میرے عمر کا مقام کیا ہے؟

پردے کا حکم مانگا میرے عمر نے　　عطا کیا میں نے
قتل اسیران بدر کا مشورہ دیا عمر نے　　تائید کی میں نے
جو فیصلہ زمین پر　　عمر کا
وہی فیصلہ آسمان پر　　میرا
کیونکہ میں نے عمر کی زبان پر حق کو جاری کر دیا ہے۔

پورے قرآن میں کہیں ثابت نہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی رائے دی ہو تو اس کی مخالفت میں کوئی حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہو؟...... کہیں نہیں ہے تو پتہ چلا

فاروق کی رائے

فاروق کی رائے　　اللہ کو پسند
فاروق کی رائے　　نبی کو پسند
فاروق کی رائے　　صحابہ کو پسند
فاروق کی رائے　　تمام مسلمانوں کو پسند

اگر چند لوگوں کو پسند نہ ہو تو کیا فرق پڑتا ہے ...... اس سے شانِ فاروق کو تو کوئی فرق نہ پڑے گا مگر یہ معلوم ہو جائے گا کہ فاروق کی رائے کو پسند نہ کرنے والا

نہ رب کو　　پسند
نہ نبی کو　　پسند
نہ صحابہ کو　　پسند

نہ مسلمانوں کو　　پسند

فرمایا میرے عمر کی زبان سے حق جاری ہوتا ہے تو جو حق کو چھوڑ دے وہ پسندیدہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر حق کو پانا ہے تو آ میں تجھے دعوتِ فکر دیتا ہوں۔ میرے آقا کی مراد اور خلیفہ راشد حضرتِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دامن تھام لے حق تیرے ہاتھوں میں آ جائے گا۔

(وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ)

باب مدینة العلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ○ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

ترجمہ آیت کریمہ کا

حضرات گرامی! اس وقت آپ کے سامنے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ سماعت فرمائیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا

(اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں تو

قُلْ ۔ آپ ان کو فرما دیجئے کہ مجھے تمہاری گواہی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ

کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ

تمہارے اور میرے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے

وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ

اور جس کے پاس کتاب کا علم ہے (اس کی گواہی کافی ہے)

میں نے تمہارے سامنے خدا کی توحید کو پیش کیا

اپنی رسالت کو پیش کیا

تم اگر تسلیم نہیں کرتے تو میں تمہارے تسلیم کرنے کا محتاج نہیں ہوں اور نہ ہی توحید اس کی محتاج ہے بلکہ توحید کے ڈنکے میں بجاتا ہوں اور میری رسالت کی گواہی توحید والا دیتا ہے۔

میں زمین پر کہتا ہوں — لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

خدا عرش پر فرماتا ہے — مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

خدا کی توحید میری رسالت کسی کافر بے ایمان کی گواہی کی محتاج نہیں ہے۔

کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ

تم گواہی نہیں دو گے تو اللہ کی گواہی کافی ہے اور

وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ (پ۱۳ سورۃ الرعد آیت نمبر ۴۳)

اس کی گواہی کافی ہے جس کے پاس کتاب یعنی قرآن کریم کا علم ہے

باب مدینة العلم

حضرات محترم! وہ کون ہے جس کے پاس علم کتاب ہے میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا (الصواعق المحرقہ ص۱۲۲)

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

معلوم ہوا کہ میرے محبوب کی رسالت کی گواہی کافر نہیں دیتے تو نہ دیں پھر بھی عرش اور فرش پر اس کے گواہ موجود ہیں۔

عرش پر گواہ اللہ ہے
فرش پر گواہ علی ہے
ہے وہ بھی علی
ہے یہ بھی علی
وہ خالق ہو کر علی
یہ مخلوق ہو کر علی
وہ خدا ہو کر علی
یہ مرتضٰی ہو کر علی

قرآن سے پوچھئے؟ تو آواز آتی ہے کہ
وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (پ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۵ آیت الکرسی)
اور وہ (اللہ) علی عظیم ہے
حدیث سے پوچھئے؟ تو آواز آتی ہے
أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا (الریاض النضرہ الجزء الثالث ص ۱۵۹)
میں علم کا شہر ہوں اور اس شہر کا دروازہ علی ہے

باغِ بہشت کا وہ گل تازہ علی ہے
نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

لعابِ دہن مبارک

گرامی قدر سامعین! مولائے کائنات حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم جب اس عالم شہود و وجود میں تشریف لائے تو میرے آقا علیہ السلام نے ان کو غسل دیا اور فرمایا

آج پہلا غسل علی کو میں دے رہا ہوں کل آخری غسل مجھے علی دیں گے

(خاکِ کربلا ایڈیشن اول ص ۴۱-۴۰)

پھر میرے آقا علیہ السلام نے حضرت علی کو گھٹی دی اور وہ کیا گھٹی تھی
وہ شہد کی گھٹی نہ تھی
وہ شکر یا گڑ کی گھٹی نہ تھی
وہ چینی کی گھٹی نہ تھی
بلکہ اپنی زبان مبارک علی کے دہن مبارک میں ڈال دی (خاک کربلا ص ۴۱)

لعابِ دہن والی گٹھلی

ذرا توجہ رہے! علی پاک نے نبی پاک کی زبان کو چوسا ادھر ایک مرتبہ میرے نبی کریم علیہ السلام کا دربارِ رسالت سجا ہوا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر دربار رسالت ہیں۔ میرے آقا کھجور تناول فرما رہے ہیں۔

حبر الامت اور سب سے پہلے مفسر قرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی مجلس میں موجود ہیں۔ دل میں خیال آیا کاش یہ کھجور کی گٹھلی جس کے ساتھ میرے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن شریف لگ گیا ہے مجھے مل جائے؟

ادھر دل میں خیال آیا...... ادھر میرے نبی نے فرمایا
اے عبداللہ! گٹھلی لینی ہے؟
عرض کیا! جی ہاں یا رسول اللہ لینی ہے
حضور علیہ السلام نے گٹھلی عطا فرما دی
حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے وہ گٹھلی اپنے منہ میں رکھی تو مجھے قرآن کا علم آگیا

جس نے زبانِ رسول کو چوسا ہو

حضرات محترام!
جو ایک مرتبہ لعابِ دہن والی گٹھلی منہ میں رکھ لے اسے قرآن کا علم آجاتا ہے
وہ حبر الامت ہو جاتا ہے

وہ سب سے بڑا مفسر قرآن بن جاتا ہے

جس نے اس لعاب دہن والی زبان مبارک کو منہ میں لیا ہو؟

جس نے ایک مرتبہ نہیں ،بیسیوں مرتبہ لعاب دہن کو چوسا ہو اس کے علم کا کیا عالم ہوگا؟

فرمایا

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا (الشرف المؤبد مطبوعہ فیصل آباد ص ۱۶۱ عربی)

میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے

علم کا شہر اور دروازہ

میرے ناقص ذہن کے مطابق

نبی علم کا شہر ہے کیونکہ وہ رحمان کا شاگرد ہے

اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o (پ ۲۷ سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۲۔۱)

اور علی اس شہر کا دروازہ ہے کیونکہ میرے نبی نے فرمایا

عَلِیٌّ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ مِنْ رَّبِّیْ (الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ جلد دوم ص ۲۱۵)

علی میرے لئے اسی طرح ہے جس طرح میں اپنے رب کے لئے ہوں

باغِ بہشت کا وہ گل تازہ علی ہے

نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

حضرت ابن عباس کا ارشاد

گرامی قدر سامعین! یہی حبر الامت اور سب سے پہلے مفسر قرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

عِلْمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ عِلْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَعِلْمُ عَلِیٍّ مِّنْ عِلْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعِلْمِیْ مِنْ عِلْمِ عَلِیٍّ (الشرف المؤبد لآل محمد عربی مطبوعہ فیصل آباد ص ۸۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم سے ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ہے اور میرا علم حضرت علی کے علم سے ہے۔

نبی پاک شاگرد	اللہ تعالیٰ کے
علی پاک شاگرد	نبی پاک کے
ابن عباس شاگرد	حضرت علی کے

دروازے پر آؤ

بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں اور

مَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِ الْبَابَ (الشرف المؤبد عربی ص ۱۶۱)

جس نے علم حاصل کرنا ہو وہ دروازہ پر آئے

نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

تمام اصحابِ رسول کا علم

گرامی حضرات! یہی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ

وَعِلْمُ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فِیْ عِلْمِ عَلِیٍّ اِلَّا کَقَطْرَۃٍ فِیْ سَبْعَۃِ اَبْحُرٍ (الشرف المؤبد ص ۱۶۱ عربی)

تمام اصحاب رسول کا علم علی کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے سات سمندروں سے ایک قطرہ

یہ کسی شیعہ کا عقیدہ نہیں

یہ کسی رافضی کا عقیدہ نہیں

یہ کسی بے دین کا عقیدہ نہیں

یہ کسی بد باطن کا عقیدہ نہیں

یہ تیرہویں صدی کے مجدد کا عقیدہ ہے

یہ امام نبہانی کا عقیدہ ہے

بلکہ یہ حضرت ابن عباس کا عقیدہ ہے

اگر کسی مفتی کو فتویٰ دینے کا شوق ہے تو شوق پورا کر لے اور

دے فتویٰ امام نبہانی پر

دے فتویٰ امام اہلسنّت تیرھویں صدی کے مجدد پر

دے فتویٰ حبر الامت پر

دے فتویٰ سب سے پہلے مفسر قرآن پر

دے فتویٰ حضرت ابن عباس پر

باغِ بہشت کا وہ گل تازہ علی ہے

نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

تفسیر اَلْحَمْدُ اور مولائے کائنات

گرامی حضرات! یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مجھے فرمایا

اے ابن عباس عشاء کی نماز ختم کر کے جبانہ کی طرف آ جانا

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں میں نماز پڑھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو چاندنی رات میں آپ نے مجھے فرمایا

مَاتَفْسِيْرُ الْاَلِفِ مِنْ اَلْحَمْدُ ؟

الحمد کے الف کی تفسیر کیا ہے؟

میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا

فَتَكَلَّمَ فِي تَفْسِيْرِهَا سَاعَةً تَامَّةً

پس آپ نے ایک پوری ساعت اس الف کی تفسیر کو بیان فرمایا

پھر مجھ سے کہا

مَا تَفْسِيْرُ اللَّامِ مِنَ اَلْحَمْدُ؟

الحمد کے لام کی تفسیر کیا ہے؟

میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا......

فَتَكَلَّمَ فِيْهَا سَاعَةً تَامَّةً

آپ نے پورا ایک گھنٹہ الحمد کے لام کی تفسیر فرمائی اور کہا

مَاتَفْسِيْرُ الْحَاءِ مِنْ اَلْحَمْدُ؟

الحمد کے حاء کی تفسیر کیا ہے؟

عرض کیا میں نہیں جانتا

فَتَكَلَّمَ فِيْهَا سَاعَةً تَامَّةً

آپ نے ایک پوری ساعت الحمد کے حاء کی تفسیر بیان فرمائی اور پھر فرمایا

معاتَفْسِيْرُ الْمِيْمِ مِنْ اَلْحَمْدُ؟

الحمد کے میم کی تفسیر کیا ہے؟

میں نے کہا میں نہیں جانتا

فَتَكَلَّمَ فِيْهَا سَاعَةً تَامَّةً

پھر آپ نے پورا ایک گھنٹہ الحمد کے میم کی تفسیر بیان کی اور پھر فرمایا

مَاتَفْسِيْرُ الدَّالِ مِنِ اَلْحَمْدُ

الحمد کے دال کی تفسیر کیا ہے؟

میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا

آپ نے طلوعِ فجر تک الحمد کی دال کی تفسیر بیان کرنے کے بعد فرمایا اے ابن عباس اب اپنے گھر جا کر اپنے فرض کی تیاری کرو...... میں وہاں سے اٹھا تو مجھے سب

کچھ یاد تھا چنانچہ میں اس پر غور کرنے لگا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا علم حضرت علی کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے سمندر کے مقابلہ میں چھوٹا سا حوض (الشرف المؤبد ص۸۱)

محترم حضرات! یہ ہے حضرت علی کا علم

الف کی تفسیر	ایک گھنٹہ
لام کی تفسیر	ایک گھنٹہ
حا کی تفسیر	ایک گھنٹہ
میم کی تفسیر	ایک گھنٹہ
دال کی تفسیر	ایک گھنٹہ
ادھر الحمد کی تفسیر ختم	ادھر اللہ کی رات ختم

اور موذن نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر الخ

باغِ بہشت کا وہ گل تازہ علی ہے
نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

دس حصوں سے نو علی کے

گرامی حضرات! یہی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ

''علم کے دس حصوں سے نو حصے علم حضرت علی کو دیا گیا ہے اور خدا کی قسم علم کے باقی ماندہ دسویں حصے میں بھی حضرت علی لوگوں کے ساتھ شریک ہیں'' (الشرف المؤبد ص۸۲ مطبوعہ فیصل آباد)

گریہ ابن عباس

جب حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ کا وصال ہو گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر روئے کہ روتے روتے ان کی بصارت ختم ہو گئی۔

(الشرف المؤبد ص۸۲)

علم مولائے کائنات

حضرت مولائے کائنات نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا

''مجھ سے پوچھو خدا کی قسم تم جو بھی پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا۔ مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں سوال کرو خدا کی قسم ایسی کوئی آیت نہیں جس کے بارے میں مجھے معلومات نہ ہوں کہ رات کو نازل ہوئی ہے یا دن کو، میدان میں نازل ہوئی ہے یا پہاڑ پر اگر میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹوں کو بھر دوں۔

(الشرف المؤبد ص۸۲)

باغِ بہشت کا وہ گل تازہ علی ہے
نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

حضرت عطا کا ارشاد

حضرت عطا سے پوچھا گیا حضرت علی سے زیادہ علم والا بھی کوئی شخص تھا؟ انہوں نے کہا! نہیں خدا کی قسم میں ایسے کسی شخص کو نہیں جانتا جو علی سے زیادہ علم والا ہو۔ (الشرف المؤبد ص۸۲)

حضرت فاروق اعظم کی دعا

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس مشکل سے پناہ مانگتے جسے حل کرنے کے لئے ابوالحسن یعنی علی موجود نہ ہوں۔ (الشرف المؤبد ص۸۲)

امیر معاویہ کا اقرار

حضرت امیر معاویہ کو اگر کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو حضرت علی کی خدمت میں خط لکھ کر پوچھ لیتے جب انہیں حضرت علی کی شہادت کا علم ہوا تو کہا ابن ابی طالب کی موت سے فقہ اور علم جاتے رہے۔ (الشرف المؤبد ص۸۲)

باغِ بہشت کا وہ گل تازہ علی ہے
نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

مولائے کائنات کا ارشاد

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی زبانی لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ

''بخدا جتنی آیاتِ قرآنی نازل ہوئی ہیں ان سب کا مجھے علم ہے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارے میں اور کہاں اور کس طرح نازل ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے مجھے قلب سلیم عقل وشعور اور زبان گویا عطا فرمائی ہے۔'' (تاریخ الخلفاء ص ۲۷۳ مطبوعہ کراچی)

سعید ابن مسیّب کا ارشاد

حضرت سعید ابن مسیب کہتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام میں سوائے حضرت علی کے اور کوئی یہ کہنے والا نہیں تھا کہ جو کچھ پوچھنا چاہو مجھ سے پوچھ لو۔'' (تاریخ الخلفاء ص ۲۵۸)

ام المومنین سیدہ عائشہ کا فرمان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب ان کے سامنے حضرت علی کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہٗ سے زیادہ علم سنت کا جاننے والا کوئی اور نہیں ہے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۵۸)

مخنث مشکل کی میراث کا مسئلہ

سعید بن منصور کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ

''اس خدا کا شکر ہے جس نے یہ توفیق بخشی کہ ہمارے مخالفین ہم سے مسئلہ دریافت کرتے ہیں۔ معاویہ نے ہم سے دریافت کرایا کہ خنثیٰ مشکل کی میراث کا کیا حکم ہے؟

میں نے لکھ کر بھیجا کہ اس کی پیشاب گاہ کی ہیئت سے میراث کا حکم جاری ہوگا''

یعنی اگر اس کی پیشاب کی جگہ مردوں جیسی ہے تو مردوں میں اور اگر عورتوں سے مشابہ ہے تو عورتوں میں محسوب کیا جائے گا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۶۴)

نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

گرامی قدر سامعین!

حضرت عبداللہ ابن عباس کے نزدیک علی سب سے بڑے عالم

حضرت عطا کے نزدیک علی سب سے بڑے عالم

حضرت فاروق اعظم کے نزدیک علی سب سے بڑے عالم

حضرت عائشہ کے نزدیک علی سب سے بڑے عالم

حضرت معاویہ کے نزدیک علی سب سے بڑے عالم

حضرت سعید ابن مسیب کے نزدیک علی سب سے بڑے عالم

باغِ بہشت کا وہ گل تازہ علی ہے

نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

فرمایا کہ

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا (الریاض النضرہ الجزء الثالث ص ۱۵۹)

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے

سَلُونی۔ مجھ سے پوچھو

باب مدینۃ العلم نے اعلان فرمایا مجھ سے پوچھو جو کچھ بھی پوچھو گے میں بتاؤں گا بلکہ فرمایا

سَلُوْنِی عَمَّا دُوْنَ الْعَرْشِ

مجھ سے فرش کی ہی نہیں عرش کی باتیں پوچھو میں بتاؤں گا

ایک آدمی آیا اور کہا

یا علی کیا آپ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے پوچھو؟

فرمایا ہاں

اس نے کہا پھر فرمایئے اَیْنَ جِبْرِیْلْ؟

اس وقت جبریل کہاں ہیں

حضرت مولائے کائنات نے

اوپر دیکھا

نیچے دیکھا

دائیں دیکھا

بائیں دیکھا

آگے دیکھا

پیچھے دیکھا

اور پھر فرمایا   اَنْتَ جِبرِیْلْ

تو ہی جبریل ہے   (نزہت المجالس جلد دوم ص ۲۱۰)

اس نے کہا   کَیْفَ عَلِمْتَ اَنَا جِبْرِیْلْ؟

آپ نے کیسے جان لیا کہ میں ہی جبریل ہوں

فرمایا میں نے آگے پیچھے دیکھا تو مشرق ومغرب ملاحظہ کر لئے

میں نے دائیں بائیں نظر دوڑائی تو جنوب وشمال کا مشاہدہ کر لیا

میں نے اوپر نیچے دیکھا تو تحت الثریٰ سے عرش علیٰ تک دیکھ لیا...... مگر مجھے کہیں بھی جبریل نظر نہیں آئے تو میں نے پہچان لیا کہ تم ہی جبریل ہو...... عرض کیا

صَدَقْتَ یَا عَلِیُّ

آپ نے سچ فرمایا ہے

باغِ بہشت کا وہ گُل تازہ علی ہے
نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

یہودیوں کا سوال

نماز کا وقت قریب تھا کہ ایک آدمی نے سوال کیا

وہ کون سے جانور ہیں جو انڈہ دیتے ہیں؟

اور وہ کون سے جانور ہیں جو بچہ جنتے ہیں؟

مقصد یہ تھا کہ اب اگر حضرت سوالات کے جوابات دیتے ہیں تو نماز جائے گی اور اگر نماز پڑھتے ہیں تو دعویٰ سَلُوْنِیْ جائے گا

اگر نماز گئی تو بھی   ہم کامیاب

اگر جواب نہ دیا   تو بھی ہم کامیاب

کیونکہ مسئلہ تفصیل طلب ہے۔ جانوروں کا شمار حد و حساب سے باہر ہے۔ اس لئے جواب طویل ہوگا مگر باب مدینۃ العلم نے دو لفظوں میں جواب ارشاد فرمایا...... کہا کہ

جن جانوروں کے کان باہر ہیں بچہ جنتے ہیں

جن کے کان اندر ہیں وہ انڈہ دیتے ہیں

جاؤ اب تم شمار کرتے پھرو اور ہم نماز پڑھتے ہیں

باغِ بہشت کا وہ گُل تازہ علی ہے
نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

یہ علم کہاں سے آیا

گرامی قدر سامعین!

کسی نے حضرت مولائے کائنات سے پوچھا کہ آپ میں اتنا علم کہاں سے آ گیا؟

تو آپ نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ نبی کریم علیہ السلام کے پاک لعابِ دہن کا صدقہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کے ذریعہ مجھ کو عطا کیا۔

(خاک کربلا ص ۴۵)

حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

''چوں غسل دادہ شد آنحضرت راجمع شد آب درپلکہائے وے پس برداشتم من برزبانِ خود آں رافرو بردم (اشعۃ اللمعات جلد نمبر ۴ ص ۳۳۱)

جب میں نے حضور علیہ السلام کو آخری غسل دیا تو پانی کے چند قطرے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس پلکوں پر ٹھہرے رہے تو میں نے ان کو اپنی زبان سے چوس لیا بس پھر علم کا سمندر میرے سینے میں ٹھاٹھیں مارنے لگا۔

گرامی حضرات! میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب کہہ دیجئے کہ مجھے اللہ کی گواہی کافی ہے اور اس کی گواہی کہ

مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ

جس کے پاس کتاب کا علم ہے

جس کے پاس بعض زبور کا علم ہو

توجہ رہے کہ یہ پوری کتاب یعنی قرآن پاک کے علم کی بات ہے۔ دوسری طرف ملاحظہ کیجئے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے درباریوں سے فرماتے ہیں کہ ملکہ بلقیس آ رہی ہے اور

اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِىْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ○

(پ ۱۹ سورۃ النمل آیت نمبر ۳۸)

تم میں سے کون ہے جو اس کے آنے سے پہلے تخت بلقیس لے آئے

تو ایک جن نے کہا

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ (پ ۱۹ سورۃ النمل آیت نمبر ۳۹)

میں وہ تخت لے آؤں گا اس سے قبل کہ آپ اپنے مقام سے کھڑے ہوں

فرمایا ہمیں اس سے جلدی چاہئے تو ایک آدمی نے کہا کہ میں لے آتا ہوں۔

فرمایا کتنی دیر میں؟

تو اس نے عرض کیا

قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ (پ ۱۹ سورۃ النمل آیت نمبر ۴۰)

آپ کے آنکھ جھپکنے سے پہلے

جب آنکھ جھپک کر ملاحظہ کیا تو

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ (پ ۱۹ سورۃ النمل آیت آیت نمبر ۴۰)

پھر جب دیکھا تو وہ (تخت) ان کے پاس تھا

یہ آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت لانے والا کون تھا؟

قَالَ الَّذِىْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ (پ ۱۹ سورۃ النمل آیت نمبر ۴۰)

جس کے پاس بعض کتاب کا علم تھا

اور وہ بعض کتاب بھی زبور تھی

ذرا خیال فرمائیں کہ

جس کے پاس بعض کتاب کا علم ہو

اور وہ کتاب بھی زبور ہو

اس کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ وہ آنکھ جھپکنے سے پہلے ہزاروں میلوں سے تخت بلقیس لے آئے۔

تو جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہو اور وہ کتاب بھی قرآن کریم ہو تو اس کی طاقت کا کیا عالم ہوگا...... فرمایا

جو پورے قرآن کا عالم ہو

وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ

اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے

تو پھر اس کی طاقت یہ ہوا کرتی ہے کہ

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوت پروردگار
لَافَتٰی اِلَّا عَلِیْ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ

اور اس کی طاقت کا عالم یہ ہوا کرتا ہے کہ باب خیبر کو ایک ٹھوکر سے اکھاڑ کر اپنی کمر پر اٹھا لے۔ وہی ہزاروں من کا لوہے کا دروازہ جسے کئی دن سے متعدد صحابہ کرام مل کر بھی نہ اکھاڑ سکے۔

علی نے خیبر کے در کو توڑا علی نے مرحب کے سر کو پھوڑا
علی نے کعبہ میں بت نہ چھوڑا جدھر بھی دیکھو علی علی ہے
وہ راز دارِ خفی جلی ہے جدھر بھی دیکھو علی علی ہے
گواہ مدینے کی ہر گلی ہے جدھر بھی دیکھو علی علی ہے

فرمایا کہ

وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتَابِ

اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے

قرآن علی کے ساتھ علی قرآن کے ساتھ

علم ہی کیا میرے نبی نے فرمایا

اَلْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ وَّالعَلِیُّ مَعَ الْقُرْاٰنِ (تاریخ الخلفاء ص۱۲۱)

قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہے

ادوارِ خلافت راشدہ میں فیصلے علی کے

پھر یہی وجہ تھی کہ خلافت راشدہ کے تمام ادوار میں فیصلے حضرت علی سے ہی کروائے جاتے تھے۔

ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا

''علی ہم میں سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں''

(الصواعق المحرقہ ص۱۲۶)

حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے بیان کیا آپ نے فرمایا

''اہل مدینہ میں سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے حضرت علی ہیں''

(الصواعق المحرقہ ص۱۲۷)

ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے بیان فرمایا کہ

''مدینہ میں سب سے زیادہ فرائض کے جاننے والے اور فیصلے کرنے والے حضرت علی ہیں'' (الصواعق المحرقہ ص۱۲۷)

اے علی فیصلہ کیجئے

دار قطنی کا بیان ہے کہ دو بدو جھگڑتے ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس آئے تو آپ نے حضرت علی کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کا حکم دیا تو آپ نے ان کا فیصلہ کر دیا۔ ان دونوں میں سے ایک نے کہا یہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا؟

حضرت عمر نے جھپٹ کر اس کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا

تیرا برا ہو کیا تو جانتا نہیں یہ شخص کون ہے؟

یہ تیرا آقا اور ہر مومن کا آقا ہے اور جس کا یہ آقا نہیں وہ مومن ہی نہیں۔

(برق سوزاں ص۶۰۰)

فرمایا کہ

وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتَابِ

اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے

باغِ بہشت کا وہ گل تازہ علی ہے
نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

ہم تقسیم جبار پر راضی ہیں

حضرت مولائے کائنات خود فرماتے ہیں کہ

رَضِینَا قِسمَۃَ الجَبَّارِ فِینَا

لَنَا عِلمٌ وَّلِلجُہَّالِ مَالُ

ہم اللہ جبار کی تقسیم پر راضی ہیں کہ جس نے ہمیں علم دیا اور جاہلوں کو مال دیا

میں بائے بسم اللہ کا نقطہ ہوں

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا

تمام صحائف اور کتب آسمانی کا نچوڑ قرآن میں ہے

تمام قرآن کا نچوڑ سورہ فاتحہ میں ہے

سورہ فاتحہ کا نچوڑ بسم اللہ میں ہے

بسم اللہ کا نچوڑ اس کی باء کے نقطہ میں ہے

اور مولائے کائنات فرماتے ہیں کہ

اَنَا النُّقطَۃُ تَحتَ البَاءِ (فصل الخطاب جلد دوم ص۴۰۹)

میں ہی وہ نقطہ ہوں جو بسم اللہ کی با کے نیچے ہے

معلوم ہوا کہ

زبور کا علم	علی کے پاس
توریت کا علم	علی کے پاس
انجیل کا علم	علی کے پاس
قرآن کا علم	علی کے پاس

وَمَن عِندَہٗ عِلمُ الکِتَابِ

اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے

میں علوم انبیاء کا وارث ہوں

میرے آقا و مولیٰ حضرت علی پاک کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ

اِنِّی وَارِثُ عُلُومِ الاَنبِیَآءِ وَالمُرسَلِینَ (ینابیع المودۃ ص۶۹)

میں انبیاء و مرسلین کے علوم کا وارث ہوں

جو علم آدم کا نظارہ کرنا چاہتا ہو

گرامی حضرات!

تمام انبیاء کے علوم کو ایک طرف رہنے دیں۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کا علم کیا ہے آیئے قرآن پاک سے پوچھیں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الاَسمَآءَ کُلَّھَا (پ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر۳۱)

اور سکھایا آدم علیہ السلام کو کل علم

اور میرے آقا نے ارشاد فرمایا

مَن اَرَادَ اَن یَّنظُرَ اٰدَمَ فِی عِلمِہٖ فَلیَنظُر اِلٰی عَلِیِّ ابنِ اَبِی طَالِبٍ

(الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ الجزء الثالث ص۱۹۶ مطبوعہ فیصل آباد)

جو شخص چاہتا ہو کہ علم آدم کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ وہ علی ابن ابی طالب کو دیکھے

فرمایا:

وَمَن عِندَہٗ عِلمُ الکِتَابِ

اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے

باغِ بہشت کا وہ گل تازہ علی ہے

نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

میں قرآنِ ناطق ہوں

حضرت مولائے کائنات نے ارشاد فرمایا

اَنَا القُراٰنُ النَّاطِقُ (ینابیع المودۃ ص۷۵)

میں ہی قرآن ناطق ہوں

صرف کتاب کا علم ہی میرے پاس نہیں ہے بلکہ میرا وجود ہی قرآن ناطق ہے

قرآن کیا ہے؟ قرآن سے پوچھئے

ذرا قرآن سے پوچھئے کہ قرآن کیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (پ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲-۱)

قرآن ہی وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (پ۱۴ سورۃ النحل آیت نمبر ۸۹)

اور ہم نے آپ پر وہ کتاب نازل فرمائی جس میں ہر شئی کا بیان موجود ہے

كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ (پ۲۷ سورۃ القمر آیت نمبر ۵۷)

ہر چھوٹی بڑی شی قرآن میں پوشیدہ ہے

وَلَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (پ ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۹)

اور نہیں ہے تر اور نہیں ہے خشک ایسا جس کا بیان قرآن میں نہ ہو

قرآن — کتاب لاریب ہے

قرآن — ہر شئی کا بیان ہے

قرآن — ہر صغیر وکبیر کا خزانہ ہے

قرآن — ہر رطب و یابس کا بیان ہے

قرآن صامت اور قرآن ناطق

یہ قرآنِ صامت ہے اور میرا مولا قرآن ناطق ہے تو پتہ چلا

وہ قرآن صامت بھی لاریب — یہ قرآن ناطق بھی لاریب

وہ قرآن صامت بھی ہر چیز کا بیان — یہ قرآن ناطق بھی ہر چیز کا بیان

وہ قرآن صامت بھی ہر صغیر وبکیر کا خزانہ — یہ قرآن ناطق بھی ہر صغیر وکبیر کا خزانہ

وہ قرآن صامت بھی ہر رطب ویابس کا بیان — یہ قرآنِ ناطق بھی ہر رطب ویابس کا بیان

فرمایا

وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ

اور جس کے پاس کتاب کا علم ہے

باغ بہشت کا وہ گل تازہ علی ہے
نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

قرآن پر بے نظیر عمل حضرت علی کا

گرامی حضرات!

اس قرآنِ صامت پر جیسا عمل اس قرآن ناطق کا ہے پوری امت میں سے کسی کا بھی نہیں ملاحظہ ہو ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رقمطراز ہیں کہ اس آیت کی شانِ نزول کیا ہے؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (پ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت نمبر ۱۲)

اے ایمان والو! جب تنہائی میں بات کرنا چاہو رسول (مکرم) سے تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کرو یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے اور (دلوں کو) پاک کرنے والی ہے اور اگر تم (اس کی سکت) نہیں پاؤ تو اللہ غفور الرحیم ہے۔

حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہ اس آیت کا شانِ نزول بیان فرماتے ہیں

"سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب اغنیاء نے عرض و معروض کا سلسلہ دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فقراء کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو عرض پیش کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ پیش کرنے کا حکم دیا گیا اور اس حکم پر حضرت علی مرتضیٰؓ نے عمل کیا۔ ایک دینار صدقہ کر کے دس سائل دریافت کئے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ وفا کیا ہے؟ فرمایا توحید اور توحید کی شہادت دینا

۲۔ عرض کیا فساد کیا ہے؟ فرمایا کفر و شرک

۳۔ عرض کیا حق کیا ہے؟ فرمایا اسلام، قرآن اور ولایت جب تجھے ملے

۴۔ عرض کیا حیلہ (یعنی تدبیر) کیا چیز ہے؟ فرمایا ترکِ حیلہ

۵۔ عرض کیا مجھ پر کیا لازم ہے؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت

۶۔ عرض کیا اللہ تعالیٰ سے کیسے دعا مانگوں؟ فرمایا صدق و یقین کے ساتھ

۷۔ عرض کیا کیا مانگوں؟ فرمایا عافیت ایک روایت میں عاقبت کا لفظ ہے

۸۔ عرض کیا اپنی نجات کے لئے کیا کروں؟ فرمایا حلال کھا اور سچ بول

۹۔ عرض کیا سرور کیا ہے؟ فرمایا جنت

۱۰۔ عرض کیا راحت کیا ہے؟ فرمایا اللہ کا دیدار

جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سوالوں سے فارغ ہو گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور رخصت نازل ہوئی اور سوائے حضرت علی المرتضیٰؓ کے کسی اور کو اس آیت پر عمل کرنے کا وقت نہیں ملا" (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۱۴۷، ۱۴۸)

فرمایا کہ

وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ

اور جس کے پاس کتاب کا علم ہے

جس کو قرآن سمجھنے کا پورا پورا موقع ملا

جس نے نبی کریم علیہ السلام سے اسرار و رموز سمجھنے کے لئے ہر موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور اس کے علاوہ کسی اور کو یہ موقع نہ مل سکا وہ ہے ذاتِ علی مرتضیٰ

باغِ بہشت کا وہ گل تازہ علی ہے
نبی ہے شہر علم تو دروازہ علی ہے

فرمایا اگر علم لینا ہے تو دروازہ پر آؤ

وہ جو شہر علم کا دروازہ ہے

وہ جو من عندہ علم الکتاب کا مصداق ہے

وہ جو قرآن کریم کا پورا عالم ہے

وہ جو دعوائے سلونی فرماتا ہے

وہ جو اَعْلَمُ بِالسُّنَّةِ ہے

وہ جو سب سے زیادہ فقیہ ہے

وہ جو سب سے زیادہ فرائض کا جاننے والا ہے

اس کے قدم چومو

اس کی چوکھٹ پر حاضری دو

فرمایا محبوب

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا

کافر کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں

تو تو مت گھبرا

میرے پیارے میں آپ تیری رسالت کا گواہ ہوں۔ ان سے فرما دے تم گواہی نہیں دیتے تو نہ دو!

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ

مجھے رسول بنا کر بھیجنے والے کی گواہی کافی ہے
مجھے نبی بنا کر مبعوث فرمانے والے کی گواہی کافی ہے
وہ فرماتا ہے
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ (پ سورۃ المنافقون آیت نمبر ۱)
اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں
اور دوسرا گواہ وہ ہے کہ
وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ
جس کے پاس کتاب علم ہے

ختم نبوت

ایک گواہ میرے حبیب کی رسالت کا — اللہ
ایک گواہ میرے آقا کی رسالت کا — علی
عدالت میں دو شاہد عادل گواہی دیں تو شہادت مکمل
میرے مصطفیٰ کی گواہی اللہ اور علی نے دی تو رسالت مکمل
تکمیل رسالت ہو چکی
اب کوئی رسول نہ آئے گا
کیونکہ شہادت مکمل ہو چکی ہے

علی کا وجود — شہادت کی تکمیل
علی کا وجود — ناطق قرآن
علی کا وجود — شہر علم کا دروازہ

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ